خطباتِ صدیقیہ

جلد ششم

خطیب پاکستان

مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی

خطیب مرکزی سُنّی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ
لاہور پاکستان

خطباتِ صدیقیہ

جلد ششم

خطیبِ پاکستان مولانا محمد صدیق ملتانی مدظلہ العالی
خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے فیصل آباد

Marfat.com

111347

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	ــــــــ	خطباتِ صدیقیہ (جلد ششم)
مؤلف	ــــــــ	مولانا محمد صدیق صاحب ملتانی
تزئین واہتمام	ــــــــ	سید حمایت رسول قادری
پروف ریڈنگ	ــــــــ	محمد سجاد علی نقشبندی
		(فاضل دار العلوم نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)
صفحات	ــــــــ	392
اشاعت	ــــــــ	بار اوّل، نومبر 2010ء
تعداد	ــــــــ	1100
کمپوزنگ	ــــــــ	غلام محمد یٰسین خاں
مطبع	ــــــــ	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	ــــــــ	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
قیمت	ــــــــ	روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مولانا محمد صدیق ملتانی فیصل آباد

موبائل: 0300-6608706

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر
اسرار المعراج	7
جسمانی معراج کے دلائل	7
عبدہ کے اسرار	13
اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے سفر کی ابتداء میں اسرار	15
قلب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کے طشت میں رکھنے میں اسرار	17
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنے کے اسرار	18
مسجد اقصیٰ جانے کے اسرار	22
سدرہ پر جبریل علیہ السلام کے رکنے میں اسرار	24
دیدار الٰہی کے اسرار	25
اظہار قدرت	27
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت باصرہ کا اظہار	28
خصوصی عطا	28
قوت باصرہ اور قوت سامعہ	29
امت پر کرم خداوندی	30
حسن و جمال	31
مشورہ کلیم کے اسرار	32
عرش پر جلوہ گری میں اسرار	35
شرح صدر	40
شق صدر	51
حیات النبی کی دلیل	52
قلب مبارک کی آنکھیں اور کان	55
دور سے دیکھنا	55
دور سے سننا	56
نور و بشر	57
نورانیت	58
معجزہ شق القمر	60
بے مثل بشریت	62
حبیب خدا کی روایات	67
تخلیق نور میں اولیت	67
حضرت نوح علیہ السلام کی اولیات	68
صنعت کشتی میں اولیت	68
اولیت حضرت ابراہیم علیہ السلام	70
اولیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	73
ایمان میں اولیت	73
خطابت میں اولیت	74
فاروق اعظم کی اولیات	77
قاضی مقرر کرنا	77
ہجو کی ممانعت	78

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات	79
اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت میں اولیت	79
امت مسلمہ کو ایک قرأت پر جمع کیا۔	79
حضرت علی کی اولیات	81
عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولیات	87
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولیت	87
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اولیت	88
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اولیت	89
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اولیت	92
حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی اولیت	94
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی اولیت	98
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اولیت	100
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولیت	102
حضرت عثمان بن عامر ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی اولیت	107
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولیات	108
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اولیت	117
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اولیت	120
عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولیت	122
حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی اولیت	124
حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی اولیات	126
حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کی اولیت	128
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اولیت	129

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت فاطمہ بنت رسول رضی اللہ عنہا کی اولیات	131
حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی اولیت	135
حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی اولیت	137
نعمت عظمیٰ	144
خالد بن یزید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی عقل	151
وجہ اول	153
وجہ دوم	157
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں کہاں کام آتے ہیں	158
(۱) دنیا میں	158
(۲) موت کے وقت	159
(۳) قبر میں	162
(۴) حشر میں	165
(ا) پلصراط	165
(ب) میزان	166
(ج) حوض کوثر	166
(۵) جنت میں	167
وجہ سوم	168
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت معجزات کا مجموعہ ہے	169
حمل شریف میں تشریف آوری	169
ایام حمل	170

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
شب ولادت	171
دلیل اول	173
التوسل	175
انبیاء علیہم السلام سے توسل	177
حضرت ابراہیم علیہ السلام	177
کنعان سے مصر تک حضرت یوسف علیہ السلام کے پہنچنے کی تفصیل	178
حضرت دانیال علیہ السلام	180
حضرت موسیٰ علیہ السلام	182
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	183
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	183
ولادت سے قبل آپ کا واسطہ	183
ظاہری حیات میں توسل	186
وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل	187
عرصہ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل	189
انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کا توسل	191
تابوت سکینہ	191
حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص	192
نبی کی ہڈی کے وسیلے سے بارش	193
اعتراض	194
الجواب	194
اولیاء سے توسل	195
نکتہ عجیبہ	197
توسل قبر سے	197
حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	200
حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	201
دین پر استقامت	208
حضرت جرجیس علیہ السلام کا واقعہ	208
ایک مسلمان عورت	217
حضرت آسیہ علیہا السلام	220
نوخیز ولی	223
حضرت بلال رضی اللہ عنہ	227
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل	229
حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ	232
حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ	234
تین بھائی	235
جنت کا مالک	239
جنت کی نعمتیں	241
احادیث	247
فلسفہ معراج	288
حیات آخرت	288
رفعت	289
بلاواسطہ وحی	291
فرشتے اور دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	292
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا	293
جبریل علیہ السلام کی حاجت	294

Marfat.com

عنوان	صفحہ نمبر
التوسل	295
ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مستقل معجزہ ہے	296
دور کی آواز سننا	297
آن واحد میں دو جگہ موجود ہونا	298
شہادت	301
زیارت عبادت ہے	302
تین شانوں کی معراج	303
شفاعت	305
جنت کا سودا	306
بے مثل نبی	306
امام الکل	310
تصدیق صدیق	312
مشکل کشا نبی	313
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا	315
عطائی علم غیب	316
بارگاہ اسمائے الٰہیہ	318
قوت رفتار	319
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	321
حاضر و ناظر	323
گواہ	323
(ب) خدا کے سامنے مخلوق کے گواہ	324
محبوب	330
حسین و جمیل	334

عنوان	صفحہ نمبر
حاضر و ناظر	335
دلیل اول	336
دلیل دوم	336
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں	337
احادیث	338
آپ دنیا کو دیکھ رہے ہیں	342
احادیث	343
آن واحد میں کئی مقامات پر موجود ہونا	345
مقام مومن	357
آیات	357
عالم ارواح میں مومن کا مقام	360
عالم دنیا میں مقام مومن	363
موت کے وقت مقام مومن	370
عالم برزخ میں مقام مومن	377
حکایت	380
آخرت میں مومن کا مقام	381
جنت میں مومن کا مقام	389

Marfat.com

[stamp]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اسرار المعراج

جسمانی معراج کے دلائل

دلیل نمبر 1.

اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج کو لفظ سبحان سے شروع فرمایا جو جسمانی معراج کی دلیل ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسریٰ فرمایا ہے جس کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ کو جانے والا نہیں فرمایا بلکہ اپنی ذات کو لے جانے والا فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبحان اور اَسریٰ فرما کر معراج جسمانی پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دیے دیا اور اپنے محبوب ﷺ کی ذات کو اعتراضات سے بچایا گویا یوں فرمایا کہ اے منکرو خبردار واقعہ معراج میں میرے حبیب پر تمہیں اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس نے معراج کرنے مسجد اقصیٰ جانے آسمانوں پر جانے کا دعویٰ نہیں کیا ایسی صورت میں تمہیں اعتراض کرنے کا حق ہے۔ یہ دعویٰ تو میرا ہے کہ میں اپنے حبیب کو لے گیا اب اگر میرے لے جانے پر اعتراض ہے کہ اللہ کیسے لے گیا یہ لے جانا اور ذرا سی دیر میں آسمانوں کی سیر کرا کے واپس لے آنا تو ممکن نہیں تو یاد رکھو میں سبحان ہوں جو چیز مخلوق کے لئے عادۃً ناممکن اور محال ہے اگر میرے لئے بھی اسی طرح ناممکن اور محال ہو تو میں عاجز اور ناتواں ٹھہروں گا اور عاجزی اور ناتوانی عیب ہے اور میں ہر عیب سے پاک ہوں کیونکہ میں سبحان یعنی ہر عیب اور نقص سے پاک ہوں معلوم ہوا کہ لفظ سبحان جسمانی معراج کی عظیم دلیل ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر2.

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے سامنے واقعہ معراج کا ذکر کیا تو انہوں نے واقعہ معراج کا انکار کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد اقصیٰ کی علامات وغیرہ دریافت کیں آپ نے تمام نشانیاں اور علامات کفار کے سامنے بلاکم و کاست بیان فرمادیں اور نہایت خوبی کے ساتھ ان پر حجت قائم فرمادی جس کے بعد ان کے لئے مجال انکار باقی نہ رہی اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کی صداقت پر ایک عمدہ اور عظیم الشان دلیل قائم ہوگئی اگر معراج جسمانی نہ ہوتا تو کفار نہ تو تمسخر اڑاتے اور نہ مسجد اقصیٰ کی نشانیاں دریافت کرتے۔

دلیل نمبر3.

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں بالکل ٹھیک بیان فرمادیں تو مشرکین مکہ نے کہا مسجد اقصیٰ آتے جاتے ہمارا کوئی قافلہ بھی ملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی فلاں کا قافلہ مجھے مقام روحاء پر ملا ان کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا وہ اسے تلاش کر رہے تھے اور ان کے پالان میں پانی سے بھرا ایک پیالہ رکھا تھا مجھے پیاس لگی تھی میں نے پیالہ اُٹھا کر پانی پی لیا پھر اس کو ویسے ہی رکھ دیا جب وہ آئیں تو ان سے دریافت کر لینا کہ جب وہ اپنا اونٹ تلاش کر کے واپس آئے تھے تو انہوں نے پیالے میں پانی پایا، یا نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے۔ یہ ایک بہت بڑی نشانی ہے پھر فرمایا دوسرا قافلہ مقام ذی طویٰ پر ملا دو آدمی ایک اونٹ پر سوار تھے ان کا اونٹ میری وجہ سے بدک کر بھاگا اور وہ دونوں سوار گر پڑے ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ ٹوٹ گیا جب وہ آئیں تو ان سے دریافت کر لینا۔ انہوں نے کہا اچھا یہ دوسری نشانی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیسرا قافلہ تنعیم

Marfat.com

میں ملا انہوں نے کہا اس کی گنتی بتایئے اور وہ قافلہ کیا چیز لاد کر لا رہا ہے اور ان میں کون کون لوگ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سب کچھ بیان فرما دیا پھر فرمایا اس قافلے کے آگے ایک بھورے رنگ کا اونٹ ہے اس پر دھاری دار دو بوریاں لدی ہوئی ہیں اور وہ سورج نکلتے ہی مکہ میں پہنچ جائے گا۔ انہوں نے کہا یہ تیسری نشانی ہے پھر وہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف دوڑے وہ کدیٰ پہاڑ پر بیٹھے اور انتظار کرنے لگے کہ سورج کب نکلے تا کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کریں۔ اچانک ان میں سے ایک آدمی بولا خدا کی قسم یہ سورج نکل آیا اسی وقت دوسرے آدمی نے کہا خدا کی قسم یہ قافلہ بھی آ گیا اس کے آگے بھورے رنگ کا اونٹ ہے اس قافلہ میں فلاں فلاں آدمی ہے۔ (معالم التنزیل، ۱۱۲/۴۔ زرقانی ۱۳۶/۶)

دوسرے قافلے کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ وہ نصف النہار کے وقت آئے گا وہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق عین نصف النہار کے وقت آیا۔

(مواہب اللدنیہ، ۴۰/۲)

اور تیسرے قافلے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ میں داخل ہو گا۔ جب سورج کا وقت قریب آیا اور وہ قافلہ نہ پہنچا تو اللہ نے سورج کو روک دیا۔ یہاں تک کہ قافلہ مکہ میں داخل ہو گیا۔

(مواہب اللدنیہ، ۴۰/۲)

قافلوں کی یہ تمام نشانیاں جسمانی معراج کی بین دلیل ہیں۔

دلیل نمبر 4.

اللہ تعالیٰ نے آیت اسریٰ میں عبد کا لفظ بیان فرمایا جو نبی کریم ﷺ کے جسمانی معراج کی ایک روشن دلیل ہے اور وہ اس طرح کہ قرآن وحدیث یا کلام

Marfat.com

عرب میں ایسا کوئی استعمال موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ کسی کی دنیاوی زندگی میں اسے عبد کہا گیا ہے اور لفظ عبد سے صرف روح مراد ہو بلکہ اس کے برعکس آپ قرآن وحدیث اور محاورات عرب میں یہی پائیں گے کہ جب کسی کو اس کی حیات ظاہری میں لفظ عبد سے تعبیر کیا گیا ہے تو اس لفظ سے روح مع الجسد مراد لیا گیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا موسیٰ میرے بندوں کو رات میں لے جاؤ۔ یہاں عبد روح اور جسم کو کہا گیا نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝

کیا تو نے اسے دیکھا جو روکتا ہے عبد مقدس کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

یہاں بھی عبد سے مراد روح اور جسم ہے پس آیت اسریٰ میں عبد فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو معراج جسمانی ہوئی۔

دلیل نمبر 5.

جب حضرت جبریل امین علیہ السلام سدرہ پر رک گئے تو انہوں نے آپ کو ایک فرشتے کے سپرد کیا جس کے پاس رفرف تھا۔ آپ اس پر بیٹھ کر تنہا روانہ ہوئے۔

یوں کون پیغمبر گیا ساتوں فلک طے کر گیا
بالا سے بالا تر گیا کیا کیا کہوں کیا کر گیا
رفرف تیرا فرفر گیا اوپر سے بھی اوپر گیا
پر والا تو سدرہ رہا تو عرش پر بے پر گیا

تنہائی سے آپ کو گھبراہٹ ہوئی اور وحشت طاری ہوئی اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

آپ کی گھبراہٹ دور کرنے کے لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز کے مشابہ ایک آواز پیدا کی۔

قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ۔

اے محمد ٹھہریئے آپ کا رب آپ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن صلوٰۃ سے نماز کے معنی کی طرف متوجہ ہوا اور آپ حیران اور متعجب ہوئے کہ رب نماز پڑھتا ہے تب اللہ نے آپ کے تعجب کو ذائل کرنے کے لئے یہ آواز سنائی۔

ھُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلَائِکَتُہٗ۔

وہ جو تم پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اور اس کے فرشتے تم پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔

تب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ صلوٰۃ سے مراد درود شریف ہے کیونکہ گھبراہٹ دل میں ہوتی ہے اور تعجب دماغ میں ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر فرمانا چاہا کہ سدرہ کے پار وہ جا رہا ہے جس کا دل بھی اور دماغ بھی ہے اور دل اور دماغ جسم میں ہوتا ہے روح میں نہیں لہٰذا یہ جسمانی معراج ہوئی محض روح کی معراج نہیں۔

دلیل نمبر 6.

حضرت شداء بن اوس سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اس رات جس رات میں آپ کو معراج ہوا کہ میں نے آج رات آپ کو آپ کی جگہ تلاش کیا اور آپ کو نہ پایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئے تھے۔ (شفاء شریف، ۱/۱۹۰)

اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے عرض کی میں نے آپ کو آج رات آپ کی جگہ تلاش کیا اور میں نے آپ کو نہ پایا آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے مسجد اقصیٰ لے گئے تھے۔

(نبراس، ص ۱۷۴)

ایک روایت میں کہ لوگوں نے اس رات آپ کو آپ کی قیام گاہ پر نہ پایا تو بنو عبدالمطلب آپ کی تلاش میں ادھر اُدھر چکر لگاتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ مقام ذی طویٰ میں یا محمد (ﷺ) کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا پوچھا آپ کہاں تھے فرمایا بیت المقدس کی طرف گیا تھا پوچھا آپ خیریت سے ہیں فرمایا ہاں بالکل خیریت سے۔

(انسان العیون، ۲/ ۳۰۵)

دلیل نمبر 7.

شریعت کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب دو چیزیں جمع ہو جائیں اس طرح کہ ایک ان میں غالب ہو اور دوسری مغلوب تو حکم غالب کا معتبر ہے مثلاً دودھ میں پانی ملا کر کسی شیر خوار بچے کو پلائیں اگر دودھ غالب ہے تو رضاعت ثابت ہے اگر پانی غالب ہے تو رضاعت ثابت نہیں اگر خون آلودہ لعاب منہ سے خارج ہو تو اگر خون غالب ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور تھوک غالب ہے تو وضو نہ ٹوٹے گا اسی طرح اگر تانبہ اور سونا ملے ہوئے ہیں تو اگر سونا غالب ہے حکم سونے کا ہے اور اگر تانبہ غالب ہے تو حکم تانبے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نورانیت اور بشریت دونوں وصف عطا فرمائے ہیں جب آپ کی نورانیت کا بشریت پر غلبہ ہوگا تو پرواز میں کوئی تعجب نہیں معراج کی رات نورانیت کا غلبہ ہوا آپ کا آسمان پر جانا ناممکن نہ رہا۔

Marfat.com

عبدہ کے اسرار:

(۱) عبد کا معنی اللہ کا بندہ ہے اور بندگی کا سب سے بڑا کمال قرب خداوندی ہے اور معراج میں حضور نبی کریم ﷺ کو خدا کا وہ قرب حاصل ہوا جو کسی اور کو میسر نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی○

اس آیت سے مراد اللہ تعالیٰ کا کمال قرب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے اتنا قریب ہوا جیسے دو کمانوں کی مقدار ہوتی ہے یا اس سے بھی زیادہ۔

جبریل کے براق تھمے رفرف بھی آگے جا نہ سکے
رب ادن منی حبیبی کہے ترے قرب خدا کا کیا کہنا

(۲) آیت اسریٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں اَلَّذِیْ فرمایا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں عبد فرمایا اور یہ دونوں الفاظ تمام ممکنات اور موجودات کو محیط ہیں یعنی ہر چیز کو الذی کہہ سکتے ہیں اور ہر چیز کو عبد کہہ سکتے ہیں گویا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ الذی تو ہر چیز ہے لیکن جس کو کامل الذی کہا جا سکے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا جلوہ ہر چیز میں موجود ہے۔

جے میں اپنے باہر ڈھونڈاں میرے اندر کون سماناں
جے میں اپنے اندر ڈھونڈاں تے پھیر مقید جاناں
سب کچھ تو ہیں تے سب وچہ تو ہیں میں سب توں پاک پچھاناں
میں وی تو ہیں تے توں بھی تو ہیں تے بلھا کون نماناں

اور عبد تو دنیا کی ہر چیز ہے لیکن کامل عبد وہ ہے کہ ہر چیز میں اس کا نور موجود ہے کل خلائق من نوری وانا من نوراﷲ ساری مخلوق میرے نور سے

Marfat.com

میں اللہ کے نور سے ہوں۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

(۳) ایک اعتبار سے عبد کی تین قسمیں ہیں۔

عبد رقیق: اس سے مراد وہ غلام ہے جو پوری طرح اپنے مالک کی ملکیت اور قبضہ میں ہو مثلاً عام مومنین۔

عبد آبق: یہ وہ غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگ جائے اور اپنے مالک مجازی کے قبضہ سے باہر ہو مثلاً کافر مشرک منافقین۔

عبد ماذون: یہ وہ غلام ہے کہ جو ملک کی ملک میں ہو اور اس کی قابلیت استعداد اور صلاحیت اس بات کی اجازت دے رکھی ہو کہ مالک نے اپنے کاروبار میں اسے مختار اور ماذون بنا دیا ہو اور اسے اس بات کی اجازت دے رکھی ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز تصرف کرے اس کا خرید و فروخت کرنا مالک کا خرید و فروخت ہوتا ہے ساری کائنات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی اللہ کا مقرب نہیں اس لئے آپ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہیں۔

اسی لیے آپ کا بولنا اللہ کا بولنا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ ○

آپ کا پھینکنا اللہ تعالیٰ کا پھینکنا ہے۔

Marfat.com

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۝

نبی کے لبوں پر خدا بولتا ہے
کلام خدا ہے کلام محمدؐ

اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے سفر کی ابتداء میں اسرار:

سفر معراج کی ابتداء حضرت اُم ہانی کے گھر سے ہوئی اس میں ایک حکمت تو یہ تھی کہ علماء نے لکھا ہے کہ:

اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَتَشَرَّفُ الْاَشْیَاءُ بِہٖ لَا ھُوَ یَتَشَرَّفُ بِھَا۔

کہ چیزوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزت ملتی ہے نہ کہ آپ کو چیزوں سے شرف ملتا ہے۔

خدا نے چاہا کہ حضرت اُم ہانی کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں جب بھی دنیا میں معراج کا تذکرہ ہو تو اُم ہانی کا بھی ذکر خیر ہو کہ ان کے گھر سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر معراج شروع ہوا اور آپ کے اپنے مکان سے یہ سفر اس لئے شروع نہ ہوا کہ فرشتے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں حدیث میں آیا ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً۔

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور نبی کے گھر کا ادب یہ ہے کہ کوئی اس میں بے اجازت داخل نہ ہو چنانچہ جبرئیل امین علیہ السلام جب آپ کی خدمت میں آتے تو:

کَانَ جِبْرِیْلُ اِذَا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقِفُ عَلَی الْبَابِ ثُمَّ یَسْتَاْذِنُ۔

جبرئیل علیہ السلام جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو دروازے

Marfat.com

پر کھڑے ہو کر اجازت مانگتے اور دوسری بات یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ کو آواز بھی نہ دے سکتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرے کے پیچھے سے آواز دینا منع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ○ (سورہ حجرات)

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے وقوف ہیں اور اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ ان کی طرف تشریف لاتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔

اور اجازت کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ ○

(سورۃ احزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو نبی کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو۔

پس ثابت ہوا کہ آپ حجرہ کے پیچھے سے آواز دینا اور آپ کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا دونوں ممنوع ہیں اس لئے آپ کے سفر معراج کی ابتداء اپنے گھر سے نہیں ہوئی بلکہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے یہ سفر شروع ہوا ورنہ تو فرشتوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم کعبہ میں لے جانا مشکل ہو جاتا اور فرشتوں نے حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان کی چھت پھاڑی یہ اس طرف اشارہ تھا کہ آپ کا شق صدر ہو گا نیز چھت کا حجاب ہٹانے میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپ کو بلاحجاب خدا کا دیدار ہوگا۔

عرش پر جب رکے میرے آقا یوں یکا یک ہوا حکم مولیٰ
بے حجاب آیئے یا محمد میرا تجھ سے تو پردہ نہیں ہے

Marfat.com

قلب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کے طشت میں رکھنے میں اسرار:

(۱) سونا پاس ہو تو دنیا کی ہر چیز خریدی جا سکتی ہے۔ دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں ہو تو ہر نیکی کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم اللہ مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا اس نیکی کا دنیا میں فائدہ ہوتا اور آخرت میں ثواب ہوگا اور کافر کی نیکیوں کا صلہ دنیا میں مل جاتا ہے آخرت میں ان کا کوئی ثواب نہیں۔

(مسند الفردوس، ۲/ ۳۸۸)

(۲) سونے کو زمین نہیں کھاتی اور بعد وفات نبی کا جسم اقدس زمین پر حرام ہے زمین اس کو کھاتی نہیں۔ حدیث ہے:

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ ○

(طبرانی اوسط، ۵/ ۳۹۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسم کھانا حرام کر دیئے ہیں۔

(۳) سونا تمام دھاتوں سے افضل ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سے افضل ہیں۔ خدا جس کا رب ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

جب آپ کا شق صدر ہوتو آپ کے قلب مبارک کو آب زمزم کے ساتھ دھویا گیا تاکہ آب زمزم آپ کے قلب سے لگ جائے اور اس کا مرتبہ دنیا کے تمام پانیوں سے بڑھ جائے کیونکہ اب آب زمزم کو قلب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

نسبت ہے لہٰذا اس کا شرف اور مرتبہ زیادہ ہو گیا ہے بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ پانی کوثر کے پانی سے افضل ہے یہ پیٹ کی بیماریوں کا علاج ہے اس پانی سے نظر تیز ہو جاتی ہے اس کو دیکھنا عبادت ہے اور اگر کوئی تین لپ بھر کر سر میں ڈالے وہ کبھی ذلیل نہ ہو گا۔ (شفاء العزام، ج۱، ۲۵۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنے کے اسرار:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں نماز پڑھتے دیکھا یہ اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں سال پہلے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک اپنی قبر میں زندہ ہیں اور کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب کلیم اللہ کی حیات بعد الممات کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا کیا کمال ہو گا آپ بھی یقیناً اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

(۲) جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام منوں مٹی کے نیچے آپ نے ان کو دیکھ لیا معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ کے سامنے کوئی چیز حجاب نہیں بن سکتی۔ حدیث سے اس کی دلیل ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک قبر سے گزر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قوم ثمود کے ایک آدمی کی قبر ہے جس کا نام ابورغال تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی بداعمالیوں کی بنا پر اس کو ہلاک کر دیا تو یہ اس لئے بچ گیا کہ یہ حرم کعبہ میں تھا لیکن جب اس مقام پر پہنچا تو مر گیا اور اس کے ساتھ سونے کی ایک چھڑی دفن کر دی گئی صحابہ فرماتے ہیں ہم نے وہ چھڑی نکال لی۔

(ابوداؤد، ج۲، ص۸۴۔ سنن کبریٰ، ج۴، ص۱۵۶۔ طبرانی اوسط، ج۳، ص۳۷۷)

(۳) اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہ کر عالم برزخ والے کو دیکھ سکتے ہیں تو

Marfat.com

قبر میں رہ کر باہر والے کو بھی دیکھ سکتے ہیں اس کی دلیل میں یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں اس حجرے میں جایا کرتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے اور میں اپنے کپڑے یعنی چادر کو اتار کر رکھ دیتی اور دل میں کہتی کہ یہ میرے شوہر ہیں اور یہ میرے باپ ابوبکر ہیں یعنی ان سے پردے کی ضرورت نہیں مگر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حجرے میں دفن کیا گیا تو خدا کی قسم اب حالت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتی ہوں اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر جاتی ہوں۔

(مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۴۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور مجھے دیکھ رہے ہیں لیکن ان سے پردہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ وہ میرے خاوند ہیں یہ بات ذہن نشین رہے کہ عام آدمی کی موت نکاح توڑ دیتی ہے لیکن نبی کی وفات نکاح نہیں توڑتی اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ میرے شوہر ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوْسٰی فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔ (مسلم شریف)

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ۔ (مسند ابی یعلیٰ)

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی اپنی قبروں میں نماز

Marfat.com

پڑھتے ہیں لیکن ان کی یہ نماز فرض نہیں ہوتی بلکہ نفل ہوتی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب تم حضور نبی کریم ﷺ کو زندہ بھی مانتے ہو اور حاضر و ناظر بھی مانتے ہو تو خود امام کیوں بنتے ہو نبی کو امام کیوں نہیں بناتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری نماز فرض ہوتی اور نبی کی نماز ہو گی نفل اور مسئلہ یہ ہے نفل نماز والا فرض نماز والے کا امام نہیں بن سکتا کیونکہ اس کی مثال تو موجود ہے کہ عالم دنیا میں رہنے والے نے عالم برزخ والوں کی امامت کرائی جیسے کہ مسجد اقصیٰ میں حضور ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی لیکن اس کی مثال نہیں ملتی کہ عالم برزخ والے نے عالم دنیا والوں کی امامت کرائی ہو پھر یہ بھی مسئلہ اپنی جگہ اٹل ہے کہ ہم نبی کو جسماً ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ نورانیت اور روحانیت کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانتے ہیں لہٰذا اعتراض باطل ہوا۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا جب مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے وہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر جب چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں بھی آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آن واحد میں تینوں مقامات پر موجود تھے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نبی شہدا کی طرح بلکہ ان سے بھی اعلیٰ حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور شہیدوں کا حال یہ ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ الْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَاؤُنَ وَ یَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَاءَ ھُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَائَھُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَمِنْ اَجْلِ ذَالِکَ الْحَیَاۃِ لَا تَاْکُلُ الْاَرْضَ اَجْسَادَھُمْ وَلَا اَکْفَانَھُمْ۔

(تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۴۱)

Marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جسمانی قوت عطا کرتا ہے اور وہ زمین میں آسمان میں اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور دشمنوں کو برباد کرتے ہیں اور ان کی اعلیٰ زندگی کی بنا پر زمین ان کے جسموں کو اور نہ ان کے کفنوں کو کھاتی ہے۔

جب وفات کے بعد شہیدوں کا یہ کمال ہے کہ وہ جہاں چاہتے ہیں آن واحد میں پہنچ جاتے ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کا کمال تو ان سے کہیں زیادہ ہونا چاہیے لہٰذا اللہ کے نبی بھی جہاں چاہتے ہیں آن واحد میں پہنچ جاتے ہیں۔

اور تیسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ وصال کے بعد حضرات انبیاء علیہم السلام کی حالت ملائکہ جیسی ہو جاتی ہے اور ان کا مزاج ان کی طرح ہو جاتا ہے فرشتے آن کی آن میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ وفات کے بعد یہی حال نبیوں کا ہو جاتا ہے مثلاً معراج کی رات حضرت آدم علیہ السلام نے ذرا سے عرصے میں ایک ہزار سال کا راستہ طے کر لیا اور زمین سے پہلے آسمان پر جا پہنچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام نے دو ہزار سال کا راستہ طے کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تین ہزار سال کا راستہ طے کر لیا حضرت ادریس علیہ السلام نے چار ہزار سال، حضرت ہارون علیہ السلام نے پانچ ہزار سال، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھ ہزار سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات ہزار سال کا راستہ طے کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے ہی وہاں موجود تھے اگر اعتراض کیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے آگے کیسے نکل گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق کی رفتار سے جا رہے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت کی رفتار سے مسجد اقصیٰ پہنچے اور ایک براق کیا ہزاروں براق بھی نبوت کی رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

مسجد اقصیٰ جانے کے اسرار:

(۱) حضور ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں نبیوں کی امامت کرائی تو تمام انبیاء سے افضل ہو گئے جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کی امامت کرائی تو تمام صحابہ سے افضل قرار پا گئے۔

(۲) جب کسی مسجد میں جماعت ہو رہی ہو تو ان تمام نمازیوں میں امام افضل ہوتا ہے کیونکہ سب سے پہلے اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے پھر وہ رحمت اس پر نازل ہوتی ہے جو امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اس پر رحمت نازل ہوتی ہے جو امام کے پیچھے کھڑا ہونے والے کے دائیں طرف کھڑا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ امام رسول ﷺ تھے آپ کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے دائیں طرف حضرت اسماعیل علیہ السلام جن پیشانی میں ہمارے نبی کریم ﷺ کا نور موجود تھا۔

(۳) قیامت کے دن اعمالنامہ تولنے کے لئے میزان مسجد اقصیٰ میں قائم کیا جائے گا حضور ﷺ کو مسجد اقصیٰ لے جایا گیا تاکہ یہاں آپ کے قدم مبارک لگ جائیں اور آپ کے قدموں کی برکت سے آپ کی امت کو حساب دینے میں آسانی ہو جائے۔ (تفسیر فتح المنان، ج۵، ص۲۹۶)

(۴) مسجد اقصیٰ میں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے جو اس مسجد میں نماز پڑھتا اس کو ایک نماز کا ثواب ملتا لیکن نبی کریم ﷺ کی آمد سے خدا نے مسجد اقصیٰ کے نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر کر دیا چنانچہ ابن ماجہ میں حدیث ہے جو اپنے گھر میں نماز پڑھے اس کو ایک نماز کا ثواب جو محلے کی مسجد میں نماز پڑھے اسے ۲۵ نمازوں کا ثواب جو جامع مسجد میں نماز پڑھے اس کو پانچ سو نمازوں کا

111347

Marfat.com

ثواب اور جو مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھے اس کو پچاس ہزاروں نمازوں کا ثواب ہے اور یہ اس لئے ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے مرتبے والا آپ کی شان کا اظہار ہو جائے۔ اسی طرح مسجد حرام میں پہلے ایک نماز کا ثواب ملتا ہے جب نبی نے وہاں نماز پڑھی تو اب ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے۔

(۵) اس مسجد میں صخرہ بیت المقدس ہوا میں معلق ہے اور اس کے نیچے زمین کے تمام میٹھے پانیوں کا منبع ہے۔ (روح المعانی، ج ۱۵، ص ۱۱۔ زرقانی، ج ٦، ص ۴۸)

(٦) حضرات انبیاء اور فرشتوں نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ظاہر یہ ہے کہ سب نے خاموشی کے ساتھ آپ کی قرأت کو سنا کسی کا آپ کے پیچھے کچھ پڑھنا ثابت نہیں اور قرآن کا حق بھی یہی ہے کہ اس کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ○

اور جب قرآن پڑھا جائے اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس سے پتہ چلا کہ اللہ کی رحمت کا وعدہ ان کے لئے جو خاموش رہ کر قرآن کو سنیں یہ معلوم ہوا کہ انبیاء نے مسجد اقصیٰ میں خاموش رہ کر قرأت سنی ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے رحمت کے مستحق اہل سنت و جماعت ہیں جو خاموش رہ کر امام کی قرأت سنتے ہیں نہ کہ غیر مقلد۔

(۷) مسجد اقصیٰ میں ایک ستون نے خدا کی بارگاہ میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی دعا کی خدا نے اس کی دعا قبول فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی معراج آسمانی مسجد اقصیٰ سے شروع ہوئی۔ (روح المعانی، ج ۱۵، ص ۱۲)

(۸) بیت المقدس اور ہجرت مدینہ دونوں ہجرتوں کا ثواب حاصل ہو جائے۔

(خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۱۸۱)

Marfat.com

(۹) آسمان پر جانے کا دروازہ مسجد اقصیٰ کے محاذ میں ہے چنانچہ اسی دروازے سے فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں اور علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس دروازے سے نازل ہوتے ہیں اور جو لوگ مسجد اقصیٰ میں آ کر نماز پڑھتے ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(۱۰) حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب مسجد اقصیٰ تعمیر کی تو آپ نے اللہ سے تین دعائیں مانگیں۔ پہلی دعا یہ کہ اے اللہ میرا حکم تیرے حکم کے مطابق ہو دوسری دعا یہ کہ مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو اور تیسری دعا یہ تھی جو اس مسجد میں نماز پڑھے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسے وہ پیدائش کے وقت تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پہلی دونوں دعائیں قبول فرما لیں اللہ تعالیٰ تیسری دعا بھی قبول فرمائے گا۔ (ابن ماجہ، ص ۱۰۱۔ نسائی شریف، ج ا، ص ۱۲۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ میں اس لئے تشریف لے گئے کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا میری سنت بن جائے اور میری امت اس مسجد میں نماز پڑھے اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائیں جیسے آج ان کی ماں نے ان کو جنا۔

سدرہ پر جبریل علیہ السلام کے رکنے میں اسرار:

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اگر میں اس پورے کی مقدار کے برابر اوپر جاؤں تو میں جل جاؤں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر فرشتے کا ایک مقررہ مقام ہے کہ وہ اس حد سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

ہم میں سے ہر فرشتہ کا مقررہ ٹھکانہ ہے اس سے آگے نہیں جا سکتا۔

(۲) معراج کے وقت اللہ اور رسول کی خاص باتیں ہوتی ہیں جس میں کسی کو

Marfat.com

شامل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج ہوئی تو کوہ طور سے چاروں طرف ۲۱، ۲۱ میل تمام جانوروں اور فرشتوں کو ہٹا دیا گیا یہاں تک کہ کراماً کاتبین بھی دور ٹھہر گئے۔ جبرئیل علیہ السلام اس اصول معراج سے واقف تھے اس لئے سدرہ پر ٹھہر گئے۔

نہ پہنچے وہاں جبرئیل امیں بھی
بلند اس قدر ہے مقام محمدؐ
جبرائیل امیں رہ گئے راہ میں
عرش اعظم پہ پہنچا ہمارا نبی

دیدارِ الٰہی کے اسرار:

معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دیدار کیا ہے۔

دلیل نمبر۱:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهٖ ○ (اسنادہ صحیح)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ رب کا دیدار کیا ایک مرتبہ ظاہری آنکھ سے اور دوسری مرتبہ قلب مبارک کی آنکھ سے۔ (طبرانی اوسط، ج۶،ص ۳۵۶)

دلیل نمبر۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں:

اَتَعْجَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنَ الْخُلَّةُ لِاِبْرَاهِيْمَ وَالْكَلَامُ لِمُوْسٰى وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور کلام

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

(مواہب اللدنیہ، ج۲، ص ۳۷)

دلیل نمبر۳:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا آپ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ثابت کرتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا کیا جواب دیں گے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا تو آپ نے جواب دیا کہ اس کا جواب میں آپ کی حدیث سے دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَأَیْتُ رَبِّیْ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بڑا اور وزنی ہے۔ نیز جب حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا جاتا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کو دیکھا ہے تو وہ فرماتے ہاں دیکھا ہے، دیکھا ہے۔ مسلسل اس طرح فرماتے رہتے یہاں تک کہ آپ کا سانس منقطع ہو جاتا۔

(فتح الملہم، ج۱، ص ۳۳۸)

دلیل نمبر۴:

حضرت عبداللہ بن شفیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابوذر سے کہا کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کس چیز کے بارے میں پوچھتے عبداللہ بن شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں آپ سے پوچھتا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا رَأَیْتُ نُوْرًا میں نے نور دیکھا۔

(مسلم شریف، ج۱، ص ۹۷)

Marfat.com

دلیل نمبر۵:

اور یہ بات ناممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دعوت دے کر بلائے پھر اس سے چھپ جائے اور اپنا چہرہ نہ دکھائے اور بڑے تعجب کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو بلائے اور خلوت خاص سے سرفراز فرمائے اور پھر اپنا دیدار نہ کرائے یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

(مدارج النبوت، ج ۱، ص ۱۷۳)

دلیل نمبر۶:

علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے۔

اِنَّ الرَّاجِحَ عِنْدَ اَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ اِنَّ الرَّسُوْلَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّہٗ بِعَیْنَیْ رَأْسِہٖ لَیْلَۃَ الْاَسْرَاءِ۔ (روح المعانی، ج ۲۷، ص ۶۴۲)

اکثر علماء کے نزدیک یہ بات راجح ہے حضور ﷺ نے معراج کی رات اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اب سنیئے کہ اس دیدار کرنے میں کیا حکمتیں تھیں۔

اظہار قدرت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنا دیدار کرایا تا کہ اپنی قدرت کا اظہار فرمائے اور وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیدار کرانا چاہا تو آپ ﷺ کے تمام وجود کو آنکھیں بنا دیا اور آپ ﷺ نے جسم کی تمام آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور آپ کان، قلب اور عقل ذات خداوندی کے سامنے فنا ہو گئے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام تمام اعضائے انسانی سے سنا۔

(عرائس البیان، ج ۲، ص ۵۴۷)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی قوت باصرہ کا اظہار:

اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم ﷺ کی قوت باصرہ کا اظہار مقصود تھا اور وہ اس طرح کہ حضرت عکرمہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ تمام انسانوں کی جنوں کی چوپایوں کی پرندوں کی بصارت ایک ہی شخص کی آنکھوں میں کر دی جائے پھر سورج کے سامنے جو پردے ہیں ان میں سے ایک پردہ ہٹا دیا جائے تو ناممکن ہے کہ یہ شخص اس کی طرف دیکھ سکے باوجود یہ کہ سورج کا نور کرسی کے نور کا سترواں حصہ ہے اور کرسی کا نور عرش کے نور کا سترواں حصہ ہے اور عرش کا نور جو پردے خدا کے سامنے ہیں ان میں سے ایک پردے کے نور کا سترواں حصہ ہے پس اندازہ کرلو کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا بے حجاب دیدار کیا آپ کی آنکھوں میں کتنی طاقت ہوگی۔ (ابن کثیر، ۲۷،ص ۵۳)

خصوصی عطا:

علماء نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں ہم اللہ کا دیدار نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری آنکھیں فانی ہیں اور اللہ کی ذات باقی ہے اور فانی آنکھ سے باقی ذات کا دیدار نہیں کیا جا سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرما کر اپنے بندوں کو جنت میں داخل کرے گا وہاں اہل جنت کو اللہ کا دیدار ہوگا چنانچہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور اہل دوزخ، دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک منادی ندا کرے گا اے اہل جنت اللہ کا ایک وعدہ ہے اللہ وہ وعدہ پورا کرنا چاہتا ہے جنتی کہیں گے وہ کیا ہے کیا اللہ نے ہمارے چہرے سفید نہیں کر دیئے اور میزان پر ہماری نیکیاں بھاری نہیں کر دیں اور ہمیں دوزخ سے نجات دے کر داخل جنت نہیں کر دیا پس

Marfat.com

ان سے حجاب دور کر دیا جائے گا اور وہ اللہ کا دیدار کریں گے اور اہل جنت کے لئے اللہ کے دیدار سے محبوب کوئی چیز نہ ہوگی۔ (طبرانی اوسط، ج۱، ص۲۶۴)

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں اہل جنت کی آنکھیں باقی ہوں گی اور باقی آنکھوں سے باقی ذات کو دیکھا جا سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو آنکھیں مومنوں کو جنت میں عطا فرمائے گا وہ آنکھیں اللہ نے اپنے محبوب کو دنیا میں عطا کر دی ہیں۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

قوت باصرہ اور قوت سامعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس میل کے فاصلے سے سیاہ رات میں چیونٹی کو پتھر پر چلتے دیکھ لیتے تھے۔

(طبرانی صغیر، ج۱، ص۳۲)

اور علامہ علی بن برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس میل کے فاصلے سے چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ سن لیتے تھے۔

(انسان الحیون، ج۱، ص ۴۳۸)

ان دونوں احادیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب اللہ نے کوہ طور پر تجلی ڈالی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ پر اس تجلی کا یہ اثر ہوا کہ وہ تیس میل سے سیاہ رات میں ایک چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے اور جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو اس کا اثر آپ کے کانوں پر یہ ہوا کہ آپ تیس میل کے فاصلے سے

Marfat.com

چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ سن لیتے تھے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ آپ کی نگاہ میں کتنی طاقت آ گئی ہو گی اور آپ ﷺ کتنی دور کی آواز سن لیتے ہوں گے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا جَازَ رَدُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَیْہِ مِنَ الزَّائِرِیْنَ بِقَبْرِہٖ جَازَ رَدُّہٗ عَلٰی مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَیْہِ مِنْ جَمِیْعِ الْاٰفَاقِ مِنْ اُمَّتِہٖ عَلٰی بُعْدِ مُسَافَتِہٖO

(نسیم الریاض، ج۳، ص۵۵۳)

اگر حضور ﷺ زائرین کے سلام کا جواب دے سکتے ہیں تو آپ ہر اس شخص کو بھی سلام کا جواب دیتے ہیں جو آپ کی امت سے جہان کے کسی گوشہ میں ہو باوجودیکہ وہ مسافت کے اعتبار سے بہت دور ہو۔

امت پر کرم خداوندی:

جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف ہوا تو نبی کریم ﷺ نے عرض کی یا اللہ تو نے بعض کو پتھروں سے ہلاک کیا جیسے قوم لوط اور بعض کو تو نے زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون اور بعض کو تو نے مسخ کر دیا جیسے بنی اسرائیل کا ایک گروہ میری امت کے ساتھ تو کیا سلوک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان پر اپنی رحمت نازل کروں گا اور ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں اس آخری دوزخی کو جانتا ہوں جب سب سے آخر میں دوزخ سے نکل کر سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا

Marfat.com

اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا یہ سارے گناہ تو نے کیے ہیں اس کو انکار کی مجال نہ ہو گی اور اپنے کبیرہ گناہوں سے ڈرے گا کہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نہ پوچھے۔ اللہ کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا فرمائے گا میں نے تیرے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا وہ عرض کرے گا۔ میرے بعض گناہ مجھے نظر نہیں آ رہے اس پر حضور ﷺ مسکرائے۔ (زرقانی، ج ۶، ص ۱۰۸)

حسن و جمال:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو آپ کے چہرے پر نور کی بارش ہوتی تھی اور کوئی آپ کے چہرے پر نظر ڈالنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ اس لئے آپ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔

(ابن کثیر، ج ۹، ص ۲۷)

لیکن جب حضرت محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور اللہ پاک سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت آپ کے حسن و جمال کا کیا عالم ہو گا مگر آپ ﷺ نے اپنے چہرہ انور پر نقاب نہیں ڈالا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سارا حسن و جمال ظاہر کر دیا گیا اور آپ ﷺ کا سارا حسن ظاہر نہیں کیا گیا۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (زرقانی، ج ۴، ص ۱۷)

حضور ﷺ کا سارا حسن ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اگر آپ کا سارا حسن و جمال ظاہر کرایا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

Marfat.com

نہ رہتی جو پردوں میں صورت کسی کی
نہ ہوتی کسی کو زیارت کسی کی

مشورہ کلیم کے اسرار:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے رسول اللہ ﷺ نو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تخفیف نماز کے لئے حاضر ہوئے اس میں ایک حکمت تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ میری بارگاہ میرے محبوب کا اپنا گھر ہے جب چاہے جتنی مرتبہ چاہے آئے جائے اس کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں۔ مثال کے طور پر میں رات کو اپنے مکان میں موجود تھا میرا ایک گہرا دوست آیا اس نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے ان کو اپنے مکان کی بیٹھک میں بٹھایا کچھ باتیں کیں بعد میں وہ چلا گیا۔ میں سونے کی تیاری کرنے لگا وہ پھر آ گیا میں سمجھا شاید کوئی چیز بھول گئے ہیں یا کوئی بات کرنی بھول گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ پھر چلا گیا میں نے سونے کا ارادہ کیا وہ پھر آ گیا اب میں تنگ ہو گیا کہ یہ بار بار کیوں آ رہا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی میرے مکان میں بار بار آئے تو میں تنگ ہو جاؤں گا اور اگر میں رات کو اپنے مکان سے کئی مرتبہ باہر جا کر پھر آ جاؤں تو مجھے کوئی منع نہ کرے گا۔ بلا مثال و تمثیل حضور نو مرتبہ خدا کی بارگاہ میں گے۔ آئے اللہ نے روکا نہیں کہ اللہ کی بارگاہ حضور ﷺ کا اپنا گھر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وہ محبوب اللہ کے گھر سے آیا معراج کی رات اسی گھر میں بار بار جا رہے ہیں آ رہے ہیں۔

محمد عرش پر پہنچے تو یوں خالق نے فرمایا
تمہارا گھر ہے اپنے گھر سے شرمایا نہیں کرتے

Marfat.com

(۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو امت کے لئے پچاس نمازوں کا تحفہ دیا جس کو لے کر آپ خوشی خوشی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے جب انہوں نے پچاس نمازوں کا سنا تو کہا یارسول اللہ ﷺ میری امت پر دو نمازیں فرض تھیں وہ دو نہیں پڑھ سکے تو آپ کی امت تو میری امت سے بہت کمزور ہوگی وہ پچاس نمازیں کیسے پڑھے گی۔ اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں ہے جایئے ان میں تخفیف کرایئے۔ حضور ﷺ گئے پانچ نمازیں کم ہوئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر بھیجا پھر پانچ نمازیں کم ہوئیں۔ غرضیکہ حضور ﷺ نو مرتبہ گئے پینتالیس معاف ہوئیں باقی پانچ نمازیں رہ گئیں اس میں ایک حکمت تو یہ تھی کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ محو تجلی الٰہی تھے اس لئے ان کا خیال اس طرف نہیں گیا کہ میری امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی جیسے کہ جب مصر کی عورتوں نے حسن یوسف کو دیکھا تو اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا پھل نہیں کاٹے وہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام میں اس قدر محو ہوئیں کہ اس طرف خیال ہی نہیں گیا کہ ہم تو اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہی ہیں۔ جب حسن یوسف میں محویت کا یہ عالم ہے تو حسن الوہیت میں محویت کا کیا عالم ہوگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت تجلی سے دور محجوب تھے اس لئے آپ کے دل میں خیال آیا کہ امت مصطفےٰ علیہ السلام پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی اور دوسری حکمت یہ تھی کہ پچاس سے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اس لئے کہ قانون خداوندی یہ ہے کہ:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۝

جو ایک نیکی کرے اسے دس کا اجر ہے جب نمازی پانچ نمازیں پڑھے گا تو اس کو پچاس کا ثواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کو منظور یہ تھا کہ محبوب کی امت پر آسانی کی جائے اس لئے

Marfat.com

گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے پچاس کا نقطہ ہٹا کر اپنے پاس رکھ لیا اور پانچ نمازیں اے امت مصطفےٰ تمہیں دیں لیکن جب رات کو تمہاری پانچ نمازیں میرے پاس پہنچیں گی تو وہ نقطہ جو اپنے پاس رکھ لیا تھا وہ اپنی رحمت سے پھر پانچ کے ساتھ لگا دوں گا اور پانچ کو پچاس بنا دوں گا۔

(۳) علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اللہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کردے اس لئے ان کو آپ کی امت سے محبت تھی اور بار بار آپ سے تخفیف نماز کی درخواست کرتے رہے گویا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔

(عمدۃ القاری، ج ۷، ص ۲۰۷۔ نسیم الریاض، ج ۲، ص ۲۶۱)

دعا مانگی موسیٰ نے اے رب اعلیٰ

بنا دے مجھے امتی مصطفےٰ کا

(۴) تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا کہ دنیا سے رحلت سے پہلے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملائیں گے معراج کی رات یہ وعدہ پورا کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس رات عروج و نزول کے وقت آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چھٹے آسمان پر ہوئی۔ (تفسیر حسینی، ج ۲، ص ۱۹۲)

(۵) اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تھی الٰہی مجھے اپنا دیدار کرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نہیں دیکھ سکتا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا اس لئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی بارگاہ میں بار بار بھیجا

Marfat.com

تاکہ یہ بار بار اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور میں ان کا بار بار دیدار کروں۔

(فتح الباری، ج ۱، ص ۳۹۰)

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اک مورت تھیں
وچہ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں

عرش پر جلوہ گری میں اسرار:

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَذَالِكَ نُرِىٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھا دی۔

اس آیت کے تحت علاؤ الدین نے تفسیر خازن میں لکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہوئے انہوں نے تمام آسمانوں اور عرش کو دیکھ لیا اور ساتوں زمینوں کے عجائبات کو دیکھ لیا۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرش پر کھڑے ہو کر عرش کو دیکھ لیں تو حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات عرش پر جلوہ گر ہیں آپ کی نگاہ کہاں تک پہنچی ہو گی عرش پر آپ کی جلوہ گری اس لئے ہوئی تاکہ ثابت ہو جائے آپ کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

(۲) ہدہد پرندے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کی میں نے ملک سبا میں دیکھا ہے کہ ایک عورت مردوں پر حکومت کرتی ہے۔ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ معلوم ہوا کہ عرش کے معنی ہیں تخت کے زمانہ قدیم میں بادشاہ تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا

Marfat.com

ایک عرش یعنی تخت بنایا ہے لیکن وہ اس پر بیٹھتا نہیں وہ بیٹھنے اُٹھنے اور کھڑا ہونے سے پاک ہے بیٹھتا وہ ہے جو کھڑا ہونے سے تھک جائے اللہ تھکنے سے بھی پاک ہے جب وہ بیٹھتا نہیں تو تخت تو ہوتا ہے بیٹھنے کے لئے اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس نے تخت یعنی عرش بے فائدہ پیدا کیا ہے کیونکہ وہ بہت بڑا حکیم ہے اور فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا تو پھر عرش کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے علماء نے فرمایا کہ عرش کے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ معراج کی رات خدا کا محبوب عرش پر جلوہ گر ہوتا کہ وہ زمین و آسمان کی حکومت کا بادشاہ بن جائے۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

(۳) معراج کی رات آپ ﷺ کو عرش تک سیر کرائی گئی اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین بنایا ہے اور وہ اس طرح کہ تمام کائنات عرش پر ختم ہو جاتی ہے۔ عرش کے بعد کسی مخلوق کا وجود ثابت نہیں ہے اسی طرح آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے نبوت و رسالت کے تمام کمالات آپ پر ختم ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک اعرابی اپنی آستین میں ایک گوہ لایا اور حضور ﷺ سے کہا میں ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا:

اَلَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُهٗ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَفِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَفِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ وَفِی النَّارِ عَذَابُهٗ۔

Marfat.com

میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے جس کی سلطنت زمین میں ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جس کی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے گوہ بتا میں کون ہوں اس نے کہا:

اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ۔

آپ پروردگار عالم کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ نامراد ہو گیا۔

اس پر وہ اعرابی مسلمان ہو کر چلا گیا۔ راستے میں ایک ہزار آدمی اسلحہ سے مسلح ملے اس نے ان سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو انہوں نے کہا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کو قتل کرنے چلے ہیں اس اعرابی نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ انہوں نے کہا کیا تو بے دین ہو گیا۔ اس نے کہا نہیں اور اپنا سارا واقعہ بیان کیا۔ اس پر ان سب نے پڑھ لیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر وہ سب حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور کلمہ طیبہ پڑھا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ جو ہمیں حکم دیں ہم تعمیل ارشاد کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم جہاد کے لئے خالد بن ولید کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔

اس حدیث پر غور کرو اس جانور نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ خاتم النبیین ہیں جو آپ کی ختم نبوت کا منکر ہے وہ جانور سے بھی بدتر ہے۔

(طبرانی اوسط، ج۶، ص ۴۶۷)

(۴) آفتاب زمین سے ڈیڑھ سو گنا بڑا ہے اور آسمان پر ذرا سی جگہ پر نظر آتا ہے اس سے اندازہ لگا لو کہ آسمان کتنا بڑا ہے پھر دوسرا اس سے بڑا ہے اور تیسرا

Marfat.com

اس سے بڑا ہے۔ اسی طرح چوتھا تیسرے سے اور پانچواں چوتھے سے چھٹا پانچویں سے ساتواں آسمان کرسی کے سامنے ایسے ہی جیسے بڑی ڈھال پر سات درہم ڈال دیئے جائیں پھر کرسی عرش کے سامنے ایسی ہی چھوٹی ہے اس سے عرش کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنا بڑا ہوگا۔ عرش نے اپنے سے نیچے کی تمام مخلوق کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے یا یوں کہیئے کہ ساری مخلوقات کے سروں کا تاج اللہ کا عرش ہے اور معراج کی رات عرش کا تاج نعلین مصطفٰے ہے کیونکہ آپ عرش پر جلوہ گر ہیں۔

ترے پاؤں نے سربلندی وہ پائی
بنا تاج سر عرش رب علٰی کا

ان کی رفعت کا اندازہ کیا ہو عرش ہے جن کے قدموں کے نیچے
عرش و کرسی بھی نعلین پاکو تاج اپنا بنائے ہوئے ہیں

(۵) حضرت ابوالحمراء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمان پر معراج ہوئی تو میں نے عرش پر لکھا دیکھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (شفا شریف، ج ۱، ص ۱۷۴)

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں عرش کے قریب پہنچا تو ارشاد خداوندی ہوا اے میرے حبیب آگے چلے آؤ اس وقت آپ نے نعلین مبارک اتارنی چاہی تو عرش مجید میں لرزہ آیا آواز آئی اے میرے حبیب نعلین سمیت عرش پر جلوہ گر ہو جاؤ تاکہ آپ کے قدم کی برکت سے میرا عرش قرار پائے آپ نے عرض کی یا اللہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

اے موسٰی اپنی نعلین اتار دو تم طوٰی کی پاکیزہ وادی میں ہو۔

Marfat.com

جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح نعلین سمیت آ جاؤں تب حکم ہوا اے میرے حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم اس لئے ہوا تھا کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں کو لگ جائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو جائے اور آپ کو نعلین سمیت آنے کا حکم ہے اس لئے کہ آپ کے نعلین کی خاک عرش کو لگ جائے تو عرش کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں۔ (قصص الانبیاء، ص ۲۸۷)

جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزا
دل میں خیال کروں نعلین پاؤں سے جدا
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
کیوں جھجکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفےٰ
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو

نعلین کی تاویل بیان کرتے ہوئے علامہ نبہانی نے بیان فرمایا کہ جب اللہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا تو آپ عظمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آ گیا حتیٰ کہ آپ کی بشریت کا جزء بدن اقدس سے اترا اور دونوں پاؤں میں نعلین کی طرح ہو گیا پس آپ نے اس کو اتارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہ اتاریئے اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ اگر آپ اس کو اتار دیتے تو آپ صرف روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیں۔ (جواہر البحار، ص ۱۲۱۴)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ○ اے حبیب ﷺ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔

شرح صدر ہدایت کا وہ مرتبہ ہے کہ اس مرتبے میں تمام حقائق ملک و ملکوت لاہوت جبروت منکشف ہو جاتے ہیں زبان اسرار غیب کی کنجی اور دل خزانہ بن جاتا ہے پھر صاحب شرح صدر جو کچھ فرماتا ہے مشاہدہ کر کے فرماتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی مرتبے کے عطا ہونے کی التجا کی تھی۔

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ۔ اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔

کلیم مانگتے ہیں اور حبیب کو بن مانگے عطا ہوتا ہے چند مثالیں اور ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی ربارگاہ میں عرض کی۔

قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ۔ عرض کی اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا۔

اور حبیب سے فرمایا گیا۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا چنانچہ آپ نے بلا حجاب اپنے رب کا دیدار کیا۔

عرش پر جب رُکے میرے آقا یوں یکایک ہوا حکم مولیٰ

بے حجاب آیئے یا محمد میرا تجھ سے تو پردہ نہیں ہے

حضرت خلیل اللہ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ قیامت کے دن مجھے رسوانہ کرنا اور اپنے حبیب ﷺ کے لئے اللہ نے فرمایا۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔

اللہ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اور ایمان والوں کو رسوانہ کرے گا۔

Marfat.com

حضرت خلیل اللہ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ○

الٰہی آخر میں آنے والوں میں میرا اچھا چرچا رہے۔

اور حبیب اللہ کے لئے فرمایا گیا۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ہم نے ترے لئے تیرا ذکر بلند کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اے رب مجھے بخش دے اور حبیب اللہ کے لئے فرمایا گیا۔

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ○

تا کہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء کو جو چیزیں مانگنے سے ملیں حبیب اللہ کو بن مانگے عطا ہوئیں ۔ آیت زیر بحث میں صدر سے مراد دل ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(ا) یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ○

اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔

(ب) وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ۔ جو راز دلوں میں ہیں وہ کھول دیئے جائیں گے

(ج) قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ ۔

تم فرمادو اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔

ثابت ہوا کہ صدر سے مراد دل ہے اب سنیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ○

Marfat.com

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے اور وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

حضرت کعب احبار اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں اس آیت میں دوسرے نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اور عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ طاق سے مراد حضور ﷺ کا سینہ مبارک ہے اور فانوس سے مراد آپ کا قلب مبارک ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ نے اس دل میں رکھا ہے۔ (تفسیر خازن، ج ۳، ص ۳۳۲)

پس ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کے دل میں نور ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا میں نے اسے مارنے کے لئے اپنا عصا اٹھایا مجھے کہا گیا کہ شیطان عصا سے نہیں ڈرتا میں نے پوچھا شیطان کس سے ڈرتا ہے کہا گیا یہ دل میں پوشیدہ نور سے ڈرتا ہے۔ (ابن عساکر، ج ۱، ص ۴۲۹)

چونکہ حضور ﷺ کے دل میں نور ہے اس لئے شیطان آپ سے ڈرتا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ ہر طرف سے نور ہیں چنانچہ ترمذی میں حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے دعا مانگی۔ اے اللہ میرے دل میں نور کر دے میری قبر میں نور کر دے۔ میرے آگے میرے پیچھے نور کر دے۔ میرے دائیں اور بائیں نور کر دے میرے اوپر اور نیچے نور کر دے میرے کانوں اور میری آنکھوں میں نور کر دے میرے بالوں اور میری جلد میں نور کر دے میرے گوشت اور میرے خون میں نور کر دے میری ہڈیوں میں نور کر دے میرے لئے بہت زیادہ نور کر دے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے نور کر دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

Marfat.com

ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ چاروں طرف سے نور ہیں اور نور میں ٹھنڈک ہوتی ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اس لئے ٹھنڈک سے خوف کھاتا ہے اور حضور ﷺ کے قریب نہیں آتا اور حدیث میں ہے کہ جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان ۳۶ میل دور بھاگ جاتا ہے کیونکہ اذان کے کلمات نوری ہیں اور نور میں ٹھنڈک ہوتی ہے نیز حدیث میں آیا ہے کہ شیطان فاروق اعظم کے سائے سے ڈرتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ کے غلام سے ڈرتا ہے تو پھر آقا کے قریب کیسے آسکتا ہے۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے:

وَإِذَا دَخَلَ النُّوْرُ فِي الْقَلْبِ انْفَسَحَ وَاسْتَوْسَعَ۔

(تفسیر قرطبی سورہ زمر، ص ۲۴۷)

جب دل میں نور آجائے تو دل میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے۔

اَلَمْ نُفَسِّحْ صَدْرَكَ حَتّٰى حَوٰى عَالَمَيِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔

ہم نے آپ کے دل کو اتنا وسیع کر دیا کہ عالم غیب اور عالم شہادت اس کے احاطے میں آگئے۔ عالم شہادت ساتویں زمین سے ساتویں آسمان تک ہے اور عالم غیب ساتویں آسمان سے عرش تک ہے اب مطلب یہ ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا سینہ عرش سے فرش تک وسیع کر دیا ہے اور اس سینے میں دل ہے اور دل میں نور ہے لہٰذا فرش سے لے کر عرش تک جتنی چیزوں کو نور ملا ہے وہ حضور ﷺ سے نور ملا ہے۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

Marfat.com

آفتاب و مہتاب اور ستاروں کو جو نور ملا ہے وہ آپ ہی سے ملا ہے۔

یہ جو مہرومہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

انبیاء علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نور لیا۔

انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جتنا عرش کا رقبہ ہے اس کو ایک کروڑ سے ضرب دو تو جو حاصل ضرب آئے گا ولی کامل کا دل اس سے بھی بڑا ہو جاتا ہے جب ولی کامل کے دل کی وسعت کا یہ عالم ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی وسعت کا کون حساب لگا سکتا ہے۔

دل دریا سمندروں ڈوہنگے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچے بیڑے وچے جھیڑے وچے ونج مہانے ہو
چودہ طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ہو
جو دلدا محرم ہوا حضرت باہو سوئیو رب پچھانے ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ نُوِّرَ قَلْبُهٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی سَلْمَانَ۔

جو کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے جس کے دل کو منور کر دیا گیا ہے وہ مسلمان کو دیکھ لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرے صحابہ میں سے چار سے محبت کرتا ہے۔ حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت مقداد بن اسود اور حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (ابن عساکر، ج۶، ص۲۰۰)

ان دونوں احادیث کو ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کا دل نور سے منور ہے اس لئے اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور چونکہ حضور ﷺ کے دل میں بھی نور ہے لہٰذا آپ خدا کے محبوب ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے۔

امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے کچھ لینا تھا آپ نے اس یہودی سے فرمایا قسم اس خدا کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو تمام نوع بشر پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا یہودی نے قسم کھا کر حضور ﷺ کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا۔ امیر المومنین نے اس کو طمانچہ دے مارا یہودی بارگاہِ رسالت میں شکایت لے کر آیا۔ حضور اقدس ﷺ نے امیر المومنین کو حکم دیا تم نے اس کو تھپڑ مارا ہے اسے راضی کرلو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی آدم صفی اللہ ہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ نجی اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ ہیں لیکن میں حبیب اللہ ہوں بلکہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں سے میری امت کے نام رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلام ہے میری امت کا نام اس نے مسلمان رکھا اللہ تعالیٰ اموٴمن ہے میری امت بھی موٴمن ہے بلکہ اے یہودی جنت تمام نبیوں پر حرام ہے جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ (تجلی الیقین، ص ۷۷)

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار ان کے
نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی

حضرت جعفر بن برقان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو کون ہے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں موٴمن ہوں فرمایا تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے دنیا سے منہ موڑ لیا اور شب بیداری کی اور دن کو پیاسہ رہا۔

Marfat.com

وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى عَرْشِ رَبِّيْ بَارِزًا وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ النَّارِ يَتَضَارَعُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ مُؤْمِنٌ نَوَّرَ قَلْبَهٗ۔

(مصنف عبدالرزاق، کشف المحجوب، ج ۱۱، ص ۱۲۹)

اور میں ظاہراً عرش کو دیکھ رہا ہوں اور میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ باہمی زیارت کرتے ہیں اہل دوزخ کو چیختے دیکھ رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مومن ہے اس کا دل منور کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کے دل میں نور آ جائے وہ عرش کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور چونکہ حضور ﷺ کے دل میں نور ہے لہٰذا آپ بھی عرش کو دیکھتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۝

اور تم فرشتوں کو دیکھتے ہو عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے جو نبی فرش زمین سے عرش کو دیکھ سکتا ہے اس سے کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک نوجوان کو دیکھا جو ننگے پاؤں گھوم رہا تھا میں نے اسے دیکھ کر کہا السلام علیک اس نے جواب دیا وعلیک السلام یاذالنون مصری میں نے پوچھا کیا آپ مجھے جانتے ہیں اس نے کہا نہیں میں نے پوچھا تو پھر آپ کو فراست کیسے حاصل ہوئی فرمایا یہ فراست تو خدائے پاک نے عطا کی ہے جو اس کا مالک ہے۔

هُوَالَّذِيْ نَوَّرَ قَلْبِيْ بِالْفِرَاسَةِ۔

اس نے میرے دل میں فراست کا نور پیدا کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ دل میں نور آ جائے تو اللہ تعالیٰ وہ قوت فراست عطا فرماتا ہے جس کے بارے میں حدیث ہے۔

Marfat.com

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

چونکہ حضور ﷺ کے دل میں بھی نور ہے لہٰذا آپ کو بھی اعلیٰ درجے کی فراست عطا ہوئی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی مسجد خیف میں بیٹھا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی آدمی حضور ﷺ کے پاس آئے اور دونوں نے سلام کیا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا پھر انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں خود تمہیں بتا دوں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو اور اگر چاہو تو ایسا نہ کروں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ارشاد فرمائیں اس پر ثقفی نے انصاری سے کہا آپ پہلے پوچھ لیں اس پر انصاری نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر دیں میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ جب تو اپنے گھر سے بیت اللہ کے ارادے سے نکلا تو تیرے لئے اس میں کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے اور صفا مروہ کی سعی کرنے اور شام تک عرفہ میں ٹھہرنے اور قربانی کے رمی جمار اور عہد میں رمی جمار کرنے اور قربانی کرنے اور سر منڈانے میں ترے لئے کیا ثواب ہے اس انصاری نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا ہے میں انہیں باتوں کے دریافت کرنے کو آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تو بیت اللہ کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا تو اونٹنی کے ہر قدم کے بدلے تیرے لئے یہ ثواب ہے کہ ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور ہر قدم پر ایک گناہ معاف اور جنت میں ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا ایسا ہے جیسے بنی اسماعیل سے ایک غلام آزاد کر دیا اور صفا مروہ کا

Marfat.com

طواف ایسا ہے جیسے ستر غلام آزاد کردیئے اور میدان عرفات میں شام تک ٹھہرنے کا ثواب ایسا ہے کہ خدا کی رحمت پہلے آسمان پر جلوہ گر ہوتی ہے اور اللہ فرماتا ہے میرے یہ بندے پریشان حال بکھر بالوں والے دور دراز سے میری رحمت اور میری مغفرت کی امید پر آئے ہیں اگر ان لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تب بھی میں نے ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا۔ اے میرے بندو تم اس حال میں لوٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہوگئی اور جس کی تم نے شفاعت کی اس کی بھی مغفرت ہوگئی اور رمی جمار کا ثواب یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے ایک ہلاکت میں ڈالنے والا گناہ کبیرہ معاف ہو جاتا ہے اور تیری قربانی تیرے رب کے نزدیک بھلائی ہے۔ سر منڈانے کا اجر یہ ہے کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف انصاری نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر گناہ اتنے نہ ہوں تو فرمایا تیری نیکیوں میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے اور بیت اللہ کے طواف کا ثواب یہ ہے کہ تیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک فرشتہ آ کر تیرے دونوں کندھوں کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تیرے پہلے گناہ معاف ہو گئے اب از سر نو عمل کر بعد ازاں ثقفی کو حضور ﷺ نے فرمایا تو نماز کے بارے میں پوچھنے آیا ہے فرمایا جب تو اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو تیری پلکوں سے تیرے چہرے کے گناہ پانی کے قطرات کے ساتھ گر جاتے ہیں اور ہاتھ دھونے سے ترے ناخنوں سے پانی کے قطرات کے ساتھ تیرے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو ترے سر کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ ناخنوں سے گر جاتے ہیں۔

(زرقانی، ج ۷، ص ۲۱۰)

Marfat.com

خیال آیا مسلماں نیک و بد پہچان جاتے ہیں
محمد آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا معراج کی رات جب میں عرش کے قریب پہنچا تو عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر ٹپکا جو نہایت شیریں تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

فَاَنْبَانِیَ اللّٰہُ بِھَا نَبَأَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَنُوِّرَ قَلْبِیْ۔

(زرقانی، ج۶، ص۹۵)

اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین اور آخرین کا علم عطا فرما دیا اور میرا دل منور کر دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ جس کے دل میں نور آ جائے اسے اولین اور آخرین کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علم سے سرفراز فرمایا۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ: میں نے اپنے پروردگار کو اچھی صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کی یا اللہ تو

Marfat.com

ہی خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی سردی میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا حاصل ہو گیا۔ (مشکوۃ باب المساجد)

(۲) حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ:

مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَّعَهٗ ثَلٰثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاِسْمِهٖ اِسْمِ اَبِيْهِ وَاِسْمِ قَبِيْلَتِهٖ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت کے دن تک فتنہ کا باعث ہو گا جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو یا تین سو سے زیادہ ہو گی مگر یہ کہ اس کا اس کے باپ اور اس کے قبیلہ تک کا نام بتا دیا۔

(مشکوۃ کتاب الفتن)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا آیا اور چرواہے کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے گیا چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری کو اس سے چھین لیا۔ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور وہاں اپنی وضع پر بیٹھ گیا اور کہا میں نے رزق کا ارادہ کیا تھا جو مجھ کو خدا نے دیا تھا میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ۔

ترجمہ: اس آدمی نے کہا خدا کی قسم ایسی عجیب بات میں نے کبھی نہیں دیکھی جو آج کے دن دیکھی ہے بھیڑیا بولتا ہے بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب بات

Marfat.com

یہ ہے کہ ایک شخص جو درختوں میں ہے وہ کھجور کے درخت جو دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہیں۔ گزری ہوئی باتوں کی خبریں دیتا ہے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں ان کو بتاتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب المعجزات)

از زرقانی شریف:

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَی النَّجَاشِیَّ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ خَرَجَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِھِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعًا۔

ترجمہ: بے شک رسول اللہ نے (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی کے مرنے کی خبر اسی روز دی جس روز فوت ہوئے آپ عیدگاہ تشریف لے گئے اور لوگوں کی صفیں بندھوائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ (زرقانی، ج ۷، ص ۳۰۶۔ بخاری، ج ۱، ص ۱۷۲)

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتے ہیں۔ (زرقانی، ج ۷، ص ۲۰۴)

علوم اولین و آخرین کا کردیا مالک
خدا نے عرش پر کی دھوم سے دعوت محمد کی

شق صدر:

مسلم شریف کی روایت ہے کہ فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اقدس اوپر

Marfat.com

سے نیچے تک چاک کیا اور قلب مبارک باہر نکالا پھر اسے شگاف دیا اور خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا۔ حضور ﷺ کا شق صدر تین مرتبہ ہوا پہلی مرتبہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تاکہ آپ ﷺ کا قلب اطہر قلوب الانبیاء کی مثل ہو جائے، دوسری مرتبہ نزول وحی سے پہلے اور تیسری مرتبہ معراج میں تاکہ آپ کا دل ملائکہ کے دلوں کی طرح ہو جائے شق صدر میں مندرجہ ذیل حکمتیں تھیں۔

حیات النبی کی دلیل:

شق صدر میں ایک حکمت بلیغہ یہ تھی کہ صحابہ کرام کے لئے نبی کریم ﷺ کی حیات بعد الممات پر دلیل قائم ہو جائے اور وہ اس طرح کہ عادۃً بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی لیکن نبیوں کے جسم قبض روح کے بعد زندہ ہوتے ہیں چونکہ روح حیات کا مرکز قلب انسانی ہے لہٰذا جب کسی کا دل جسم سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا لیکن رسول اللہ ﷺ کا دل سینے سے باہر نکالا گیا پھر اسے شگاف دیا گیا اور وہ منجمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے صاف کر دیا گیا اس کے باوجود حضور بدستور زندہ رہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ قبض روح کے بعد بھی حضور ﷺ زندہ ہیں کیونکہ جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر آ جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے۔

حیات النبی کی ایک دلیل اور ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۝

اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لئے سجدے میں گرے

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ○

پھر جب کہ اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔

ایک اور جگہ قرآن میں فرمایا گیا۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ○

جب ان پر رحمٰن کی آیات پڑھی جائیں گر پڑے سجدہ کرتے اور روتے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ''خَرَّ'' کا لفظ زندوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اب سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ○

جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو ان کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک اس کا عصا کھاتی تھی جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کو حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

جب مسجد اقصیٰ کی تعمیر مکمل ہو گئی اور رنگ و روغن باقی تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات قریب آ گئی آپ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ مسجد کا کام ابھی باقی ہے تب آپ کو حکم ہوا کہ نماز کی نیت باندھ لیں چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہو گئے اور لاٹھی کی ٹیک لگا لی اسی حال میں آپ کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور آپ لاٹھی کے سہارے ایک سال تک کھڑے رہے جنات کو اس لئے شبہ نہ ہوا کہ آپ پہلے بھی کئی کئی دن تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ

Marfat.com

برابر کام میں لگے رہے ایک سال کے بعد دیمک نے لاٹھی کھالی جس سے لاٹھی گر گئی اور آپ کا جسم شریف زمین پر آ گیا تب جنات بھاگ گئے اس وقت کام مکمل ہو چکا تھا۔

اس آیت سے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوئے۔

(۱) انبیاء کرام اجسام وفات کے بعد گلنے یا بگڑنے سے محفوظ ہوتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسم مبارک ایک سال تک قائم رہا ہے مگر کوئی فرق نہ آیا۔

(۲) انبیاء کرام کے اجسام کو کیڑا نہیں کھا سکتا دیکھو دیمک نے لاٹھی کو کھا لیا لیکن آپ کے پاؤں مبارک نہ کھائے۔

(۳) پیغمبر کا کفن بھی گلنے اور میلا ہونے سے پاک ہوتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا لباس ایک سال تک نہ گلا نہ میلا ہوا۔

(۴) انبیاء کرام وفات کے بعد بھی دینی اور دنیاوی حاجتیں پوری کرتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے وفات کے بعد مسجد کی تکمیل کرا دی۔

(۵) دینی ضرورت کی وجہ سے کفن و دفن میں دیر لگانا سنت الٰہیہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سال تک کفن و دفن نہ ہوا کیونکہ مسجد کی تعمیر کا کام ابھی باقی تھا لہٰذا صحابہ نے خلافت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن و دفن میں دیر لگا دی کہ خلافت کا انتخاب ایک دینی کام تھا۔

اس آیت میں ''خَـرَّ'' کا لفظ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا ہے جن کی وفات ہو چکی ہے اور چونکہ خر کا لفظ زندوں پر بولا جاتا ہے لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام وفات کے بعد زندہ ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیات بعد الوفات کا یہ کمال ہے تو پھر پیارے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات کا کیا کمال ہوگا یقیناً آپ بھی اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں اور حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں۔

Marfat.com

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

قلب مبارک کی آنکھیں اور کان:

جبریل علیہ السلام نے شق صدر کے بعد آپ کے قلب مبارک کو آب زمزم کے ساتھ دھویا اور فرمایا۔

قَلْبٌ سَدِیْدٌ فِیْهِ عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذْنَانِ تَسْمَعَانِ۔

(فتح الباری، ج ۱۳، ص ۴۱۰)

قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

قلب مبارک کی آنکھیں دور کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے ہے اور کان دور کی آوازوں کو سننے کے لئے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

دور سے دیکھنا:

جنگ موتہ ملک شام میں ہو رہی تھی اس کے سارے حالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے بیان فرما دیئے کہ کس نے علم اٹھایا وہ کیسے شہید ہوا سب کچھ بتا رہے تھے اور آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(مشکوٰۃ، ص ۵۳۲)

اسی اثناء میں آپ مسکرائے آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے دوستوں کے قتل ہونے پر غمگین ہوا مگر اب ان کو جنت

Marfat.com

میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے دیکھ کر خوشی سے مسکرایا ہوں۔

جب حضرت لیلیٰ بن منبہ رضی اللہ عنہ جنگ موتہ کی خبر لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جنگ کے تفصیلی حالات پہلے میں تجھ کو بتاؤں یا تو بتائے گا۔ اس نے عرض کی پہلے آپ ہی بتائیں۔ آپ ﷺ نے جو کچھ وہاں ہوا جس پر جو جو گزری جس جس طرح کوئی شہید ہوا سب تفصیلاً بیان فرمادیا۔ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے سن کر عرض کی خدا کی قسم آپ کے بیان اور اصل واقعات میں سرمو فرق نہیں واقعی اسی طرح ہوا جس طرح آپ نے بیان فرمادیا۔

(طبقات ابن سعد، کنز العمال)

دور سے سننا:

حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَ بَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

(جلاء الافہام، ص ۷۳)

کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے چاہے وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا وفات کے بعد بھی ایسا ہوگا فرمایا ہاں وفات کے بعد بھی اس طرح سن لیا کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام حرام کر دیئے ہیں وہ ان کو کھاتی نہیں۔

حضرت ابوبکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں حضرت ابوبکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ شبلی آئے اور ابوبکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان سے معانقہ کیا اور ان کی

Marfat.com

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ اور بغداد والے اسے دیوانہ تصور کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ شبلی ہر نماز کے بعد سورہ توبہ کی آخری دونوں آیات پڑھتا ہے اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے صلی اللہ علیک یا محمد۔ حضرت ابوبکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے شبلی سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور ایسے ہی بیان کیا جیسے میں نے سنا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنی قبر انور میں رہ کر بغداد سے شبلی کے درود کو سنتے تھے۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

نور و بشر:

جب نبی کریم ﷺ کا شق صدر ہوا تو نہ تو آپ کو درد ہوا اور نہ ہی خون نکلا۔ (جواہر البحار، ج ۲، ص ۲۵۹۔ الابریز، ص ۱۹۸)

علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے:

فَلَمْ یَکُنِ الشَّقُّ بِاٰلَةٍ وَلَمْ یَسِلِ الدَّمُ۔ (روح البیان، ج ۵، ص ۱۰۶)

شق صدر کسی آلے سے نہ تھا نہ اس شگاف سے خون نکلا۔

شق صدر ہونا بشریت مطہرہ کی دلیل ہے اور باوجود سینہ چاک ہونے

Marfat.com

کے خون نہ نکلنا درد محسوس نہ ہونا اور آلے کی ضرورت محسوس نہ ہونا نورانیت کی دلیل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت نور ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو احوال بشریہ پر غالب کر دے بشریت نہ ہوتی تو شق صدر نہ ہوتا اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور نکلتا۔

غزوہ اُحد میں دانت کو صدمہ پہنچا تو خون نکلا وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا اور معراج کی رات شق صدر ہوا خون نہ نکلا یہاں نورانیت کا غلبہ تھا۔

نورانیت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ○

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا منائیں کافر۔

حدیث نمبر 1.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بے شک اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں نہیں تمام نبیوں کا خاتم لکھا ہوا ہوں اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھ رہے تھے اور اس کی حقیقت کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آیا ہوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کے خواب کے مطابق آیا ہوں۔ میری ماں نے خواب دیکھا۔ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا

Marfat.com

نُوْرٌ کہ ان سے ایک نور نکلا جس کے سبب ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔
(المستدرک، ج ۲، ص ۶۰۰۔ ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۶۰۔ البدایہ والنھایہ، ج ۲، ص ۲۷۵)

حدیث نمبر 2.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے آپ کی پریشانی مبارک پر پسینے کے قطرے تھے جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں اس حسین منظر نے مجھے چرخہ کاتنے سے روک دیا میں آپ کو دیکھ رہی تھی آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے میں نے عرض کی آپ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ہیں۔ وَجَعَلَ عَرَقُكَ يَتَوَلَّدُ نُوْرًا۔ اور پسینہ نور پیدا کر رہا ہے۔ (زرقانی، ج ۴، ص ۲۲۵)

حدیث نمبر 3.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِذَا سَرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ۔ (المستدرک، ۲، ص ۶۰۵)

جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا رخ انور منور ہو جاتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

اصول یہ ہے کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ہیرے کو ہیرا کاٹتا ہے۔ لوہے کا لوہے سے کٹ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس لوہے کو کاٹنے والا بھی لوہا ہے ہیرے کا ہیرے سے کٹ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس ہیرے کا کاٹنے والا بھی کوئی ہیرا ہے چاند نوری مخلوق ہے چاند کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے کٹ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ نوری چاند کو کاٹنے والا بھی نور ہے۔

Marfat.com

معجزہ شق القمر:

جب ابوجہل اور اس کے ساتھی نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں عاجز آ گئے اور دین مصطفیٰ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگا اور لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہونے لگے تو ابوجہل نے حبیب بن مالک امیر شام کو بلا بھیجا اور ایک خط لکھا کہ ہمارے ہاں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جس کو لوگ جادوگر اور جھوٹا کہتے ہیں جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحدہٗ لاشریک ہے اور ایک نئے دین کا پرچار کرتا ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے ہم جب بھی اس کے مقابلے میں آئے ہیں ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا دین کمزور پڑ گیا ہے اس سے پہلے کہ اس کا دین غالب آ جائے آپ آئیں۔ حبیب بن مالک بارہ سواروں کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ آیا اور ابطح میں قیام کیا۔ ابوجہل اور مکہ کے سردار اس کے استقبال کے لئے آئے اور بڑے بڑے تحفے اس کے لئے لائے۔ حبیب نے ابوجہل کو اپنے پاس بٹھایا اور حضرت محمد ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ ابوجہل نے کہا آپ بنی ہاشم سے پوچھ لیں اس نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ شروع ہی سے سچ بولتا رہا جب چالیس سال کا ہوا تو ہمارے معبودوں کو گالیان دینے لگا اور ہمارے آباؤ اجداد کے علاوہ ایک اور نیا دین نکالا۔ حبیب نے کہا حضرت محمد ﷺ کو بلاؤ چنانچہ حضور ﷺ اس شان سے تشریف لائے کہ آپ نے سرخ حلیہ اور سیاہ عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھے جب حبیب نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ تشریف فرما ہوئے تو آپ کے چہرے سے نور کی شعاعیں بلند ہو رہی تھیں

Marfat.com

اور حاضرین کے دلوں میں آپ کی ہیبت طاری ہوگئی۔ حبیب نے عرض کی آپ جانتے ہیں کہ انبیاء کے معجزات ہوتے ہیں آپ کا بھی کوئی معجزہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ سورج غروب ہو جائے اور چاند نکل آئے اور زمین پر آجائے اور اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں پھر آسمان پر جا کر مکمل چاند بن جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو تو ایمان لے آئے گا اس نے کہا ہاں لیکن بشرطیکہ آپ میرے دل کی بات بتا دیں۔ رسول اللہ ﷺ کوہ ابوقبیس پر چڑھ گئے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی سَخَّرَلَکَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَاللَّیْلَ وَالنَّھَارَ ۝

اللہ تعالیٰ نے سورج چاند رات اور دن کو آپ کے زیر فرمان کر دیا۔

اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ حبیب بن مالک کی ایک لڑکی ہے جو گدی کے بل زمین پر لیٹی ہے اس کے نہ تو ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور نہ آنکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ان اعضاء کو مکمل کر دیا ہے۔ حضور ﷺ پہاڑ سے نیچے اُترے جبریل امین علیہ السلام اور فرشتے صف بستہ ہوا میں کھڑے تھے۔ حضور ﷺ نے آفتاب کو انگلی کا اشارہ کیا وہ غروب ہو گیا اور چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا پھر چاند کو انگلی کا اشارہ کیا وہ زمین پر نازل ہوا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر مکمل چاند بن گیا اور سورج پہلے کی طرح چمکنے لگا۔

عقل والے زمیں پر ہیں ششدر چاند ٹکڑے ہوا ہے فلک پر
ساری دنیا ہے محو تماشہ آپ انگلی اٹھائے ہوئے ہیں

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

Marfat.com

حبیب نے کہا ایک شرط باقی رہ گئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدا نے تری لڑکی کے اعضائے انسانی مکمل طور پر درست کر دیئے ہیں حبیب نے کہا کہ اے اہل مکہ ایمان کے بعد کفر نہیں اور اس نے پڑھ لیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ابوجہل نے کہا کیا آپ اس جادوگر پر ایمان لے آئے ہیں پھر جب مسلمان ہو کر ملک شام واپس چلا گیا اور اپنے محل میں داخل ہوا اس کی لڑکی نے اس کا استقبال کیا اور پڑھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اس نے اپنی لڑکی سے پوچھا یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے اس نے کہا ایک بزرگ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تیرا باپ مسلمان ہو گیا ہے اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو ترے اعضاء درست کر دیئے جائیں گے۔ میں مسلمان ہو گئی تو مجھے شفا مل گئی۔ (خرپوتی، ص ۱۳۳)

تھوری دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا
دو گھڑیاں میرے من وچ بیٹھا کر گیا نور اجالا

بے مثل بشریت:

شق صدر سے حضور ﷺ کی بشریت ثابت ہوئی لیکن یہ بے مثل بشریت ہے آپ کی مثل کائنات میں کوئی چیز نہیں دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبر ا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ تو وصال

Marfat.com

کے روزے رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۲۶۳)

تم میں سے میری مثل کون ہے میں رات اس طرح گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

اس حدیث کے علماء نے تین مطلب بیان کیے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ آپ کو جنتی کھانے کھلاتا ہے۔

(۲) آپ میں اللہ تعالیٰ کھانا کھانے والے جیسی قوت پیدا فرما دیتا۔

(۳) آپ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے جو کھانے پینے سے آپ کو بے نیاز کر دیتا

دلیل نمبر ۲:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نوافل پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ہوتا ہے اور خود آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔

میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں۔ (مسند امام احمد، ج ۲، ص ۱۵۳)

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے شیطان نے نبی کو صرف بشر سمجھا جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو

Marfat.com

اس نے جواب دیا۔ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاَسْجُدَ لِبَشَرٍ۔ میں بشر کو سجدہ کیوں کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○

اے شیطان جنت سے نکل جا تو مردود ہوگیا اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

اگر جنت میں رہ کر نبی کو صرف بشر سمجھنے والے کو جنت میں رہنے نہیں دیا جاتا تو جو دنیا میں رہ کر نبی کو صرف بشر سمجھے گا اس کو جنت میں کیسے داخل کیا جائے گا ہرگز نہیں۔

دلیل نمبر۳:

جب حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ آپ کی نبوت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی رسالت کی تائید میں مختلف معجزات دکھائے کبھی جلی ہوئی کھجوروں کو اُگایا کبھی چاند کے دو ٹکڑے کئے کبھی غروب شدہ سورج واپس لوٹایا۔ پتھروں کو پانی پر تیرایا جب یہ معجزات دکھائے تو اللہ نے مشرکین سے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی کوئی کمال دکھاؤ لیکن جب نبی کریم ﷺ نے اللہ کا قرآن پڑھ کر سنایا اور مشرکین نے کہا کہ:

لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

اگر ہم چاہیں تو اس کی مثل ہم بھی کہہ سکتے ہیں یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو چیلنج دیا، اللہ پاک فرماتا ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا

Marfat.com

يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا○

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

مشرکین سر جوڑ کر بیٹھے اور ہر چند کوشش کی کہ قرآن کی مثل کلام لائیں لیکن بری طرح ناکام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے چیلنج کو ذرا آسان صورت میں پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيَاتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ○

تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔

باوجودیکہ مشرکین مکہ کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا لیکن وہ پھر بھی قرآن جیسی دس سورتیں پیش کرنے سے عاجز آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے چیلنج کو اور آسان کر کے پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ○

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

کافر ایک سورت بھی قرآن جیسی پیش نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے آسان ترین چیلنج پیش فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ○ قرآن کی مثل ایک بات لے آؤ۔

وہ اس میں بھی عاجز آ گئے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی زبان بھی

Marfat.com

عربی تھی، قرآن کی زبان بھی عربی ہے۔ اس کے باوجود وہ قرآن جیسا کلام نہ کر سکے۔ آخر وجہ کیا ہے وجہ یہ ہے کہ سارا قرآن نبی کریم ﷺ کی زبان فیض ترجمان پر جاری ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرح بولنے سے پاک ہے، بولنے کے لئے گلے زبان اور پھیپھڑوں کے نظام کی ضرورت ہے اور اللہ ان چیزوں سے پاک ہے اس نے جب بولنا ہوتا ہے تو اپنے نبی کی زبان استعمال کرتا ہے۔ نبی کی زبان ایک ہے کلام اس پر دو جاری ہوتے ہیں۔ اسی زبان پر کبھی اللہ پاک بولتا ہے اور کبھی مصطفےٰ ﷺ بولتا ہے۔ جب اللہ بولتا ہے تو قرآن بنتا ہے اور جب مصطفےٰ ﷺ بولتا ہے تو حدیث بنتی ہے۔

اوہ نہیں بولدا اوتے بے مثل ذات ایہہ
اوہ اوہو بولدا جو جو بولے محمد ﷺ

سپارے صفحے سورتاں بندے جاندے
زباں پاک تھیں جو جو بولے محمد ﷺ

معلوم ہوا کہ قرآن اس لئے بے مثل ہے کہ وہ اس نبی کریم ﷺ کی زبان پر جاری ہوا ہے جو خود بے مثل ہے نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ﷺ بے مثل ہیں۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوسرا ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

❀❀❀

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حبیب خدا کی روایات

تخلیق نور میں اولیت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے خدا نے سب سے پہلے پیدا فرمایا اور پھر ہر بھلائی اس سے پیدا فرمائی اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہر برائی کی تخلیق کی، جب اللہ نے اس نور کو پیدا فرمایا تو اپنے سامنے بارہ ہزار سال تک مقام قرب میں رکھا پھر اس نور کے چار حصے کئے ایک حصے سے عرش دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے عرش کو اٹھانے والے فرشتے پیدا کئے اور چوتھا حصہ نور کا بارہ ہزار سال تک مقام حب میں رکھا گیا پھر اس کے چار حصے کئے گئے ایک حصے سے قلم دوسرے سے لوح اور تیسرے سے جنت کو پیدا کیا گیا اور چوتھا حصہ بارہ ہزار سال تک مقام خوف میں رہا پھر اس کے چار حصے کئے گئے ایک حصے سے فرشتے دوسرے سے آفتاب اور تیسرے سے چاند اور ستارے پیدا کئے گئے اور چوتھا حصہ بارہ ہزار سال تک مقام رجا میں رکھا گیا پھر اس کے چار حصے کئے گئے ایک حصے سے عقل دوسرے سے علم وحلم اور تیسرے سے عصمت وتوفیق کا نور پیدا کیا گیا۔ اور چوتھا حصہ بارہ ہزار سال تک مقام حیا میں رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھا تو اس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرات ٹپکے ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ نے ایک نبی یا رسول کی روح پیدا فرمائی پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو ان کے سانسوں

Marfat.com

سے قیامت تک کے اولیاء سعدا، شہدا اور فرمانبردار مومنین کی ارواح کے نور کو پیدا کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا عرش و کرسی تمام فرشتے ساتوں آسمان جنت اور اس کی نعمتیں شمس و قمر اور ستارے عقل و علم اور توفیق انبیاء اور رسل کی ارواح شہدا سعدا اور صالحین سب کے سب میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بارہ حجابات پیدا فرما کر نور کے چوتھے حصے کو ان حجابات میں سے ہر حجاب میں۔ ایک ایک ہزار سال تک رکھا اور یہ حجابات مقامات عبودیت تھے اور یہ حجابات کرامت، سعادت، روایت، رحمت، رأخت، علم، حلم وقار سکینہ صبر صدق یقین کے تھے ہر حجاب میں اس نور نے ایک ایک ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب یہ نور ان پردوں سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر رکھا اور وہ نور مشرق و مغرب میں اس طرح چمکتا تھا جس طرح اندھیری رات میں چراغ چمکتا ہے۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، ج ۳، ص ۳۰)

اسلام ہے نور محمد وہ خدا کے نور سے
اس نور سے مخلوق سب پایا نہ نکتہ دور سے

حضرت نوح علیہ السلام کی اولیات

صنعت کشتی میں اولیت:

سب سے پہلے جس ہستی نے کشتی تیار کی وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ لکڑی کاٹ کر سکھا کر تختے بنا لو اس میں ایک سو سال گزر گئے پھر مکمل تیاری میں ایک سو سال اور گزر گئے یہ کشتی ساگ کی لکڑی سے تیار ہوئی اس کا طول اسّی ہاتھ پچاس ہاتھ عرض اور اندر باہر سے روغن کیا گیا پانی کاٹنے کے پَر

Marfat.com

پرزے بھی تھے۔ بقول عبداللہ بن عباس اس کا طول بارہ سو ہاتھ کا تھا اور چوڑائی چھ سو ہاتھ کی تھی اس کی اندرونی اونچائی تیس ہاتھ کی تھی اس میں تین درجے تھے ہر درجہ دس ہاتھ اونچا تھا سب سے نچلے حصے میں چوپائے اور جنگلی جانور تھے درمیانی حصے میں انسان تھے اور بالائی حصے میں پرندے تھے اوپر سے بالکل بند تھی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اگر آپ بحکم خدا کسی ایسے مردے کو جلاتے جس نے کشتی نوح دیکھی ہو تو ہمیں اس سے معلومات حاصل ہوتیں آپ انہیں لے کر ایک ٹیلے پر پہنچ گئے وہاں سے مٹی اٹھائی اور فرمایا جانتے ہو یہ کون ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے آپ نے فرمایا یہ حام بن نوح کی پنڈلی ہے پھر آپ نے اپنی لکڑی اس ٹیلے پر مار کر فرمایا اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہوا اسی وقت ایک بوڑھا سا آدمی اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا آپ نے اس سے پوچھا کیا تو بوڑھا ہو کر مرا تھا اس نے کہا مرا تو تھا جوانی میں لیکن اب دل پر دہشت بیٹھی کہ قیامت قائم ہوگئی۔ اس دہشت نے بوڑھا کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں اپنی معلومات بیان کرو اس نے کہا وہ بارہ سو ہاتھ لمبی چھ سو ہاتھ چوڑی تھی تین درجوں کی تھی ایک میں جانور اور چوپائے دوسرے میں انسان تیسرے میں پرندے جب جانوروں کا گوبر پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی کہ ہاتھی کی دم ہلاؤ آپ نے ہلایا تو خنزیر نر و مادہ نکل آئے اور میلا وغیرہ کھانے لگے چوہوں نے جب اس کے تختے کترنے شروع کئے تو حکم ہوا کہ شیر کی پیشانی پر انگلی لگا اس سے بلی کا جوڑا نکلا اور چوہوں کی طرف لپکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو شہروں کے غرق ہونے کا علم کیسے ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے کوے کو خبر لانے کے

Marfat.com

لئے بھیجا لیکن وہ ایک لاش پر بیٹھ گیا۔ دیر تک نہ آیا۔ آپ نے اس کے لئے ہمیشہ ڈرتے رہنے کی دعا کی اسی لئے وہ گھروں سے مانوس نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے کبوتر کو بھیجا وہ اپنی چونچ میں زیتون کے درخت کا پتہ لے کر آیا اور اپنے پنجوں میں خشک مٹی لایا اس سے معلوم ہو گیا کہ شہر ڈوب چکے ہیں آپ نے اس کے گلے میں خضرہ کا طوق ڈال دیا اور اس کے لئے امن وانس کی دعا کی، پس وہ گھروں میں رہتا ہے حواریوں نے کہا اے رسول آپ انہیں ہمارے ہاں سے چلئے کہ ہم میں بیٹھ کر اور بھی باتیں ہمیں سنائیے۔ آپ نے فرمایا وہ تمہارے ساتھ کیسے جا سکتا ہے جبکہ اس کی روزی نہیں ہے پھر فرمایا اللہ کے حکم سے جیسا تھا ویسا ہی ہو جا وہ اسی وقت مٹی ہو گیا۔

(ابن کثیر، ج ۱۲، ص ۱۲۱۔ تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۲۲۔ تفسیر قرطبی، ۹/۱۳۰، تفسیر خازن، ج ۳، ص ۱۸۸۔ تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۸۴۔ تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۵۷)

اولیت حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت تمیم داری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مرد کا مرد کے ساتھ معانقہ کرنا کیسا ہے فرمایا درست ہے پہلے لوگوں میں اس کا رواج تھا اور یہ ان کے کمال خلوص اور دوستی کی علامت تھی سب سے پہلے جنہوں نے اظہار دوستی کے وقت معانقہ کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ایک دن وہ اپنے مویشیوں کے لئے چراگاہ کی تلاش میں بیت المقدس کے کوہستانی علاقے میں سیر کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ نے ایک غمگین اور رقت انگیز آواز سنی کہ ایک ذکر کرنے والا خدا کا ذکر کر رہا ہے اور خدا کی تقدیس اور پاکی بیان کر رہا ہے جب آپ نے یہ آواز سنی تو اپنا کام بھول گئے اور اس آواز

Marfat.com

کی طرف چلنے لگے دیکھا کہ ایک دراز قد آدمی ہے جس کے جسم پر کثرت سے بال ہیں کھڑے ہو کر خدا کی توحید کے نغمے الاپ رہا ہے آپ اس کے سامنے آئے اور پوچھا کہ اے بوڑھے تیرا خدا کون ہے جس کو تو یاد کر رہا ہے کہا میرا خدا آسمان میں ہے پوچھا زمین میں بھی وہی خدا ہے یا کوئی اور ہے کہا زمین پر بھی وہی خدا ہے اس کے سوا دوسرا کوئی خدائی کے لائق نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تیرا قبلہ کہاں ہے کہا کعبہ کی طرف پوچھا کہاں سے کھاتے ہو کہا جنگل میں موسم گرماں میں جب پھلدار درخت پھل زمین پر گراتے ہیں تو چن لیتا ہوں تاکہ سردیوں میں کام آئے پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے اہل وعیال میں سے کوئی باقی ہے جو تیری خدمت کرے کہا نہیں آپ نے پھر پوچھا تیرا گھر کہاں ہے کیا اس پہاڑ کی غاروں میں سے ایک غار میں میرا مکان ہے آپ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ تاکہ تمہارا گھر دیکھیں اور تیرے محلے کی سمت بھی دیکھیں آپ نے فرمایا کہ اس جگہ اور جس غار میں میرا مکان ہے اس کے درمیان ایک ندی ہے جس کی گہرائی زیادہ ہے اور آدمی کے لئے اس میں سے گزرنا ممکن نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تو اس گہری ندی کو کیسے پار کرتا ہے کہا میں بطور کرامت پار کرتا ہوں کہ پانی میرے لئے مسخر ہو جاتا ہے کہ میرے پاؤں کے تلوؤں کے سوا کسی چیز کو تر نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آؤ تمہارے گھر چلیں شاید جو ہستی تمہارے لئے پانی کو مسخر کر دیتی ہے میرے لئے بھی مسخر کر دے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور وہ بوڑھا آدمی دونوں روانہ ہوئے جب ندی آئی تو دونوں بزرگ اس میں سے گزر گئے بوڑھا بڑا حیرت زدہ ہو گیا جب اس کے گھر پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے قبلے کی سمت کو کعبہ کی سمت کے مطابق پایا اور بہت خوش ہوئے پھر آپ نے پوچھا اے بوڑھے بتا سب سے زیادہ سخت دن کونسا ہے اس

Marfat.com

نے کہا وہ دن جبکہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کا حساب لینے کے لئے اپنی کرسی پر جلوہ گر ہو گا دوزخ کو جلایا جائے گا اس وقت ہر پیغمبر اور ہر فرشتہ رو رہا ہو گا اور اپنے حال میں پریشان ہو گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے نیک بخت بوڑھے اپنے اور میرے لئے دعا کر کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس دن کے احوال سے مامون و مصئون فرمائے بوڑھے نے کہا میری دعا کا کوئی فائدہ نہیں مجھ سے دعا کے لئے نہ کہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیوں کہا میں تین سال سے ہر وقت دعا کرتا ہوں مگر بالکل قبول نہیں ہوتی پوچھا وہ کونسی دعا ہے کہا ایک دن میں اسی جنگل میں تھا جہاں میری اور آپ کی ملاقات ہوئی ہے ایک نوجوان کو دیکھا کہ بال پریشان ہیں مویشی ہانکے لے جا رہا ہے میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اور یہ مویشی کس کے ہیں تو اس نے کہا میں خدا کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر سے آیا ہوں اور یہ مویشی ان کے ہیں میں اس وقت سے دعا کر رہا ہوں کہ یا اللہ اگر زمین پر کوئی تیرا دوست ہے تو اس کی ملاقات کرا دے قبل اس کے کہ میں اس دنیا کو چھوڑ کر چلا جاؤں اس وقت تک میں ان کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تیری دعا قبول ہو گئی، آ تا کہ میں تیرے ساتھ معانقہ کروں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بوڑھے کو سینے سے لگا کر معانقہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت سے معانقہ رواج پا گیا ہے اس کے پہلے لوگ تعظیم کے لئے ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے۔ (تفسیر عزیزی، ج ا، ص ۴۳۹)

Marfat.com

اولیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ایمان میں اولیت:

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے بحیرہ راہب کے پاس گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں پتہ چلا کہ یہ کتب سابقہ کا علم رکھتا ہے اس لئے آپ نے یمن میں خصوصیت سے اس کے ساتھ ملاقات کی اس نے آپ کو دیکھ کر کہا میں گمان کرتا ہوں کہ تو حرم کعبہ سے تعلق رکھتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا میرے گمان میں تو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا تو تیمی ہے فرمایا ہاں۔ اس راہب نے کہا بس ایک نشانی باقی رہ گئی ہے آپ نے پوچھا وہ کونسی اس نے کہا ذرا اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھاؤ آپ نے فرمایا پہلے وجہ بتاؤ پھر ایسا کروں گا اس نے کہا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب میں یہ بات دیکھی ہے کہ حرم کعبہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اس کے اعلان نبوت پر ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر اس کا معاون ہوگا جو ادھیڑ عمر ہوگا اس کی نشانی یہ ہوگی وہ سفید رنگ نحیف ونزار ہوگا اس کے پیٹ پہ سیاہ تل ہوگا اور وہ حرمی قریشی تیمی ہوگا۔ پس وہ سب نشانیاں آپ میں موجود ہیں صرف پیٹ والی نشانی باقی ہے سو وہ بھی مجھے دکھا دیجئے آپ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اُٹھا دیا تو اس نے آپ کے پیٹ پر سیاہ تل دیکھا اس نے کہا رب کعبہ کی قسم آپ وہی ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یمن میں اپنا کام ختم کیا اور بحیرہ راہب کو الوداع کہنے گیا تو اس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں چند اشعار کہے ہیں وہ اشعار لے جاؤ چنانچہ صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ ان اشعار کو لے کر مکہ واپس تشریف لائے اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرما دیا تھا۔ سرداران قریش صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان میں عقبہ بن ابی معیط، شیبہ، ربیعہ، ابوجہل اور ابوالبختری وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں انہوں نے کہا اے صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) یتیم ابوطالب گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اگر آپ کا انتظار نہ ہوتا تو ہم اس کا انتظار نہ کرتے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر تشریف لائے فرمایا ابوبکر میں تمہاری اور تمام لوگوں کی طرف خدا کا رسول بن کر آیا ہوں اللہ پر ایمان لے آؤ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہا وہ بحیرہ راہب جس نے میرے متعلق اشعار لکھ کر تجھے دیئے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ آپ نے فرمایا اس فرشتے نے جو مجھ سے پہلے انبیاء کے پاس تشریف لاتا رہا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے ہاتھ آگے کیجئے کہ میں بیعت اسلام کروں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں میں اس حال میں واپس لوٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اسلام لانے سے بے حد مسرور ہوئے۔ علامہ علی بن برہان الدین نے لکھا ہے کہ آپ تمام لوگوں سے پہلے ایمان لائے چنانچہ فرمایا:

اِنَّ اَبَابَکْرٍ اَوَّلَ النَّاسِ اِسْلَامًا۔

بے شک ابوبکر تمام لوگوں سے پہلے اسلام لائے۔

(انسان العیوب، ج ۱، ص ۳۱۰)

خطابت میں اولیت:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے پہلے خطیب ہیں

Marfat.com

چنانچہ محب طبری نے لکھا ہے کہ جب صحابہ کی تعداد انتالیس (۳۹) ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا کہ اب اسلام کو ظاہر کر دیا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بار بار اصرار کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر حرم کعبہ میں آئے اور پھیل کر مختلف جگہوں میں بیٹھ گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اُٹھ کر خطبہ دیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلانے والے پہلے خطیب تھے۔ آپ نے خطبہ دینے پر چاروں طرف سے مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور عتبہ بن ربیعہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بہت مارا حتیٰ کہ مار مار کر آپ کو بیہوش کر دیا بنو تیم آئے اور انہوں نے آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر پہنچا دیا ان کو آپ کی موت کا یقین ہو گیا پھر بنو تیم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور کہا اگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی وفات ہو گئی تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے۔ پھر وہ واپس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ابو قحافہ اور بنو تیم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باتیں کرنے لگے آپ نے دوپہر کے وقت ہوش میں آ کر ان کی باتوں کا جواب دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے پھر انہوں نے آپ کی والدہ ام الخیر سے کہا کہ ان کو کوئی چیز کھانے پینے کو دیجئے۔ آپ بار بار یہی پوچھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے آپ کی والدہ نے کہا خدا کی قسم مجھے کچھ معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا اے ماں ام جمیل بنت الخطاب کے پاس جا کر پوچھ آپ کی والدہ ام جمیل کے پاس گئی اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ کون ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور کون محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے لیکن اگر تو چاہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں اس نے کہا ہاں آ میرے ساتھ وہ آپ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی جب اس نے آپ

Marfat.com

کی حالت دیکھی تو چیخ ماری اور کہا اس فاسق قوم نے آپ کے ساتھ ایسا برا سلوک کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اس نے کہا یہ تمہاری والدہ ہیں سنو یہ کیا کہتی ہیں۔ آپ نے پوچھا تو اس نے کہا وہ سلامتی کے ساتھ ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کہاں ہیں کیا وہ ارقم کے گھر میں ہیں آپ نے فرمایا مجھ پر خدا کی قسم ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری نہ دے لوں میں کھانے پینے کو منہ نہ لگاؤں گا۔ پھر کچھ دیر کے بعد جب ذرا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں سکون ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ام جمیل اور اپنی والدہ کے سہارے حضرت ارقم کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک کر آپ کے جسد اقدس کو چوما مسلمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جھک گئے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں صرف اس فاسق کی مار کا چہرے پر اثر ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میری ماں ہے اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نار جہنم سے آزاد فرمائے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی پس آپ کی والدہ ایمان لے آئیں۔ (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۶۳)

Marfat.com

فاروق اعظم کی اولیات

قاضی مقرر کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب انتظام کا سکہ اچھی طرح جم گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضا کا صیغہ بالکل مکمل کر دیا اور تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کر دیں اور قاضی مقرر کئے اس کے ساتھ قضا کے اصول اور آئین پر مشتمل ایک فرمان لکھا جو ابوموسیٰ اشعری کے نام تھا یہ کوفہ کے گورنر تھے۔ اس میں عدالت کے تمام اصول احکام درج تھے قضا کے انتخاب میں نہایت احتیاط سے کام لیا جاتا مثلاً مدینہ طیبہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے اور انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قرآن جمع کیا تھا ......کمامر...... یہ سریانی اور عبرانی زبان کے ماہر تھے اور فقہی علوم میں پورے عرب میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ بصرہ کے قاضی کعب بن سود الازدی رضی اللہ عنہ تھے جو نہایت معاملہ فہم اور نکتہ شناس تھے فلسطین کے قاضی عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی قرآن کے حافظ ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل صفہ کی تعلیم ان کے سپرد کی تھی۔

حضرت کعب بن سود الازدی رضی اللہ عنہ کے قاضی مقرر ہونے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے، ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے اپنے خاوند سے بڑھ کر افضل کوئی نہیں دیکھا وہ رات کو قیام کرتا ہے اور گرمی کے دن میں روزہ رکھتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا کہ تیرے جیسی عورت کی تعریف کرنی چاہیے پھر وہ عورت حیا کرتے ہوئے اُٹھ کر واپس چلی۔ حضرت کعب بن سود رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المومنین وہ عورت تو اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی تھی

Marfat.com

آپ نے فرمایا واقعی؟ کہا ہاں فرمایا بلاؤ اس کو اس عورت کو واپس لایا گیا آپ نے فرمایا حق بات بیان کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے یہ کعب کا خیال ہے کہ تو اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی ہے کہ وہ تیرے پاس نہیں سوتا عورت نے کہا اے امیر المومنین میں جوان عورت ہوں مجھے بھی عورتوں جیسی خواہش کی تکمیل کی حاجت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا وہ آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو عرض کی یا امیر المومنین آپ کے ہوتے ہوئے فرمایا ہاں اس لئے کہ ان کے معاملے کو تم ہی سمجھے ہو لہٰذا فیصلہ بھی تم ہی کرو گے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میرا فیصلہ یہ ہے کہ چار دن میں سے ایک دن اس عورت کا یعنی ایک دن خاوند اپنی بیوی کے پاس سوئے اور باقی تین دن عبادت کرے وجہ یہ ہے کہ اسلام میں چار عورتوں کی اجازت ہے اگر اس مرد کی چار بیویاں ہوتیں تو اس عورت کا ایک دن ہوتا اور تین دن دوسری عورتوں کے ہوتے آپ نے فرمایا کعب واللہ تیرا یہ فیصلہ تیری پہلی معاملہ فہمی سے زیادہ عجیب و غریب ہے جا میں تجھے بصرہ کا قاضی مقرر کرتا ہوں۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۴، ص ۲۴۲)

ہجو کی ممانعت:

ہجو اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں کسی کی برائی بیان ہو عرب میں یہ عام رواج تھا شاعر جا بجا لوگوں کی ہجویں لکھا کرتے اور عام لوگوں کے سامنے ان کو پڑھ کر سناتے تھے اس لئے یہ ہجویں نہایت جلد مشتہر ہو جاتیں تھی اور ان سے سینکڑوں مفاسد پیدا ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجو گوئی کو جرم قرار دیا اور اس کے لئے سزا مقرر کی زمانہ کفر میں قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجویں کہیں قریش کے اسلام لانے کے بعد بھی ہجویں موجود تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اب یہ نہ پڑھی جائیں اس سے پرانی رنجشیں بیدار ہوتی ہیں۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات

اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت میں اولیت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس امت مرحومہ میں پہلی ہستی ہیں جنہوں نے اپنی زوجہ کے ساتھ ہجرت کی ہے چنانچہ محب طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ رقیہ بنت رسول رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیا اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی خبر پہنچنے میں ذرا دیر لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق خبر حاصل کرنے کے در پے ہوئے اچانک ایک قریشی عورت حبشہ سے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں اس سے پوچھا اس عورت نے کہا میں نے ان کو دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کس حال میں تو نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ عورت نے کہا میں نے دیکھا کہ مرد نے عورت کو اپنے دراز گوش پر سوار کر رکھا ہے اور خود وہ سواری کو ہانک رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔

(الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۱۱۳)

امت مسلمہ کو ایک قرأت پر جمع کیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح کے موقعہ پر شامی اور عراقی ساتھ مل کر معرکہ آرائی میں شریک تھے وہاں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان دونوں ممالک کے مسلمانوں کا قرأت میں اختلاف دیکھ کر سخت پریشان ہوئے۔ اس وقت آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا آپ امت مسلمہ کو یہود و نصاریٰ کی طرح باہم مختلف ہونے سے پہلے ہی اس کی خبر لے

Marfat.com

لیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ جو صحیفے آپ کے پاس امانتاً رکھے ہیں انہیں میرے پاس بھیج دیجئے تا کہ میں ان کو مصحفوں میں نقل کرانے کے بعد پھر آپ کے پاس واپس کر دوں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحائف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث رضی اللہ عنہم کو ان کے نقل کرنے پر مامور کیا اور تینوں بزرگوں سے کہا کہ جہاں کہیں قرآن کے تلفظ میں تمہارے اور زید کے درمیان اختلاف پیدا ہو وہاں اس لفظ کو خاص قریشی، زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ قریشیوں کی اس جماعت نے مل کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور جب وہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر چکے تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے اور اپنے لکھوائے ہوئے مصحفوں میں سے ایک ایک مصحف ممالک اسلامیہ کے ہر ایک گوشہ میں ارسال کر دیا اور حکم صادر فرمایا کہ آئندہ انہی مصحفوں کو پڑھا جائے۔

(الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۴۹)

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولیات

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور حسنین کریمین کے والد محترم ہیں اور یہ باتیں آپ کی عظیم فضیلت سے تعلق رکھتی ہیں علاوہ ازیں پیغمبر اسلام نے آپ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے مثلاً

• حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

اَنْتَ سَیِّدٌ فِی الدُّنْیَا، سَیِّدٌ فِی الْآخِرَۃِ وَمَنْ اَحَبَّکَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَحَبِیْبِیْ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَعَدُوُّکَ عَدُوِّیْ وَعَدُوِّیْ عَدُوُّ اللّٰہِ وَالْوَیْلُ لِمَنْ اَبْغَضَکَ مِنْ بَعْدِیْ۔ (تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۴۱)

ترجمہ: تو دنیا اور آخرت میں سردار ہے جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور میرا حبیب اللہ کا حبیب ہے تیرا دشمن میرا دشمن میرا دشمن خدا کا دشمن ہے ہلاکت ہے اس کے لئے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے گا۔

حضرت حبشی بن جنادۃ فرماتے ہیں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا تھا وہ کھڑا ہو جائے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین لپ بھر کر کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت حبشی کہتے ہیں آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ آپ آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا یہ آدمی کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین لپ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا لہٰذا

Marfat.com

تم اسے تین لپ کھجوریں دے دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین لپ کھجوریں آدمی کو دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو گنو جب شمار کی گئیں تو ہر لپ میں ساٹھ کھجوریں تھیں کسی ایک لپ میں بھی کمی زیادتی نہ تھی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے جب ہجرت کی رات ہم غار سے نکل کر مدینہ کی طرف چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كَفِّيْ وَكَفُّ عَلِيٍّ فِي الْعَدْلِ سَوَاءٌ۔

میری اور علی کی ہتھیلی انصاف میں برابر ہے۔

(تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۷۔ الریاض النضرہ، ج ۲، ص ۲۱۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا تجھے یہ بات کافی ہے کہ تیرے محب کو موت کے وقت کوئی پریشانی نہ ہو گی اس کی قبر میں اس کے لئے کوئی وحشت نہ ہو گی اور نہ اسے قیامت کے دن کوئی گھبراہٹ ہو گی۔ (تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو صف بندی کا حکم دیا پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور صفوں کے درمیان چلے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنسے فرمایا:

اِنَّ جِبْرِيْلَ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَاهٰى بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَبَاهٰى بِكَ يَا عَلِيُّ وَبِكَ يَا عَبَّاسُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ۔

(تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۲۸)

ترجمہ: بے شک جبریل نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمان کے رہنے والوں کے سامنے مہاجرین اور انصار پر فخر کیا اور اے علی اور اے عباس تم دونوں

Marfat.com

پر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کے سامنے فخر کیا جنہوں نے اللہ کا عرش اٹھا رکھا ہے۔

حضرت ابوالضحاک انصاری نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف چلے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبریل علیہ السلام یہ خیال کرتا ہے کہ اسے تجھ سے محبت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر آپ کی طرف سے ہے فرمایا ہاں اور وہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جو جبریل علیہ السلام سے بہتر ہے۔

(اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۳۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے دائیں طرف میرے لئے ایک سرخ قبہ بنایا جائے گا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے عرش کی بائیں جانب سبز یاقوت کا قبہ بنایا جائے گا اور ہمارے درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سفید موتی کا قبہ بنایا جائے گا اس حبیب (کی عظمت) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو قیامت کے دن دو دوستوں کے درمیان ہوگا۔ (الریاض النضرہ، ج ۲، ص ۲۸۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مدینہ طیبہ کے بعض راستوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا ہمارا گزر ایک باغ کے قریب سے ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ باغ کیسا اچھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بہتر تیرے لئے جنت میں ہے یہاں تک کہ ہم سات باغوں کے پاس سے گزرے میں نے ہر ایک کے بارے میں عرض کی یہ کیسا اچھا ہے اور آپ نے ہر مرتبہ فرمایا تیرے لئے جنت میں اس سے بہتر ہے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۲۷۸)

حضرت ابوالحمراء نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِهٖ وَاِلٰی اِبْرَاهِیْمَ

Marfat.com

فِی حِلْمِہٖ وَاِلٰی یَحْیٰی بِنْ زَکَرِیَّا فِی زُھْدِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی بِنْ عِمْرَانَ فِی بَطْشِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ (الریاض النضرۃ، ج۲، ص۲۹۰)

ترجمہ: جو حضرت آدم علیہ السلام کے علم کو حضرت نوح علیہ السلام کے فہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بردباری کو حضرت یحییٰ بن زکریا کے زہد اور حضرت موسیٰ بن عمران کی گرفت کو دیکھنا چاہتا ہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

علامہ محبّ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ میں اس حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ بیمار تھے اور آپ کا سرِ اقدس ایک ایسے آدمی کی آغوش میں تھا جس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں مَیں نے کوئی حسین نہ دیکھا تھا جب میں اس کے سامنے گیا تو اس نے کہا اپنے چچازاد بھائی کے قریب ہو جا تو میری نسبت ان کا زیادہ حقدار ہے میں اس آدمی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے قریب ہوا وہ آدمی کھڑا ہو گیا اور اس کی جگہ میں بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو یہ آدمی کون تھا میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نہیں جانتا فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھا وہ میرے ساتھ باتیں کر رہا تھا یہاں تک کہ میرا درد کم ہو گیا اور میں اس کی گود میں سر رکھ کر سو گیا۔ (الریاض النضرہ، ج۲، ص۲۹۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اکثر دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہیں میں نے عرض کی ابا جان آپ اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

Marfat.com

(الریاض النفرۃ، ج ۲، ص ۲۹۱۔ الصواعق المحرقۃ، ص ۱۷۷)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولیات مندرجہ ذیل ہیں۔

(ا) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چار خصوصیات ایسی ہیں جو اور کسی صحابی رسول میں نہیں پائی جاتیں۔

(ل) هُوَ أَوَّلُ عَرَبِيٍّ وَعَجَمِيٍّ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی تمام عربی اور عجمی لوگوں میں سے سب سے پہلے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(ب) کافروں کے ساتھ ہر مقابلے میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

(ج) غزوہ اُحد میں جب بھگدڑ مچ گئی تو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوگئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ صابر بن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

(د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قبر میں بھی اتارا۔ (الریاض النفرۃ، ج ۲، ص ۲۶۸)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اے علی جب میری وفات ہو جائے تب مجھے تم اپنے ہاتھوں سے غسل دینا کیونکہ تم نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا ہے پھر مجھے میرے کپڑوں میں کفن دینا اور اس حجرہ شریف کے سامنے رکھ دینا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے پھر اگر بغیر کنجی کے خود بخود حجرہ کا قفل کھل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ کو نئے کپڑے کا کفن کیوں نہ دیا جائے فرمایا نئے کپڑے کی زندوں کو ضرورت ہوتی ہے وفات یافتہ کے لئے تو پرانا ہی کافی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن پہنایا۔

وَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ بَادَرَ اِلَى الْبَابِ۔

ترجمہ: میں پہلا آدمی تھا جو دروازہ کی طرف لپکا۔

میں نے دیکھا کہ دروازہ بغیر کنجی کے کھل گیا اور میں نے آواز سنی۔

اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ۔

ترجمہ: ملا دو حبیب کو حبیب سے کیونکہ حبیب کو حبیب کے ملنے کا شوق ہے۔

(تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۴۶۵، جمال الاولیاء، ص ۲۹۔ اکرام اعواعظ، ص ۴۷،۴۳)

حضرت ابولیلی الغفاری نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میرے بعد فتنہ برپا ہوگا جب وہ وقت آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو جانا۔

فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ يَّرَانِيْ وَاَوَّلُ مَنْ يُّصَافِحُنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: کیونکہ وہ مجھے سب سے پہلے دیکھا گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کرے گا۔

اور وہ اس امت کا صدیق اکبر اور فاروق ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے اور وہ مومنوں کا سردار ہے۔ (اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۸۷)

Marfat.com

عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولیات

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولیت:

خدا کی راہ میں جس صحابی نے سب سے پہلے تلوار میان سے باہر نکالی ہے وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے کہ ان کے کان میں آواز آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ قمیص پہنے بغیر گھر سے نکلے اور ہاتھ میں ننگی تلوار سونت لی آگے گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نکلنے کا سبب دریافت فرمایا انہوں نے کہا میں نے آواز سنی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہوتا تو تُو کیا کرتا۔ عرض کی میں اہل مکہ کے خون کی ندیاں بہا دیتا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتا جب تک ان کا آخری آدمی قتل نہ کر لیتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اپنی چادر اتار کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اڑھا دی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ زبیر کو میری طرف سے سلام کہہ دو اور ان کو بشارت دے دو کہ آپ کو بعثت سے لے کر قیامت تک جتنے بھی خدا کی راہ میں تلوار نکالنے والے ہوں گے ان سب کے برابر اے زبیر تجھے ثواب حاصل ہوگا اور ان تلوار نکالنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی کیونکہ زبیر راہ خدا میں تلوار نکالنے والے پہلے شخص ہیں۔

لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَلَّ سَيْفًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۸۹۔ الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۵۴)

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اولیت:

ابوبکر بن ابی داؤد کا بیان ہے کہ جب وہ سجستان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث زیر تحریر لا رہے تھے تو انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ان کی داڑھی بہت گھنی تھی اور بھورے رنگ کی تھی اور وہ موٹے کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ابو داؤد کہتے ہیں میں نے عرض کی میں آپ سے محبت کرتا ہوں اس پر آپ نے فرمایا میں دنیا کا پہلا شخص ہوں جس نے احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص ۴۹)

علم کے اتنے بڑے ذخیرے کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذوق علم کی اس حد تک قدر کرتے تھے کہ ان کے علم کی پختگی اور حافظہ کی قوت کے لئے دعائیں فرماتے تھے۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص مسجد میں بیٹھے ذکر خدا و دعا میں مشغول تھے اتنے میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہم لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا شغل جاری رکھو یہ سن کر میں اور وہ دوسرا شخص دعائیں کرنے لگا۔ جن پر آپ آمین کہتے جاتے تھے۔ ہمارے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی خدایا جو کچھ میرے ساتھی مجھ سے قبل مانگ چکے ہیں وہ بھی مجھے عطا فرما اور اس کے علاوہ ایسا علم عنایت کر جس کو میں کبھی فراموش نہ کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی آمین کہی اب ہم دونوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی ایسا علم عطا کیا جائے جو فراموش نہ ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوسی نوجوان (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) کے حصے میں آچکا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج۲،ص ۲۶۶)

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اولیت:

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی نے لکھا ہے کہ:

وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (زرقانی، ج۲، ص۳۶۹)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دی اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مشورہ فرمایا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کیسے اکٹھا کیا جائے آپ سے کہا گیا کہ جب نماز کا وقت آئے تو ایک جھنڈا نصب کیا جائے جب لوگ اس جھنڈے کو دیکھ لیں تو ایک دوسرے کو نماز کے لئے بلائیں۔ یہ بات پسند نہ کی گئی پھر کہا گیا کہ بگل بجایا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ یہودیوں کی نشانی ہے یہ بات بھی پسند نہ ہوئی بعد میں اس مجلس میں ناقوس کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عیسائیوں کی نشانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ لوٹ گئے اور رات کو ان کو خواب میں اذان کے الفاظ سنائی دیئے صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ساری خبر دی عرض کی رات میں نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے اذان دی اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے بیس روز قبل ایسا ہی خواب دیکھا تھا لیکن اسے چھپایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا تو نے ہمیں خبر کیوں نہ دی عرض کی میں شرم محسوس کرتا رہا اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ مجھ سے سبقت لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو جاؤ اور جس طرح عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں ویسے ہی کہتے جاؤ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ (سنن کبریٰ، ج۱، ص۳۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ مدینہ میں مسجد نبوی میں اذان دیتے رہے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا مومن کے اعمال کے بہترین عمل خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا یہاں تک کہ میری وفات ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اپنی حرمت اور اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو نہ جا میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ موت قریب ہے اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ گئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہی بات کی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کی تھی انہوں نے بھی جواب دیا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نہ مانے اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اذان دی پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات تک اذان دی اور وہ میرے ولی نعمت تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا اے بلال خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے پھر جب شام فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے وہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کے لئے کہا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے اذان کہی جس کے نتیجے میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد نے تڑپایا اور اس قدر روئے کہ اس سے پہلے اتنی گریہ وزاری کبھی نہ سنی گئی۔

ہجر تیرا پانی منگے میں کھوہ اکھیاں دا گیڑاں
جی کردا اج سامنے بہہ کے درد پرانے چھیڑاں

(زرقانی، ج ۳، ص ۳۶۹۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۲۰۷۔
طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۳۶)

Marfat.com

ایک مرتبہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہیں کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال (رضی اللہ عنہ) یہ کیا زیادتی ہے کہ تم ہماری زیارت کو مدینہ طیبہ نہیں آتے فوراً بیدار ہوئے اور غمزدہ ہوئے اور سواری پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضری دی اور وہاں رونا شروع کر دیا اور اپنا چہرہ مزار سے ملنے لگے اتنے میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم دونوں شہزادے تشریف لے آئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان دونوں کو چومنے لگے اور اپنے سینے سے دونوں کو لگایا دونوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا ہماری آرزو ہے کہ آپ صبح کی اذان کہیں پس صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد کی چھت پر چڑھ گئے جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو مدینہ میں کہرام مچ گیا جب اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو کہرام اور زیادہ ہو گیا اور جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو عورتیں باہر آ گئیں اور کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اس دن مرد و زن اس قدر روئے کہ اس سے پہلے اتنی گریہ وزاری نہ سنی گئی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۲۰۷۔ زرقانی، ج ۳، ص ۳۷۰۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون، ج ۲، ص ۱۰۷)

جب مکہ معظمہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہی۔

(طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۳۴۔ مدارج النبوت، ج ۲، ص ۳۸۹)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینا بہت بڑی سعادت ہے اس سے آپ کی قدر و منزلت اور عظمت کو چار چاند لگ گئے کیونکہ کعبہ وہ مقام ہے کہ جس پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ساٹھ وہاں

Marfat.com

طواف کرنے والوں کے لئے چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس رحمتیں ان کے لئے نازل ہوتی ہیں جو کعبہ کا دیدار کرتے ہیں۔ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کسی دوسرے صحابی کو یہ عزت اور شرف حاصل نہیں ہوا۔ آپ پہلے مؤذن ہیں جنہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان دی۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اولیت:

جب بنو قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لائے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ چنانچہ قبیلہ اوس کا ایک گروہ اٹھا اور انہوں نے تعظیم و تکریم کے ساتھ آپ کو دراز گوش سے اتارا پھر آپ نے یہودیوں کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا جائے ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں اس فیصلہ پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تم نے ان کے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر کیا ہے جب حضرت سعد پر نزع کا عالم طاری ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرہانے کھڑے ہوئے اور ان کے سر کو اپنے زانوئے اقدس پر رکھا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی خدایا سعد نے تیرے راستے میں بڑی تکالیف برداشت کی ہیں تیرے رسول کی تصدیق کی الٰہی اس کی روح کو اپنے دوستوں کی طرح قبض کرنا جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو سنا اپنی آنکھوں کو کھولا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا بعد ازاں ان کی

Marfat.com

روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے کس صحابی نے وفات پائی ہے کہ اس کی روح کے استقبال کے لئے آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۲۴۴)

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا ان کا جنازہ اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے بنوقریظہ کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ وجہ نہیں بلکہ ان کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے ہیں انہوں نے ان کا جنازہ اٹھا رکھا ہے اور یہ فرشتے پہلے کبھی زمین پر نہیں آئے۔

(طبقات کبریٰ، ج ۳، ص ۴۲۹۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۲۳۵۔ اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۲۹۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نیک شخص کے لئے خدا کے عرش میں جنبش پیدا ہوئی۔ آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے پر حاضر ہوئے جو پہلے کبھی زمین پر نہ اترے پہلے ان (سعد) پر قبر تنگ ہوگئی لیکن پھر کشادہ ہوگئی۔

(طبقات کبریٰ، ج ۳، ص ۴۳۰)

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی گئی تو مٹی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی لحد تک خوشبو بدستور آتی رہی۔

(طبقات کبریٰ، ج ۳، ص ۴۳۱۔ مدارج، ج ۲، ص ۲۴۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک لشکر اکیدر رومہ کی طرف بھیجا اس لشکر نے وہاں سے ایک جبہ بھیجا جو ریشمی تھا اور سونے کی تاروں سے بُنا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا صحابہ اس جبے کو اپنے

Marfat.com

ہاتھوں سے چھونے لگے اور اس کی طرف دیکھنے لگے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس جبہ پر تعجب کرتے ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس سے بڑھ کر اچھا کپڑا دیکھا ہی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بہتر اور نرم ہیں۔

(سنن کبریٰ، ج ۳، ص ۲۷۔ بخاری شریف مصری، ج ۲، ص ۳۱۴)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے فرمایا تیرے آنسو کیوں نہیں تھمتے اور تجھ سے غم کا بوجھ کیوں نہیں ہلکا ہوتا جب کہ حال یہ ہے کہ تیرا بیٹا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ ہے کہ جن سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خندہ (جو اس کی شان کے لائق ہے) فرمایا اور اس کے لئے عرش ہلنے لگا۔

بِاَنَّ اِبْنِكَ اَوَّلُ مَنْ ضَحِكَ اللّٰهُ لَهٗ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔

(طبقات کبریٰ، ج ۳، ص ۴۳۴)

متذکرہ بالا امور سے ثابت ہوا کہ:

(۱) سب سے پہلے صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے۔

(۲) تمام صحابہ سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ سے خندہ (اپنی شان کے لائق) فرمایا۔

(۳) تمام صحابہ میں سے سب سے پہلے آپ کے لئے عرش نے حرکت کی۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں

Marfat.com

کو جاسوس بنا کر بھیجا تھا اور عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو جو عاصم بن عمر کے نانا تھے ان پر سردار بنایا تھا چنانچہ وہ چلے یہاں تک کہ جب مقام ہداۃ میں پہنچے اور وہ مقام عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ان کی خبر ہذیل کے ایک قبیلے کو جس کا نام بنولحیان ہے پہنچی انہوں نے ان کے مقابلے کے لئے دوسو آدمی بھیجے جو سب کے سب تیر انداز تھے پس وہ قدم کے نشانات پر چلے یہاں تک کہ انہوں نے ان کے کھائے ہوئے چھوہارے جو بطور زاد راہ مدینے سے لائے تھے دیکھے تو کہنے لگے کہ یہ یثرب کے چھوہارے ہیں پس وہ ان کے نشانات پر چلے یہاں تک کہ وہ ان کے پاس پہنچ گئے جب ان کو عاصم بن ثابت سردار لشکر اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا تو وہ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے اور کافروں نے انہیں گھیر لیا اور ان سے کہا کہ اترو اور اپنا ہاتھ ہمیں دے دو اور تمہارے لئے عہد و پیمان ہے کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ سردار لشکر نے کہا خدا کی قسم میں تو کسی کافر کی امان میں نہ اتروں گا یا اللہ ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے۔ پھر انہوں نے تیر مارنے شروع کئے یہاں تک کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو سات صحابہ سمیت شہید کر دیا اور تین آدمی ان کے پاس عہد و پیمان کے ساتھ اتر آئے۔ منجملہ ان کے حضرت خبیب انصاری رضی اللہ عنہ اور زید بن دثِنہ اور ایک اور آدمی تھے پھر جب کافروں نے ان پر قابو پایا تو اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان کو باندھ لیا۔ تیسرے آدمی نے کہا یہ پہلی وعدہ خلافی ہے۔ خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گا بے شک ان لوگوں کا ارادہ قتل کا معلوم ہوتا ہے پھر سب نے ان کو یکجا اور اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ رہیں مگر وہ نہ مانے تو ان لوگوں نے ان کو وہیں قتل کر دیا اور خبیب اور زید کو لے کر چلے یہاں تک کہ ان دونوں کو مکہ میں لے جا کر بیچ ڈالا یہ قصہ واقعہ بدر کے بعد کا ہے۔ پس خبیب کو

Marfat.com

حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا اور اس کی وجہ یہ تھی خبیب نے حارث بن عامر کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس خبیب ان لوگوں کے پاس قید رہے جب کفار آپ کے قتل کے لئے جمع ہوئے تو آپ نے حارث کی بیٹی سے اُسترا مانگا تاکہ اس سے زیر ناف کی صفائی کر لیں چنانچہ انہوں نے ان کو اُسترا دے دیا۔ بعد میں حضرت خبیب نے اس حال میں حارث کی بیٹی کے بیٹے کو اٹھا لیا کہ وہ غافل اور بے خبر تھی۔ آپ نے اس لڑکے کو اپنے زانو پر بٹھا لیا اور وہ عورت کہتی ہے کہ استہزاء ان کے ہاتھ میں دیکھ کر میں ڈر گئی۔ خبیب نے میرے چہرے کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہا کیا تم اس بات کا خوف کرتی ہو کہ میں اسے مار ڈالوں گا حالانکہ میں ایسا نہ کروں گا۔ حارث کی بیٹی کہتی ہے خدا کی قسم میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا اور خدا کی قسم ایک دن میں نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ انگور کا ایک خوشہ ان کے ہاتھ میں تھا وہ اس کو کھا رہے تھے حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس زمانے میں کوئی میوہ نہ تھا۔ وہ کہتی تھیں کہ یہ خدا کی طرف سے ان کے لئے رزق آیا تھا پھر وہ لوگ حرم سے باہر نکلے تاکہ خبیب کو قتل کر دیں۔ خبیب نے ان سے کہا مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں چنانچہ انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور انہوں نے دو رکعت نماز ادا کر لی۔ بعد میں فرمایا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ مجھے قتل کا خوف ہے تو میں نماز میں طوالت کرتا اور پھر فرمایا اے اللہ ان کو گن گن کر مار پھر فرمایا میں کچھ پرواہ نہیں کرتا جبکہ حالت اسلام میں قتل کیا جا رہا ہوں چاہے جس پہلو پر کروں اور یہ مصیبت تو خدا کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت دے دے پھر ان کو حارث کے بیٹے نے قتل کر دیا پس خبیب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر اس مرد مسلمان کے لئے جو قید کر کے قتل کیا جائے دو رکعت مسنون کر دیں۔

Marfat.com

فَکَانَ خُبَیْبٌ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الصَّلٰوۃَ لِمَنْ قُتِلَ صَبْرًا۔

(بخاری شریف مصری، ج ۲، ص ۱۷۷۔ سنن کبریٰ، ج ۹، ص ۱۴۵)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قتل سے پہلے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی اے اللہ یہاں کوئی ایسا قاصد نہیں جسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجوں تو میرا سلام اپنے رسول تک پہنچا دے۔ جبریل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جس دن حضرت خبیب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک السلام اور فرمایا قریش نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۵۹۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ خبیب رضی اللہ عنہ جس لکڑی سے لٹک رہے ہیں ان کو اس سے اتار لائیں یہ دونوں صحابی مقام تنعیم تک پہنچے انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ارد گرد چالیس آدمی نشے میں مخمور تھے ان دونوں صحابہ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو وہاں سے اتارا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی لاش کو اپنے گھوڑے پر رکھ لیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا جسم بالکل تروتازہ تھا۔ ان کے جسم کی کوئی شے گلی سڑی نہ تھی۔ مشرکین کو ان لوگوں کا علم ہو گیا مشرکوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو آلیا جب مشرکین ان کے پاس پہنچے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو زمین نے نگل لیا اس وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا نام بلیغ الارض (جسے زمین نگل جائے) ہے۔

(اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۰۵۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۴۱۹۔ خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۵۹۴)

علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

Marfat.com

فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ عِنْدَالْقَتْلِ۔

(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج ا، ص ۴۳۰)

یعنی حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعتیں پڑھیں۔

(سنن کبریٰ، ج ۹، ص ۱۰۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۴، ص ۳۶۹)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے مدینہ طیبہ میں جمعہ کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور نماز جمعہ ادا کی اور آپ ہی وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ جب اہل عقبہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی اور وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس آئے تو انہوں نے خفیہ طور پر اپنی قوم میں تبلیغ اسلام شروع کی اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کی خبر دی اور ان پر قرآن کی تلاوت کی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اور رافع بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ آپ اپنی طرف سے ایک آدمی کو ہمارے ہاں بھیج دیں جو یہاں کے لوگوں کو قرآن کے احکامات کی تبلیغ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو جو بنی عبدالدار کے بھائی تھے ان کی طرف بھیجا آپ کی دعوت کے نتیجے میں کئی لوگ ایمان لائے اور آپ کے ہاتھ پر اس قدر لوگ ہدایت یافتہ ہوئے کہ انصار کے بہت کم گھر ایسے تھے جہاں اسلام نہ پہنچا ورنہ تو اکثر گھروں کے اشراف آپ کے ہاتھ پر ایمان لے آئے ان میں عمرو بن جموح بھی مسلمان ہوئے جنہوں نے اپنے بتوں کو توڑ ڈالا اور مسلمان اہل مدینہ کے زیادہ باعزت

Marfat.com

تھے۔ بعد ازاں حضرت مصعب بن عمیر واپس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ آ گئے اور آپ کو مقری (قرآن پڑھانے والا) کہا جاتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۰۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ رہے تھے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ ان پر مینڈھے کی ایک کھال ہے جو ان سے کلام کر رہی ہے یہ منظر دیکھ کر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ قَدْ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ۔

ترجمہ: اس مرد کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو روشن کر دیا ہے۔

میں نے اسے اس حال میں دیکھا ہے کہ اس کے والدین اسے بہترین کھانا اور پانی دیتے تھے لیکن اب جس حال میں ہے تم دیکھ رہے ہو وہ خدا اور اس کے رسول کی محبت کا نتیجہ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۰۸)

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ کے پاس صرف ایک کپڑا تھا اور وہ ایسا تھا کہ اس سے جب آپ کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو آپ کا سر ننگا ہو جاتا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔

(اسد الغابہ معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۳۷۰)

آپ نے اُحد میں شہادت پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان اُحد سے لوٹنے لگے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی قبور پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّكُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ اللّٰهِ فَزُوْرُوْهُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ

Marfat.com

بِیَدِہٖ لَا یُسَلِّمُ عَلَیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا رَدُّوْا عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: پس گواہی دیتا ہوں کہ تم زندہ ہوا ے لوگو ان کی (قبور کی) زیارت کیا کرو اور ان پر سلام پیش کرنا قسم ہے اس ذات کی جس کے اختیار میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی ان کو آ کر سلام کرے گا یہ اس کو اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (حلیۃ الاولیاء شرح الصدور، ج۱، ص ۱۰۸)

پس معلوم ہوا کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ہجرت کی اور سب سے پہلے آپ نے مدینہ میں جمعہ کی نماز قائم کی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اولیت:

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اسلام کے وہ پہلے فرزند ہیں جنہوں نے مسجد تعمیر کی ہے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۴، ص ۴۶)

آپ وہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک عمار سر سے لے کر پاؤں تک ایمان سے لبریز ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص ۱۳۹)

منصور بن مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سات ہستیوں نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا جب کفار نے ان حضرات کو اذیت دینی شروع کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع تو آپ کے چچا ابو طالب نے کیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دفاع ان کی قوم نے کیا لیکن باقی پانچ حضرات کا یہ حال تھا کہ مشرکین ان کو لوہے کی

Marfat.com

زرعیں پہنا کر سخت دھوپ میں ڈال دیتے جن سے ان کو سخت اذیت ہوتی۔ رات کے وقت ابوجہل ہاتھ میں نیزہ لے کر آتا اور ان حضرات کو نیزہ چبھاتا اور گالیاں دیتا۔ (اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۴۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۴۰۔ بیہقی شریف، ج ۸، ص ۲۰۹)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطحاء میں میری ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس مقام سے ہوا جہاں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کو مشرکین اذیتیں دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۴۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جنت چار آدمیوں کا اشتیاق رکھتی ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ۔ (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج ۱، ص ۱۴۳)۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی دوران گفتگو میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کر دیئے جس کی شکایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شکایت کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور انہوں نے آتے ہی پھر سخت کلامی سے کام لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اس پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھ رہے ہیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کیسا کلام کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا جس نے عمار رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی اس

Marfat.com

نے اللہ سے دشمنی کی جس نے عمار رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا اللہ اس سے ناراض ہو۔

جنگ صفین کے دن حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے احباب سے فرمایا مجھے کچھ پلاؤ انہوں نے آپ کو دودھ پلایا۔ آپ نے پی لیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار تو اپنی زندگی کی انتہا پر دودھ پیئے گا چنانچہ بعد میں آپ نے لڑائی میں حصہ لیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر چورانوے سال تھی۔

(حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص ۱۴۱۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۴، ص ۴۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور سب سے پہلے راہ خدا میں کافر کا خون بہایا چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ج۲، ص ۳۹۲۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج۲، ص ۲۹۰۔ کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ج۲، ص ۳۳۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج۲، ص ۲۱)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مکہ میں چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ انہی ایام میں حضرت سعد بن ابی وقاص چند صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ کی ایک گھاٹی میں تھے کہ چند مشرکوں سے سامنا ہو گیا۔ یہ دونوں گروہ آپس میں نفرت کرتے ہوئے ایک دوسرے کے مذہب پر نکتہ چینی

Marfat.com

کرنے لگے تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپس میں لڑنے لگے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک مشرک کے سر میں اونٹ کی ہڈی مار کر اس کا سر زخمی کر دیا خون بہنے لگا۔

فَكَانَ اَوَّلَ دَمٍ اُرِيْقَ فِي الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ: یہ اسلام میں پہلا خون بہایا گیا۔

(کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ج ۲، ص ۳۳۔

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۲، ص ۲۹۰)

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت صحابی ہیں جن کے حق میں چار آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں چنانچہ سید الفقہاء والمحدثین رأس الحکماء والمتکلمین امام المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا شیخ احمد المعروف ملا جیون نے لکھا ہے: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے حق میں چار آیات نازل ہوئی ہیں۔

(۱) میں نے بدر کے دن ایک تلوار (مال غنیمت سے) اٹھا لی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرما دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں سے اٹھائی ہے وہیں رکھ دو میں نے تین مرتبہ تلوار مانگی تو خدا نے آیت نازل فرمائی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔

ترجمہ: آپ سے مال غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

(۲) ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لانے کو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنا سارا مال راہ خدا میں تقسیم کر دوں۔ حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی عرض کی آدھا مال تقسیم کر دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا پھر عرض کی تیسرا حصہ تقسیم کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ○

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ میرے پاس کچھ انصاری اور مہاجر لوگ تشریف لائے اور انہوں نے کہا ہمارے ساتھ آؤ ہم تمہیں کھانا اور شراب پلائیں گے اور یہ بات حرمت شراب سے پہلے کی ہے میں ان کے ساتھ ایک باغ میں آ گیا ان کے پاس وہاں اونٹنی کی سری بھنی ہوئی رکھی تھی اور شراب بھی موجود تھی۔ میں نے ان کے ساتھ مل کر کھانا بھی کھایا شراب بھی پی میں نے وہاں انصار اور مہاجرین کا تذکرہ چھیڑ دیا اور کہا کہ مہاجرین انصار سے بہتر ہیں اس پر ان میں سے ایک آدمی نے اونٹنی کے سر کی ہڈی مجھے دے ماری جس سے میری ناک زخمی ہو گئی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر اس کی شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب جوا، بت اور پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(۴) جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ان کی والدہ حمنہ بنت ابی سفیان نے کہا یہ تو نے کونسا مذہب اختیار کر لیا ہے۔

وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى اَمُوْتَ اَوْ تَكْفُرَ○

ترجمہ: خدا کی قسم میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی جب

Marfat.com

تک یہیں نہ مر جاؤں یا تو اپنے دین سے پھر نہ جائے۔

چنانچہ انہوں نے تین دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے پاس آئے اور فرمایا:

يَا أُمَّاهُ لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَاتَرَكْتُ دِيْنِي اِنْ شِئْتِ كُلِي وَاِنْ شِئْتِ فَلَا تَاكُلِي فَلَمَّا اَلَسْتُ مِنْهُ اَكَلَتْ وَشَرِبَتْ۔

ترجمہ: اے ماں اگر تجھ میں سو روحیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں اپنے دین کو نہ چھوڑوں گا دل چاہے کھا اور دل چاہے تو نہ کھا جب آپ کی والدہ مایوس ہو گئیں تو انہوں کھانا پینا شروع کر دیا۔

(تفسیرات احمدیہ، ص ۲۴۲۔ تفسیر مظہری، ج ۷، ص ۱۹۲۔ الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۹۷۔ تفسیر قرطبی، ج ۱۳، ص ۳۲۸۔ تفسیر خازن، ج ۵، ص ۱۵۶۔ تفسیر معالم التنزیل، ج ۵، ص ۱۵۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةَ وَدَخَلَ سَعْدُ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ۔

ترجمہ: اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا وہ جنتی مرد ہوگا پس سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوئے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۹۸)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے تین دن پہلے ایک خواب دیکھا کہ میں ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ہوں کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا اچانک چاند کی روشنی ہوئی میں چاند کی روشنی کے پیچھے پیچھے ہو لیا چاند میں ان لوگوں کو دیکھنے لگا

Marfat.com

جنہوں نے مجھ سے پہلے اس چاند کو پالیا میں نے زید بن حارثہ علی ابن ابی طالب اور ابوبکر رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور میں نے ان سے سوال کیا کہ تم اس چاند تک کب پہنچے جب خواب سے بیدار ہوا تو مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں اجیاد کی گھاٹی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملا جبکہ آپ نماز عصر پڑھ کر فارغ ہوئے تھے میں نے عرض کی آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں فرمایا اس بات کی گواہی دو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ پس میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ پس مجھ سے پہلے متذکرہ تین حضرات ایمان لائے تھے۔

(اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۹۲۔ الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی بارگاہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں ہے کسی کا ایسا ماموں۔ (اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۹۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ سعد جب بھی دعا مانگے۔ اس کی دعا کو قبول فرما اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ جب بھی دعا مانگتے قبول ہوتی اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی اور لوگ آپ کی دعا سے ڈرتے تھے۔ (اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۹۱)

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گورنر کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حالات کی تحقیق کے لئے کوفہ بھیجا وہ آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لے کر کوفہ کی مساجد میں پھرا سب نے کہا کہ یہ اچھے آدمی ہیں مگر ایک آدمی نے کہا کہ سعد برابر تقسیم نہیں کرتے لشکر کے

Marfat.com

ساتھ نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلے میں انصاف نہیں کرتے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّ مَنْہُ لِلْفِتَنِ۔

ترجمہ: اے میرے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر طویل کر اور اس کے فقر کو طویل کر اور اس کو فتنوں کے واسطے نشانہ بنا۔

عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس کو ایسے حال میں دیکھا کہ وہ ایسا شیخ کبیر ہو گیا تھا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے گر پڑیں تھیں اور وہ محتاج ہو لیا تھا اور طرہ چلتی چھوٹی لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اگر اس سے کوئی پوچھتا کہ تیرا کیا حال ہے تو کہتا کہ سعد کی دعا کی بنا پر شیخ کبیر ہوں فتنے میں مبتلا ہو گیا ہوں۔

(خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۴۳۲۔ سنن کبریٰ، ج ۲، ص ۶۵)

حضرت عثمان بن عامر ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت ابو قحافہ و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں اور آپ نے سب سے پہلے اسلام میں خضاب لگا ہے اور اس کی صورت اس طرح ہوئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اپنا لشکر لے کر مکہ کے قریب پہنچے تو ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا مجھے ذرا کوہ ابو قیس پر لے چلو اور آپ اس وقت نابینا تھے آپ کی بیٹی آپ کو پہاڑ پر لے گئیں آپ نے پوچھا اے بیٹی تجھے کیا نظر آ رہا ہے کہا میں دیکھ رہی ہوں کہ ایک جگہ بہت بڑی سیاہی جمع ہے اور ایک آدمی کو آگے پیچھے آتے جاتے دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ لشکر ہے اور لشکر کے آگے پیچھے جانے والا سردار ہے۔ فرمایا آپ نے اپنی بیٹی سے پوچھا اب

Marfat.com

تو کیا دیکھتی ہے اس نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ وہ سیاہی یعنی لشکر پھیل گیا ہے۔
آپ نے فرمایا اگر لشکر پھیل گیا ہے تو مجھے جلدی گھر لے چلو آپ کی بیٹی جلدی سے گھر کی طرف آپ کو لے کر چلی آپ کی بیٹی کہتی ہے جب میں آپ کو لے کر ابطح کی طرف اتری تو لشکر مکہ میں داخل ہو چکا تھا اور ان کے گلے میں چاندی کا ایک طوق تھا ایک مجاہد نے ان کے گلے سے وہ اتار لیا جب مکہ فتح ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نکلے اور اپنے والد ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس بوڑھے کو گھر میں ہی رہنے دیتے میں خود ان کے پاس آجاتا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ زیادہ حق دار تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اسلام قبول کرلو سلامتی سے رہو گے اور بعد ازاں آپ نے فرمایا اے صدیق (رضی اللہ عنہ) ان کے سر اور داڑھی کے بالوں کا رنگ تبدیل کر دو لیکن سیاہی سے اجتناب کرنا چنانچہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کتم کا خضاب لگایا۔ آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے داڑھی کا رنگ بدلا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۳، ص ۳۷۴۔
کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ج ۳، ص ۹۳)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولیات:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں اس لئے رشتہ میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ

Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سر اپنی گود میں لئے بیٹھی ہیں اور ان کو بار بار چوم رہی ہیں تو سرکار نے فرمایا اے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کیا تم معاویہ سے محبت کرتی ہو انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ محبت کروں کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور رسول بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ (تطہیر الجنان، ص ۱۴)

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کی اکہ اے خدایا جس کے گھر میں مَیں رشتہ کروں اور جو میرے گھر میں رشتہ کرے وہ جنت میں میرا ساتھی ہو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمالیا۔ (تطہیر الجہنان، ص ۱۴)

ان دونوں احادیث پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے محبت کرتے ہیں اور جو خدا اور اس کے رسول کا محبوب بندہ ہو وہ گمراہ یا فاسق و فاجر نہیں ہوسکتا اور پھر یہ خدا کا کتنا بڑا فضل ہے آپ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ لے کر آپ کو جنت میں اپنا ساتھی بنالیا۔

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الریاض النضرۃ میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی جس میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ کے فضائل مروی ہیں اس کے آخر میں یہ بھی مروی ہے۔

صَاحِبُ السِّرِّیْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَقَدْ نَجَا وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَقَدْ ھَلَكَ۔ (تطہیر الجنان، ص ۱۳۔ الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۱)

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان میرے صاحب اسرار ہیں جس نے ان تمام سے محبت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا ہلاک ہوگیا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا۔

ترجمہ: اے اللہ امیر معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔

(تطہیر الجنان، ص ۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۰۸)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔

(حجۃ اللہ، ص ۵۷۷۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۴۰۱)

ترجمہ: اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے نجات دے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن سے کہا اے ابا سعید یہاں کچھ لوگ ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ دوزخی میں آپ نے فرمایا خدا ایسے لوگوں پر لعنت کرے ان کو کیا معلوم کہ کون دوزخی ہے۔ (الاستیعاب، ج ۳، ص ۴۰۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اچھا سردار نہیں دیکھا۔

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(الاستیعاب، ج ۳، ص ۳۹۷)

اَلْاُمَنَاءُ عِنْدَ اللّٰهِ جِبْرِيْلُ وَاَنَا وَمُعَاوِيَةُ۔

(تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۹۹)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک امین جبریل، میں اور معاویہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَأَیْتُمْ مُعَاوِیَۃَ یَخْطُبُ عَلٰی مِنْبَرِیْ فَاقْبَلُوْہُ فَاِنَّہٗ اَمِیْنٌ مَّامُوْنٌ۔

(تاریخ بغداد، ج ا، ص ۲۵۹)

ترجمہ: جب تم معاویہ کو میرے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھو تو اس کی طرف آؤ اس کی بات سنو کیونکہ وہ امانتدار ہے اور امن میں آیا ہوا ہے۔

کسی نے حضرت معافی بن عمران رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ معاویہ عمر بن عبدالعزیز کی طرح ہیں آپ اس بات پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کرو۔ حضرت معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رشتہ دار اور کاتب وحی ہیں اور اللہ کی وحی پر امین ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ اور رشتہ داروں کو میرے لئے چھوڑ دو جس نے ان کو گالیاں دیں اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (تاریخ بغداد، ج ا، ص ۲۰۹)

کسی نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر جہاد میں واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں خیال رہے کہ عبداللہ بن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم، زہد، تقویٰ اور امامت پر تمام امت رسول متفق ہے اور ان سے حضرت خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔ (تطہیر الجنان، ص ۱۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقام ہے کہ علامہ حافظ ابونعیم نے لکھا ہے کہ ابو اسامہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

بَرَاۗءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ الِيْمٍ۔

ترجمہ: اللہ غالب حکمت نے عمر بن عبدالعزیز کو دردناک دن کے عذاب سے نجات دے دی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۵، ص ۳۳۶)

مقام غور کہ جب حضرت امیر معاویہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ہزارہا گنا افضل ہیں اور عمر بن عبدالعزیز جنتی ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیوں نہ جنتی ہوں گے اور عبداللہ بن مبارک جن کا یہ قول ہے کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ بڑے پایہ کے روحانی بزرگ ہیں علامہ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ فریابی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا فرمایا:

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ○

ترجمہ: وہ (عبداللہ بن مبارک) ان لوگوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا (اور وہ) انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ ہیں اور ان کا ساتھ کیسا اچھا ہے۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۶۹)

حضرت وحشی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم سے چھو رہا ہے۔ عرض کی میرا پیٹ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ معاویہ کے پیٹ کو علم وحلم سے بھر دے یہی وجہ ہے کہ آپ علم و حلم میں تمام صحابہ میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۵۷۷)

Marfat.com

اور ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَمَكِّنْ لَهٗ فِي الْبِلَادِ وَقِهِ الْعَذَابَ۔

ترجمہ: اے اللہ اسے (معاویہ) کو کتاب کا علم دے اور اسے شہروں میں تمکنت دے اور عذاب سے نجات دے۔

اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عامل مقرر کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گورنر مقرر کیا اور ملک شام میں بیس سال امیر رہے اور پھر بیس سال خلیفہ بن کر زندگی گزاری۔

(حجتہ اللہ علی العالمین، ص ۵۷۷)

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر ملک شام کی طرف روانہ فرمایا تو اس لشکر میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جب یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا تو آپ نے یزید کی جگہ ان کے بھائی معاویہ کو ملک شام کا گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یزید کی وفات پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے تعزیت کی ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا یزید کی جگہ آپ نے کس کو گورنر مقرر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بھائی معاویہ کو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے یا امیر المومنین آپ نے صلہ رحمی کا خوب خیال رکھا۔

(اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ، ج ۴، ص ۳۸۵)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

قَدْ صَحَّ اِنَّهٗ كَانَ اِمَامًا عَادِلًا فِيْ حُقُوْقِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَفِيْ حُقُوْقِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

Marfat.com

ترجمہ: یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ حقوق اللہ اور حقوق مسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل ہیں۔

(دفتر اول مکتوب، ص ۲۵۱)

سرتاج اولیاء سند الاصفیاء حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے ابن رسول غریب و مفلس عیالدار ہوں۔ میرے لئے آپ کی طرف سے آج شب کے کھانے کا انتظام ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا ہمارا رزق راستہ میں ہے وہ پہنچ جانے دو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ امیر معاویہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں پانچ تھیلیاں آئیں ہر ایک میں ہزار ہزار اشرفیاں تھیں اور لانے والوں نے پیغام دیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ معذرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معمولی نذرانہ اپنی معمولی ضرورتوں میں خرچ کریں اس کے بعد اس سے بہت زیادہ حاضر کیا جائے گا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس فقیر کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے دے دیں۔ (کشف المحجوب، ص ۱۸۵)

اس واقعہ سے چند امور کا پتہ چلا:

(۱) امام حسین رضی اللہ عنہ نے غیب کی خبر دی۔

(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے محبت تھی اور ان کی خدمت میں بھاری رقوم بطور نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔

(۳) امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخلص مومن سمجھتے تھے۔ متقی عادل اور خلیفہ برحق جانتے تھے ورنہ ان سے نذرانے وصول نہ کرتے کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ جیسے امام برحق کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ فاسق و فاجر سے نذرانہ وصول پائیں۔

Marfat.com

(۴) امام حسین رضی اللہ عنہ بہت بڑے سخی تھے کہ ساری رقم سائل کے حوالے کر دی اور ایک دینار بھی اپنی ضرورت کے لئے صرف نہیں کیا۔

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے وصیت فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مجھے بطور کفن پہنائی جائے اور وہ قمیص میرے جسم کے ساتھ لگی رہی اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخنوں کے تراشے ہیں میری وفات پر ان کو میرے منہ اور میری آنکھوں پر رکھ دیا جائے اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دیا جائے چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تبرکات کو ساتھ لے کر آپ قبر میں آرام فرما ہوئے۔

(اسد الغابہ معرفۃ الصحابہ، ص ۳۷۸)

ان تبرکات کا آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل حدیث پر غور فرمائیں۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے روم میں انطاکیہ جیسا شہر کوئی نہ دیکھا اور اس شہر سے زیادہ کسی دوسرے شہر میں بارش برستی نہیں دیکھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر کی غاروں میں سے ایک غار میں تورات، عصائے موسوی، الواح کے ٹکڑے اور سلیمان بن داؤد کا دسترخوان ہے جب بھی بادل اس غار کے سامنے آتا ہے تو اپنی تمام برکات نازل کر دیتا ہے۔ (تاریخ بغداد، ج۹، ص ۴۷۱)

مقام غور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تبرکات کی یہ عظمت ہے کہ جہاں وہ رکھے ہوئے ہیں وہاں خدا کی طرف سے برکتوں کا نزول ہوتا ہے تو امام الانبیاء کے تبرکات کی کیا شان ہو گی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں خدا تعالیٰ کی کتنی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہوں گی۔

Marfat.com

مندرجہ بالا چند حقائق اس لئے تحریر کیے ہیں کہ وہ لوگ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ صرف یہ کہ اچھے خیالات نہیں رکھتے بلکہ ان کی شان میں نازیبا کلمات بھی استعمال بھی کرتے رہتے ہیں ان دلائل سے آگاہ ہو کر احتیاط سے کام لیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سب وشتم سے کف لسان کریں اوران کے متعلق اپنے نظریات بالکل ایسے بنالیں جیسے ان بزرگوں کے تھے جن کا مذکورہ بالا بحث میں ذکر ہوا۔

اب سنئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولیات:

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے حکمران ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو ولی عہد مقرر کیا۔

(۲) آپ پہلے بادشاہ ہیں اسلام میں۔

(۳) آپ پہلے حکمران ہیں جنہوں نے منبر کے پندرہ درجے بنوائے۔

(۴) آپ پہلے فرماں روا ہیں جنہوں نے اپنے لئے محافظ مقرر کیے۔

(۵) آپ نے ہی سب سے پہلے مسجدوں میں حجرے بنوائے۔

(۶) آپ نے سب سے پہلے مجرموں کو بیڑیاں پہنائیں۔

(۷) آپ نے ہی سب سے پہلے عدالتی مہر کو رواج دیا۔

(الاستیعاب، ج۳، ص۴۰۰)

(۸) آپ اسلام میں پہلے خطیب ہیں جنہوں نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔

(سنن کبریٰ، ج۲، ص۱۹۷)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

ومن یکون یطعن فی معاویہ فذاك كلب من كلاب الهاويه۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۵۲)

Marfat.com

جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے، وہ جہنم کے کُتوں میں ایک کُتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت عبداللہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اپنی قوم غفار کو چھوڑ کر چلے اور ہماری قوم کے لوگ حرام کے مہینے کو حلال جانتے تھے میں میرا بھائی انیس اور میری ماں قوم کو چھوڑ کر اپنے ماموں کے ہاں چلے گئے۔ ہمارے ماموں نے ہمارے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا ان کی قوم نے ہمارے ساتھ حسد کیا اور ہمارے ماموں سے کہا جب تو باہر جاتا ہے تو انیس تیری اہلیہ کے ساتھ بدکاری کرتا ہے ہمارے ماموں نے اس بات کی شہرت کر دی جو اس سے کہی گئی میں نے کہا جو تو نے ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا تھا اس پر تو نے پانی پھیر دیا آج کے بعد تمہارے ساتھ ہمارا رہنا مناسب نہیں ہم نے اپنا سامان اپنے اونٹ پر لادا تو ہمارے ماموں اپنے چہرے کو ڈھانپ کر رونے لگے۔ ہم وہاں سے چلے اور مکہ کے سامنے اُترے۔ انیس نے ایک آدمی کے ساتھ اپنی مثل اونٹوں کی شرط لگائی دونوں شرط لگانے والے کاہن کے پاس آئے کاہن نے کہا انیس اپنی شرط میں ٹھیک ہے انیس ہمارے اونٹوں کے ساتھ اتنے ہی اونٹ اور لے آیا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے پہلے نماز پڑھی۔ عبداللہ نے پوچھا کس کے لئے کہا اللہ کے لئے اس نے پوچھا نماز میں منہ کدھر کرتے تھے کہا جدھر خدا کر دیتا تھا میں نے نماز عشاء پڑھی جب رات کا آخری حصہ ہو گیا تو میں کمبل کی طرح پڑا رہا یہاں تک کہ آفتاب چڑھ آیا انیس نے مجھ سے کہا مکہ میں مجھے کام ہے میں وہ کر آؤں۔ انیس مکہ چلا گیا اس نے واپسی میں دیر لگائی پھر آیا

Marfat.com

تو میں نے کہا کیا خبر لائے اس نے کہا میں مکہ میں ایک آدمی سے ملا ہوں جو تیرے دین پر ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس نے کہا شاعر کاہن اور جادوگر کہتے ہیں اور انیس بھی شاعر تھا۔ انیس نے کہا میں نے کاہنوں کی باتیں بھی سنی ہیں۔ رسول کی باتیں کاہنوں جیسی نہیں ہیں میں نے ان کی باتوں کو شعراء کے کلام پر پرکھا ہے میرے بعد کوئی نہ کہے گا کہ رسول کی باتیں شاعرانہ کلام ہیں۔ وہ نبی سچا اور لوگ جھوٹے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے خود جانے دو میں جا کر دیکھتا ہوں میں مکہ میں آیا اور ایک کمزور آدمی کو تلاش کیا اور اس سے پوچھا وہ کہاں ہے جسے تم صابی کہتے ہو اس نے میری طرف اشارہ کر کے لوگوں سے کہا یہ صابی ہے اہل وادی مٹی کے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش آیا تو کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سرخ بت میں نے آب زم زم کے پاس آ کر اپنے خون کو دھویا اور پانی پیا۔ اے میرے بھائی بیٹے میں تیس دن رات رہا میرا کھانا پینا صرف آب زم زم تھا۔ میں یہاں تک موٹا ہو گیا کہ میرے پیٹ کے بل جھک گئے اور میں نے بھوک کی کمزوری محسوس نہ کی چاندنی رات تھی اہل مکہ سو گئے اور کوئی طواف کرنے والا نہ تھا دو عورتیں تھیں جو اساف اور نائلہ بتوں کو پکارتی تھیں وہ دونوں طواف کرتی ہوئیں میرے پاس آئیں میں نے کہا اساف اور نائلہ کی شادی کر دو وہ طواف کرنے سے نہ رکیں پھر جب میرے قریب آئیں تو میں نے کہا ان کے لئے لکڑی کی مثل اور مجھے کنایۃً بات کرنی نہ آئی تھی وہ دونوں میرے لئے دعائے ہلاکت مانگتے ہوئے چلیں اور کہا کاش اس وقت ہمارے مردوں میں سے کوئی یہاں ہوتا جب وہ جا رہی تھیں تو ان کا سامنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور وہ دونوں پہاڑ سے اُتر رہے تھے۔ انہوں نے عورتوں سے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے کہا کعبہ اور غلاف کے درمیان ایک صابی چھپا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس نے تم سے کیا کہا ہے انہوں نے کہا اس نے ایک ایسی بات کہی ہے جس سے منہ بھر جاتا ہے یعنی وہ بڑی گندی گالی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور کعبہ کا طواف شروع کر دیا۔ آپ کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی طواف شروع کیا پھر نماز پڑھی جب نماز ختم ہوئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پہلا آدمی ہوں جس نے اسلامی طریقے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ پھر پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کی میں قبیلہ غفار سے ہوں۔ آپ نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلیاں اپنی پیشانی پر رکھ لیں میں نے اپنے دل میں کہا میرے غفار کی طرف نسبت کرنے کو آپ نے پسند نہیں فرمایا میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا تو ان کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے مجھے منع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس اٹھایا اور پوچھا تو یہاں کب سے ہے میں نے کہا میں تیس دن رات سے یہاں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے کھانا کون دیتا ہے میں نے عرض کی میرا کھانا پینا آب زم زم ہے۔ میں تو یہاں تک موٹا ہو گیا ہوں کہ میرے پیٹ کے بل جھک گئے ہیں اور مجھے بھوک کی بنا پر کمزوری محسوس نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ برکت والا ہے، یہ خوراک کا کام بھی دیتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے آج رات میں ان کو کھانا کھلاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چلے میں بھی ان کے ساتھ چلا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا وہ ہمارے لئے طائف کے خشک انگور لائے یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ

Marfat.com

میں کھایا پھر بچ گیا جو بچ گیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ کھجور والی زمین کی طرف چلا جاؤں گا اور میرے خیال میں وہ یثرب ہے کیا تو میری طرف سے اپنی قوم کو تبلیغ کرے گا۔ اللہ ان کو نفع اور تجھے ثواب دے گا۔ میں انیس کے پاس آیا اس نے مجھ سے پوچھا تو نے کیا کیا میں نے کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ تصدیق کی نبی کی، اس نے کہا میں بھی تیرے دین سے انکار نہیں کرتا میں نے بھی اسلام قبول کیا اور نبی پاک ﷺ کی تصدیق کی۔ ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے اس نے کہا میں تم دونوں کے دین کی منکر نہیں میں بھی اسلام لائی اور تصدیق کی ہم نے وہاں سے کوچ کیا اور اپنی قوم کے پاس آ گئے ہماری قوم غفار آدھی مسلمان ہو گئی اور ان کا امام ایما بن رحضہ الغفاری تھا اور ان کا سردار تھا باقی نصف قوم نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو باقی قوم بھی ایمان لے آئی۔

(سنن کبریٰ، ج ۵، ص ۱۴۷۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۹۵)

حضرت ابوذر غفاری کی اولیت یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اسلامی طریقے سے حضور ﷺ کو سلام کیا۔

كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ۔

ترجمہ: میں پہلا آدمی ہوں جس نے اسلامی طریقے سے آپ کو سلام کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اس حال میں

Marfat.com

مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی کہ آپ حاملہ تھیں۔ مدینہ کے یہودیوں نے یہ بات مشہور کر دی تھی کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد آپ اسلام میں پہلے نومولود ہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور منہ میں رکھ کر نرم کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں اس کا تھوڑا سا حصہ ڈال دیا اس طرح سب سے پہلی چیز جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔ (اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۶۱)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بہت روزے رکھنے والے راتوں کو طویل قیام کرنے والے اور پیکر شجاعت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زمانے کو تین راتوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک رات صبح تک قیام فرماتے دوسری رات صبح تک رکوع میں رہتے تیسری رات صبح تک سجدے میں رہتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک ہی رکعت میں سورہ بقرہ، آل عمران، النساء اور المائدہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک وصلی روزہ رکھتے تھے۔ (اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۶۳)

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں نے بیس ہزار کا لشکر لے کر افریقہ کی فتح کا قصد کیا تو آپ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ اس لشکر کے سپہ سالار تھے۔ مقابلے میں جرجیر ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر آیا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئے تو جرجیر نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ مسلمانوں کے لشکر کو گھیرے میں لے لو مسلمان بہت بڑے خطرے میں گھر گئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جرجیر کو دیکھا کہ صفوں کے پیچھے ایک خچر پر سوار ہے اور لڑکیاں اس کے سر پر مور کے

Marfat.com

پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ میں عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ میری پشت پر چند بہادر کھڑے کر دو جو میری پشت پناہی کریں کیونکہ میں جرجیر کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے میرے ساتھ بہادروں کی ایک جماعت کر دی اور ان کو تاکیدی حکم دیا کہ وہ ہوشیاری سے میری پشت کی حفاظت کریں میں نے اس جماعت کے ساتھ آگے بڑھ کر ان کی صفوں کو چیرا وہ سمجھے کہ شاید میں جرجیر کے پاس کوئی پیغام لے کر جا رہا ہوں۔ جب میں اس کے قریب پہنچا اس نے مجھ سے خوف محسوس کیا اور خچر پر بھاگا میں نے آگے بڑھ کر اس جرجیر کو نیزہ مارا اور پھر اس پر تلوار سے وار کیا اور اس کا سر پکڑ کر اس میں نیزہ پیوست کر دیا اور نعرہ تکبیر بلند کیا یہ دیکھ کر کفار بھاگنے لگے مسلمانوں نے تعاقب کیا بہت سے کافروں کو قتل کیا بہت سے قیدی بنا لئے گئے بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا یہ پہلا موقع تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے کارنامے کی شہرت ہوئی۔

فَكَانَ هٰذَا اَوَّلُ مَوْقِفٍ اِشْتَهَرَ فِيْهِ اَمْرُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۵۲۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۶۲)

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولیت:

اَوَّلُ لِوَاءٍ عُقِدَ فِي الْاِسْلَامِ لِوَاءُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَاَوَّلُ مَغْنَمٍ قُسِمَ فِي الْاِسْلَامِ مَغْنَمُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (حلیۃ، ج ۱، ص ۱۰۸)

اسلام میں پہلا جھنڈا جو باندھا گیا وہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا جھنڈا تھا اور پہلا مال غنیمت جو تقسیم کیا گیا وہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا مال غنیمت تھا۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں بڑے بہادر اور دلیر تھے چنانچہ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آؤ مل کر دعا کریں ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق دعا کرے اور دوسرا آمین کہے کہ یہ قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا فرمائی پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی یا اللہ جب کل کولڑائی ہوتو میرے مقابلے میں بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ کرنے والا ہو وہ مجھ پر سختی سے حملہ کرے اور میں بھی اس پر زور دار حملہ کروں پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کر دوں اور اس کی غنیمت حاصل کروں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی اور اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے اللہ کل میرا مقابلہ ایک بہادر سے ہو جو سخت حملہ کرنے والا ہو میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے پھر میرے ناک کان کاٹ ڈالے پھر قیامت کے دن جب تیرے سامنے میری پیشی ہوتو تُو پوچھے اے عبداللہ تیرے کان ناک کیوں کاٹے گئے میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول کے راستے میں کاٹے گئے پھر تو کہے سچ ہے میرے ہی راستے میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی اور دونوں حضرات کی دعائیں ان کے حسب منشاء قبول ہوئیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری دعا سے بہتر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعا تھی میں نے شام کو دیکھا ان کے کان ناک ایک دھاگے میں پروئے ہوئے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۰۹۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۳، ص ۱۳۱)

غزوۂ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی

Marfat.com

اور عرصہ تک بعد میں رہی اور دو سو دینار میں فروخت ہوئی۔

(اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولیات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک فوجی دستے کا امیر بنایا اس طرح آپ اسلام میں پہلے امیر بنائے گئے۔

(۲) آپ رضی اللہ عنہ نے کفار پر فتح حاصل کی ان کے مال کو مال غنیمت بنایا اس مال سے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ پہلا مال غنیمت اور اسلام میں پہلا خمس تھا۔

(۳) اسلام میں جو پہلا جھنڈا لہرایا گیا وہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا جھنڈا تھا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۰۸۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۳۱، سنن کبریٰ، ج ۶، ص ۳۱۶، ج ۳، ص ۳۶۳)

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ان مبارک ہستیوں میں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو امتحان کے لئے پیش کیا اور اللہ کی راہ میں سخت سے سخت تکالیف اٹھائیں شروع میں پانچ چھ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے اس لئے بہت زیادہ تکالیف برداشت کیں ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا جس سے آفتاب کی حرارت اور تپش سے بہت پسینہ آتا اکثر اوقات بالکل سیدھا گرم ریت پر لٹا دیا جاتا جس کی وجہ سے کمر کا گوشت تک گل کر گر گیا تھا۔ یہ ایک عورت کے غلام تھے اس کو یہ خبر پہنچی کہ یہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں تو اس کی سزا میں لوہے کو گرم کر کے ان کے سر کو اس سے داغ دیتی تھی ایک مرتبہ

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت خباب سے ان کی تکالیف کی بابت پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری کمر دیکھ لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کمر دیکھ کر فرمایا کہ ایسی کمر تو کسی کی دیکھی ہی نہیں۔ انہوں نے عرض کی مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا گیا میری کمر کی چربی اور خون سے آگ بجھی ان حالات کے باوجود جب اسلام کی ترقی ہوئی اور فتوحات کا دروازہ کھلا تو اس پر رویا کرتے تھے کہ خدانخواستہ ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں دنیا ہی میں تو نہیں مل گیا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۳ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں فوت ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزران کی قبر پر ہوا تو ارشاد فرمایا اللہ خباب پر رحم فرمائے اپنی رغبت سے مسلمان ہوا اور خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گزاری اور بڑے مصائب برداشت کئے۔

وَهُوَ اَوَّلَ مَنْ دُفِنَ بِظَهْرِ الْكُوْفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ۔

(اسد الغابہ، ج ۲، ص ۹۸۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۴۳)

آپ رضی اللہ عنہ کوفہ میں سب سے پہلے دفن کئے گئے۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب حضرت خباب اور ان کے ساتھیوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا سہارے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے ہماری امداد کی دعا کیوں نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا تم سے پہلوں کو اسی طرح آزمایا گیا کہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ لیا جاتا زمین میں گڑھا کھود کر اس کو اس

Marfat.com

میں کھڑا کر کے اوپر سے آرے سے چیر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت ان کی ہڈیوں سے الگ کر دیا جاتا لیکن یہ عذاب بھی اس کو دین سے برگشتہ نہ کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکمل کرے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت چلا جائے گا اور خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا یا بکری کے بارے میں بھیڑیے کا خوف ہو گا لیکن تم جلد بازی چاہتے ہو۔

(اسد الغابہ، ج ۲، ص ۹۸)

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ ان چھ مقدس بزرگوں میں سے ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ (اسد الغابہ، ج ۲، ص ۹۸)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی اولیات:

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سابقین میں سے قدیم الاسلام ہیں آپ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی چنانچہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا اور اللہ نے خبر دی کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے نام بتا دیجئے فرمایا علی المرتضیٰ، ابوذر، مقداد بن اسود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۱۰۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج ۳، ص ۴۵۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات نجباء اور وزراء دیئے گئے مجھے چودہ عطا کئے گئے اور وہ ہیں حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت حذیفہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن مسعود، سلمان فارسی، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوذر،

Marfat.com

حضرت مقداد اور حضرت بلال رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۱۰)

جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر میدان بدر کی طرف چلے تو مقام روحاء میں پہنچ کر لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دونوں حضرات باری باری کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے غلام ہیں اور غلام کی کیا مجال ہے کہ وہ آقا کے حکم کی حلاف ورزی کرے۔ آپ ﷺ کے غلاموں کو اللہ نے موت سے بیباک بنا دیا ہے یہ سن کر حضور ﷺ نے دونوں بزرگوں کے حق میں دعائے خیر کی بعد ازاں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو کہہ دیا تھا۔

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ○

ترجمہ: پس جا تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے۔

فَاذْهَبْ أَنْتَ بِرَبِّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ۔

ترجمہ: پس چلئے آپ اور آپ کا رب دونوں جنگ کریں ہم آپ کی معیت میں لڑائی کرنے والے ہیں۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپ ہمیں برک الغماد لے چلیں تو ہم آپ کے ساتھ جائیں گے رسول اللہ ﷺ نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے حق میں خیر کے کلمات ارشاد فرمائے۔

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۰۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں سب سے پہلے

Marfat.com

سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا ان میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مکہ میں سب سے پہلے جس نے اپنا اسلام ظاہر کیا وہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں۔

وَکَانَ الْمِقْدَادُ مِنْ اَوَّلِ مَنْ اَظْهَرَ الْاِسْلَامَ۔

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۴۱۰)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس نے سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں۔

اَوَّلَ مَنْ قَاتَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ج ۳، ص ۴۵۴)

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی اولیت:

یہ حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں اپنے دو بھائیوں کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے مشہور واقعہ ہے کہ جب غزوہ بدر اپنے پورے جوبن پر تھا اور لڑائی ہو رہی تھی تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے اپنے دائیں بائیں دو نوجوان دیکھے ان میں سے ایک نے کہا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں نے کہا تمہیں اس سے کیا کام ہے اس نے کہا سنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے کلمات بکتا ہے۔ ہم نے قسم کھائی ہے کہ اسے ضرور قتل کریں گے میں نے دونوں کو اشارے سے بتایا کہ وہ سامنے ابوجہل ہے وہ دونوں باز کی طرح اس کی طرف جھپٹے اور اپنی آبدار تلواروں سے اس لعین اور شقی القلب ابدی جہنمی کو واصل جہنم کر دیا یہ دونوں نوجوان معاذ اور معوذ تھے جو عفراء کے بیٹے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے پوچھا گیا کہ ابو جہل کیسے مارا گیا تو اس نے کہا کہ بدر کے دن میں نے اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے اس کی ایک پنڈلی جسم سے جدا ہوگئی۔ اس کا بیٹا عکرمہ پیچھے سے آیا اور اس نے آتے ہی مجھ پر وار کیا اور میرا بازو کاٹ دیا لیکن جسم سے تھوڑا سا لٹک رہا تھا میں اسی طرح لڑتا رہا لیکن وہ کٹا ہوا ہاتھ لڑائی میں رکاوٹ کا سبب بنتا تھا میں نے اسے پاؤں کے نیچے رکھا اور زور لگا کر جسم سے جدا کر دیا اور جنگ کرنے لگا اسے کے بعد معوذ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل پر وار کیا اور اسے قریب المرگ بنا دیا پھر ہم دونوں بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی ہم نے ابو جہل کو فی النار کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس نے قتل کیا ہم دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی تلواریں دکھاؤ ہم نے اپنی تلواریں پیش کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم دونوں نے قتل کیا ہے لیکن اس کا سامان معاذ رضی اللہ عنہ لے گا کیونکہ اس نے ابو جہل پر پہلے وار کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان مجھے عطا فرما دیا۔

(بخاری مصری، ج ۳، ص ۸۔ انسان العیون، ج ۲، ص ۱۷۲۔
اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۷۹۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۳۶۵)

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی اولیت یہ ہے کہ آپ پہلے انصاری ہیں جو مکہ میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول فرمایا۔

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْاَنْصَارِ بِمَكَّةَ۔

(اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۷۹۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۳۶۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اولیت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزوہ اُحد کا وقت آیا

Marfat.com

تو میرے والد نے مجھے رات کو بلایا اور فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ کل رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے سب سے پہلے میں شہید ہوں گا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مجھے سب سے زیادہ تو محبوب ہے مجھ پر قرضہ ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی ہمشیرگان سے اچھا سلوک کرنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسرا دن ہوا تو میرے والد سب سے پہلے میدان اُحد میں شہید ہوئے۔ ان کو ایک اور آدمی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا پھر میں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ کسی اور کے ساتھ ایک ہی قبر میں آپ کو رہنے دیا جائے میں نے چھ مہینے کے بعد ان کو نکالا تو سوائے کانوں کے باقی جسم اقدس ایسا تھا جیسے آج ہی قبر میں رکھا گیا۔

(سنن کبریٰ، ج ۶، ص ۲۸۵)

مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر (رضی اللہ عنہ) تمہیں معلوم بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کیا اور ان سے کہا اے میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس نے کہا خدایا دنیا میں پھر بھیج تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ کوئی دوبارہ لوٹایا نہیں جائے گا۔

بخاری شریف میں ہے کہ میں اپنے والد کی شہادت کے بعد رونے لگا اور اپنے باپ کے چہرے سے بار بار کپڑا ہٹا ہٹا کر ان کو دیکھ رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھے منع کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ خاموش تھے پھر حضور ﷺ نے فرمایا جابر رومت جب تک تیرے والد کو اٹھایا نہیں گیا فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے ہوئے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے دیکھا اور فرمانے لگے جابر (رضی اللہ عنہ) کیا بات ہے تم مجھے غمگین نظر آتے ہو میں

Marfat.com

نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے والد شہید ہو گئے ہیں جن پر بار قرض بہت ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی بہت ہیں آپ نے فرمایا سن میں تجھے بتاؤں جس کسی سے خدا نے کلام کیا پردے کے پیچھے سے کلام کیا لیکن تیرے باپ سے آمنے سامنے بات چیت کی فرمایا مجھ سے مانگ جو مانگے گا عطا کروں گا تیرے باپ نے کہا خدا میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج اور میں تیری راہ میں دوسری مرتبہ شہید کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات تو میں پہلے ہی مقرر کر چکا ہوں کہ کوئی بھی لوٹ کر دوبارہ دنیا میں نہیں جائے گا تمہارے باپ نے عرض کی خدایا میرے بعد والوں کو میرے ان مراتب کی خبر دے دے اس پر اللہ نے آیت نازل فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○

ترجمہ: جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کیے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۴۸۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، ج ۲، ص ۳۳۹)

حضرت فاطمہ بنت رسول رضی اللہ عنہا کی اولیات:

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں۔ نبی مکرم ﷺ کو اپنی تمام اولاد سے زیادہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے کہ جب بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف

Marfat.com

لاتی ہیں آپ ان کو چومتے ہیں یہاں تک کہ اپنی ساری زبان ان کے منہ میں ڈال دیتے ہیں جیسے کہ شہد چاٹ رہے ہوں۔ ارشاد ہوا ہاں عائشہ معراج کی رات جب میں آسمان پر گیا تو جبریل علیہ السلام نے مجھے جنت میں داخل کیا اور مجھے ایک جنتی سیب دیا میں نے اسے کھایا اس کا جو اثر مرتب ہوا اس کے نتیجے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور یہ انسانی حور ہیں جب مجھے جنت کا اشتیاق ہوتا ہے میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چوم لیتا ہوں۔ (تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۸۷)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں سویا ہوا تھا۔ امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہم کو پیاس محسوس ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بکری کا دودھ دوہا اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید آپ امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت کرتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ اس نے پہلے مانگا ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اَنَا وَاِیَّاكَ وَهٰذَیْنِ وَهٰذَا الرَّاقِدُ فِیْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ: فرمایا میں اور تُو اور یہ دونوں اور یہ جو سویا ہوا ہے قیامت کے دن ایک جگہ ہوں گے۔ (اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۲۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا میں نے تمہاری شادی اس شخص سے کی ہے جو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں صالحین میں سے ہے اے فاطمہ جب میں نے تمہاری شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا وہ چوتھے آسمان میں کھڑے ہوئے فرشتوں کی صفیں بنائیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور تیری شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دی پھر جنت کے درخت کو حکم ہوا وہ جنتی زیور اور حُلے اٹھالیں اور ان کی ملائکہ پر بارش کریں ملائکہ میں سے جس نے یہ چیزیں زیادہ اٹھائیں وہ قیامت تک فخر کرتا

Marfat.com

رہے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دوسری عورتوں پر فخر کیا کرتی تھیں کہ وہ پہلی خاتون ہیں جن کا خطبہ نکاح جبریل علیہ السلام نے پڑھا ہے۔

فَلَقَدْ کَانَتْ فَاطِمَۃَ تَفْخُرُ عَلَی النِّسَاءِ حَیْثُ اَوَّلَ مَنْ خَطَبَ عَلَیْھَا جِبْرِیْلُ۔ (تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۱۲۹)

حضرت بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں ہمارے پاس تشریف لائے کہ آپ خوشی سے مسکرا رہے تھے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسکرانے کا سبب کیا ہے۔ فرمایا میرے رب کے ہاں سے بشارت آئی ہے اور وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایک فرشتے کو حکم دیا کہ شجر طوبیٰ کو حرکت دو انہوں نے حرکت دی تو اس کے پتے جھڑ کر گرے ملائکہ کو حکم ہوا کہ ان پتوں کو پکڑ لو قیامت کے دن یہ فرشتے لوگوں میں پھیل جائیں گے اور جتنے لوگ اہل بیت سے محبت کرنے والے ہوں گے ان کے ہاتھوں میں یہ پتے دے دیں گے اور ان پر لکھا ہوگا کہ تم دوزخ سے آزاد ہو میرا چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ اور میری بیٹی میری امت کے مردوں اور عورتوں کے لئے جہنم سے آزادی کا سبب ہیں۔

(تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۲۱۰۔ الصواعق المحرقہ، ص ۱۷۳)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے آگے تھے جبرئیل امین علیہ السلام دائیں طرف میکائیل علیہ السلام بائیں طرف تھے پیچھے ستر ہزار فرشتے تھے جو صبح تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے۔

(تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۷)

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک ندا کرنے والا عرش کے نیچے سے آواز دے گا اے اہل محشر اپنے سر نیچے کر لو نگاہیں جھکا لو یہاں تک کہ فاطمہ پلصراط کو پار کر لیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کی طرح پلصراط کو پار کر لیں گی۔

(الصواعق المحرقہ، ص ۱۹۰۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۲۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا وہ آئیں تو ان سے راز کی باتیں کیں پس وہ رونے لگیں پھر کوئی راز کی بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) وہ کیا راز کی بات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کی تو تم رونے لگی اور پھر راز کی بات کی تو تُو ہنسنے لگی فرمایا پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کی خبر دی جس سے میں رونے لگی۔

ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ مَنْ یَّتْبَعُہٗ مِنْ اَھْلِہٖ فَضَحِکْتُ۔

ترجمہ: پھر مجھے راز کی بات بتائی اور مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہلبیت میں سب سے پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی یعنی آپ کے بعد سب سے پہلے میری وفات ہوگی۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۲۹۰)

چنانچہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ مہینے تک بقید حیات رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے اسماء آج کل جس طرح عورتوں کا جنازہ لے کر جاتے ہیں مجھے تو یہ اچھا نہیں لگتا نعش پر صرف ایک چادر ڈالتے ہیں جس سے پوری طرح پردہ نہیں ہوتا بلکہ جسامت نظر آتی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے

Marfat.com

حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے وہ آپ کو کر کے دکھاتی ہوں پھر انہوں نے کھجور کی تازہ شاخیں منگوائیں اور ان کو چارپائی پر کمان کی طرح لگا کر اوپر کپڑا ڈال دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ کر فرمایا یہ تو بہت ہی حسین وجمیل طریقہ ہے اس سے مرد اور عورت کے جنازہ کی پہچان بھی ہو جاتی ہے جب میں وفات پاؤں (تو میرے لئے بھی یہی طریقہ استعمال کرنا) اور تم اور علی رضی اللہ عنہ دونوں مل کر مجھے غسل دینا اور کسی کو شامل نہ کرنا پس جب سیدہ کی وفات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج۲،ص۴۳۔ اسد الغابہ، ج۵،ص۵۲۴۔ سنن کبریٰ، ج۴،ص۳۴)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولیات یہ ہیں کہ:

(۱) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ:

اَنْتَ اَوَّلُ لُحُوْقًابِیْ۔

تو سب سے پہلے مجھے آ کر ملے گی یعنی میرے بعد میرے اہلبیت میں سے سب سے پہلے تیری وفات ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کما مر۔

(۲) آپ رضی اللہ عنہا اسلام میں پہلی عورت ہیں جن کی نعش کو ڈھانپا گیا۔

(۳) آپ رضی اللہ عنہا اسلام میں پہلی عورت ہیں جن کا خطبہ نکاح جبرئیل امین علیہ السلام نے پڑھا۔ کما مرّ۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی اولیت:

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ چچی ہیں۔ یہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئیں۔ ہجرت کی

Marfat.com

سعادت بھی نصیب ہوئی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعہ وفات میں جہاں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خدمات سرانجام دیں وہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی رفاقت کا ثبوت پیش کیا جیسے کہ ذیل کے واقعہ سے ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب والدۂ علی المرتضی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرہانے آ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اے فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا آپ میرے لئے میری والدہ کے بعد والدہ کے قائم مقام تھیں جب آپ کو غسل دیا گیا تو کفن پہنایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک اتار کر کفن کے ساتھ پہنائی پھر آپ نے اسامہ بن زید، ابو ایوب انصاری، عمر بن خطاب اور غلام اسود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بلا کر قبر کھودنے کے لئے ارشاد فرمایا ان حضرات نے قبر کھودی جب لحد بنانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لحد تراش کر اس کی مٹی باہر نکالی جب قبر تیار ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے خود زندہ ہے اس پر موت نہیں آتی اے اللہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی مغفرت فرما دے اس کو صحیح جواب سمجھا دے اور اس کی قبر کو فراخ فرما دے میرے وسیلے سے اور سابق انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلے سے تو ارحم الراحمین ہے اور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا پر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی پھر لحد میں خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔

(مجمع الزوائد لنور الامین الہیثمی، ج ۹، ص ۲۵۶)

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں پھر دفن کر کے اپنے ہاتھ مبارک سے مٹی ڈالی جب فارغ ہو کر واپس چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اس بی بی سے جو سلوک کرتے دیکھا ہے وہ کسی اور سے کبھی کرتے نہیں دیکھا فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھی مجھے اپنے بچوں سے زیادہ محبت اور شفقت سے رکھتی تھی میں نے اسے اپنا قمیص اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور بہشتی حلہ پہنائے گا اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر کی وحشت جاتی رہے اور فرمایا:

وَاِنَّ جِبْرِیْلَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَبِّیْ اَنَّھَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْھَا۔

ترجمہ: جبریل علیہ السلام نے رب سے خبر دی کہ یہ جنتی ہے اور اللہ نے ستر ہزار فرشتوں کو ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا۔

آپ پہلی عورت ہیں جن کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی اولیت:

غزوہ احزاب کے موقع پر جب خندق کھودی جا رہی تھی تو اس وقت حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی پناہگاہ میں تھیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے قریب سے ایک یہودی گزرا وہ اس پناہ گاہ کے اردگرد گھومنے لگا میں نے حسان رضی اللہ عنہ سے کہا تو دیکھ رہا ہے کہ یہ یہودی ہماری پناہ گاہ کے گرد گھوم رہا ہے اور مجھے اس سے خوف ہے کہ کہیں یہ ہمیں بے پردہ نہ دیکھ لے اس لئے تم اتر کر اس کو قتل کر دو لیکن حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

کہا میں اس کے مقابلے میں نہیں جاتا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حسان رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا تو میں نے ہاتھ میں خیمے کی چوب (لکڑی) لی اور پناہ گاہ سے اتری اور وہ لاٹھی اس یہودی کو مار کر قتل کر دیا پھر واپس اپنی پناہ گاہ میں آ گئی اور حسان رضی اللہ عنہ سے کہا جاؤ نیچے اترو اس یہودی کا سامان اس کے جسم سے اتار لاؤ آپ نے فرمایا مجھے اس کے سامان کی حاجت نہیں۔ علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

هِيَ أَوَّلُ امْرَأَةٍ قَتَلَتْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ: یہ پہلی عورت ہے جس نے ایک مشرک کو قتل کیا ہے۔

(سنن کبریٰ، ج ۶، ص ۳۰۸)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پہلے قاضی القضاۃ ہیں۔

اسلام میں سب سے پہلے جن کو قاضی القضاۃ ہونے کا اعزاز اور شرف حاصل ہے وہ یعقوب بن ابراہیم، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ دُعِيَ بِقَاضِ الْقُضَاةِ فِي الْإِسْلَامِ۔

(تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۲)

ہارون الرشید کے دور حکومت میں جب آپ قاضی القضاۃ ہوئے تو آپ نے ایک عجیب مسئلہ حل کیا جو آپ کی کمال فقاہت پر دلالت کرتا ہے چنانچہ حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی نے لکھا ہے کہ بشر بن الولید نے بیان کیا کہ میں امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کے پاس تھا اور ہمیں ایک عجیب معاملہ پیش آیا اور وہ یہ کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ رات جب میں اپنے بستر پر گیا تو اچانک کسی نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے اپنی چادر اپنے اوپر اوڑھ لی اور باہر نکلا میں نے دیکھا کہ وہ ہرثمہ بن اعین ہے میں نے اسے سلام کیا اس نے کہا

Marfat.com

آپ کو امیر المومنین ہارون الرشید نے بلایا ہے میں نے اس آنے والے سے کہا ابو حاتم میں آپ کی بہت قدر ومنزلت کرتا ہوں امیر المومنین نے اس وقت کسی خاص کام کے لئے بلایا ہے لیکن مجھے کچھ خوف سا محسوس ہو رہا ہے آپ اس معاملے کو کل تک ملتوی کرا دیں اس نے کہا یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ امام ابو یوسف نے ابو حاتم سے پوچھا اس وقت بلانے کا سبب کیا تھا ابو حاتم نے کہا میرے پاس تو مسرور خادم آیا اور اس نے مجھے کہا کہ امام ابو یوسف کو لے آؤ۔ امیر المومنین ان کو بلا رہے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں ذرا غسل کر کے خوشبو وغیرہ لگا لوں تا کہ اگر کوئی نامناسب معاملہ ہو تو اس کے لئے میں تیاری کر لوں اور اگر اللہ عافیت دے گا تو اس غسل وخوشبو سے کوئی نقصان نہیں۔ اس نے غسل وغیرہ کی اجازت دی تو میں نے غسل کر کے نئے کپڑے پہن لئے اور خوشبو لگا لی پھر ہم امیر المومنین ہارون الرشید کے گھر پہنچے وہاں دروازے پر مسرور خادم کھڑا تھا ہرثمہ نے اس خادم سے کہا میں امیر المومنین کے پاس امام صاحب کو لے آیا ہوں امام ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے مسرور خادم سے کہا اے ابا ہاشم اس تنگ وقت میں مجھے امیر المومنین نے کیوں بلایا ہے اس نے لاعلمی کا اظہار کیا امام صاحب نے پوچھا اس وقت امیر المومنین کے پاس کون ہے اس نے کہا عیسیٰ بن جعفر پوچھا اور کوئی کہا تیسرا کوئی آدمی نہیں اس خادم نے جا کر اندر اطلاع دی تو امیر المومنین نے کہا امام صاحب کو اندر لے آؤ۔ امام صاحب فرماتے ہیں جب میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ امیر المومنین تشریف فرما ہیں اور ان کے دائیں طرف عیسیٰ بن جعفر تھے میں نے سلام کیا تو امیر المومنین نے جواب دیا پھر امیر المومنین نے امام صاحب سے فرمایا شاید ہم نے تمہیں خوفزدہ کر دیا ہے کہا ہاں

Marfat.com

امیر المومنین نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ میرا خوف زائل ہو گیا پھر امیر المومنین نے میری طرف توجہ فرمائی اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے آپ کو کیوں بلایا ہے میں نے عرض کی مجھے معلوم نہیں فرمایا اس لئے بلایا ہے کہ اس عیسیٰ بن جعفر کے پاس ایک کنیز ہے میں نے اس سے وہ کنیز مانگی ہے اس نے ہبہ کرنے اور فروخت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ مجھے وہ کنیز نہ دے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ امام صاحب فرماتے ہیں میں نے عیسیٰ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کنیز کو کیا ایسا کمال بخشا ہے جو کہ تو یہ کنیز امیر المومنین کو نہیں دیتا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے اس نے کہا آپ نے اصل وجہ جانے بغیر یہ بات کہہ دی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا وجہ ہے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اگر اس کنیز کو فروخت کروں یا ہبہ کروں تو میری بیوی کو طلاق میرا غلام آزاد اور میرے گھر کا سب اثاثہ خدا کی راہ میں صدقہ۔ ہارون الرشید نے میری طرف توجہ کی اور کہا کہ اس مسئلے کا کوئی حل ہے میں نے کہا ہاں پوچھا وہ کیا آپ نے فرمایا عیسیٰ بن جعفر اپنی اس کنیز کا آدھا جسم آپ کو ہبہ کر دے اور بقیہ آدھا آپ کے ہاتھ فروخت کر دے اور اس طرح نہ ہبہ کرنا لازم آئے گا اور نہ فروخت کرنا۔ عیسیٰ نے کہا کیا یہ جائز ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں جائز ہے۔ عیسیٰ نے کہا آپ گواہ ہو جائیں میں نے اس کنیز کا آدھا حصہ امیر المومنین کو ہبہ کیا اور بقیہ آدھا حصہ ایک لاکھ دینار میں امیر المومنین کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ امیر المومنین نے کہا کنیز لاؤ کنیز امیر المومنین نے لے لی اور عیسیٰ کو اس کی قیمت دے دی۔ اس عیسیٰ نے کہا اے امیر المومنین خدا آپ کو اس کنیز میں برکت دے۔ عیسیٰ نے کہا ایک بات باقی رہ گئی امام صاحب نے فرمایا وہ کیا، کہا یہ مملوکہ

Marfat.com

ہے امیر المومنین کو دو حیض انتظار کرنا ہوگا۔ امیر المومنین نے کہا اگر آج رات میں اس کنیز کے پاس نہ جاؤں گا تو میری جان نکل جائے گی۔ امام صاحب نے فرمایا اے امیر المومنین آپ اس کنیز کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیں کیونکہ آزاد کے لئے یہ قید نہیں۔ آپ نے اس کنیز کو آزاد کر دیا تو امام صاحب نے مسرور اور حسین نامی دو گواہوں کی موجودگی میں بیس ہزار دینار مہر کے بدلے اس کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا یہ رقم منگوا کر اس عورت کے سپرد کر دی گئی۔ پھر امام یوسف سے فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیں اور مسرور خادم کو بلا کر کہا کہ امام ابو یوسف کے ساتھ دو لاکھ دینار اور بیس تھان کپڑے کے لے جاؤ اور ان کو ان کے گھر چھوڑ آؤ۔ اس نے امیر المومنین کے ارشاد کی تعمیل کی۔ امام ابو یوسف نے بشر بن الولید سے یہ واقعہ بیان کر کے پوچھا میں نے جو کچھ کیا اس میں کوئی حرج تو نہیں اس نے کہا نہیں امام صاحب بشر بن الولید سے فرمایا تم بھی اپنا حق لے لو۔ اس نے کہا میرا حق کتنا ہے امام صاحب نے فرمایا دسواں حصہ بشر بن الولید نے قبول کیا۔ امام صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دعا دے کر جب چلنے لگے تو ایک بڑھیا آئی اور کہا اے ابا یوسف رات جس عورت کا نکاح آپ نے پڑھایا ہے اس نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا کہ امیر المومنین نے مجھے وہی بیس ہزار دینار دیئے ہیں جو مہر مقرر ہوا تھا اور اس میں سے آدھا میں آپ کی خدمت میں بھیج رہی ہوں۔ قبول فرمالیں آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے تو اسے غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرا کے امیر المومنین کی بیوی بنایا ہے اور وہ مجھے اس کا صلہ دے رہی ہے اس عورت نے رقم واپس لے لی لیکن اس سے ایک ہزار دینار امام کو دے دیئے۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۵۰)

Marfat.com

امام ابو یوسف وہ پہلی بلند پایہ شخصیت ہیں جنہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔

وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ الْكُتُبَ فِيْ اُصُوْلِ الْفِقْهِ عَلٰى مَذْهَبِ اَبِيْ حَنِيْفَهْ۔

(تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۵)

امام ابو یوسف کو بچپن ہی میں علم دین سے محبت اور قلبی لگاؤ تھا چنانچہ آپ نے اپنے بچپن کا ایک واقعہ اس طرح بیان فرمایا کہ میرے باپ ابراہیم بن حبیب کی اس وقت وفات ہوئی جبکہ میں اپنی والدہ کی آغوش میں تھا جب وہ ذرا بڑا ہوا تو میری ماں مجھے ایک دھوبی کے پاس لے گئی تاکہ میں اس سے کام سیکھ لوں میں ڈھوبی کے ہاں سے دوڑ کر امام اعظم کی صحبت میں آکر بیٹھ گیا اور ان سے علمی باتیں سننے لگا۔ میری ماں میرے پیچھے امام صاحب کے ہاں آ گئی اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے دوبارہ اس دھوبی کے پاس لے گئی۔ غرضیکہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں دھوبی کو چھوڑ کر امام کی خدمت میں آجاتا جب میری ماں کا بار بار مجھے امام اعظم کی خدمت سے لے جانا اور دھوبی کے ہاں لے جانا اور میرا وہاں سے دوڑ کر پھر امام اعظم کے پاس آ جانا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمایا تو کہا اس بچے کو علم حاصل کرنے دو میری ماں نے کہا یہ بچہ یتیم ہے مالدار نہیں میں چرخہ کات کر اس کا پیٹ پالتی ہوں اور مجھے یہ امید ہے کہ یہ چار پیسے کما لائے تاکہ گھر کا خرچ چل سکے اس پر امام اعظم نے فرمایا اے اللہ کی بندی یہ بچہ علم دین حاصل کر کے عالم بن جائے گا اور پستہ کے تیل کے ساتھ فالودہ کھائے گا۔ میری ماں چلی گئی اور امام اعظم نے فرمایا تیری عقل زائل ہو گئی ہے پھر میں نے امام اعظم کی علمی

Marfat.com

مجلس کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ علمی مذہب عطا فرمایا اور میں ہارون الرشید کے دسترخوان پر بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا کرتا تھا ایک دن ہارون الرشید کے دسترخوان پر فالودہ آیا تو آپ نے مجھے کہا اے یعقوب یہ فالودہ کھاؤ میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کیا ہے فرمایا یہ پستہ کے تیل کے ساتھ فالودہ ہے میں ہنسا تو امیر المومنین نے اس کی وجہ پوچھی میں نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو باقی رکھے خیر ہے کوئی خاص وجہ نہیں انہوں نے وجہ پوچھنے پر اصرار کیا تو میں نے اپنے بچپن کا سارا واقعہ بیان کر دیا تو انہوں نے تعجب کیا اور فرمایا کہ علم دین اور دنیا میں بلندی بخشتا ہے اور نفع دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم فرمائے کہ وہ عقل کہ آنکھ سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو سر کی آنکھ سے نہ دیکھا جا سکے۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۴)

❁❁❁

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نعمت عظمٰی

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِھِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے کہ لفظ من اور کسی نعمت پر قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی نعمت عظمٰی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ کُفۡرًا ○

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو از روئے کفر کے بدل ڈالا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہاں نعمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۰)

اب سنئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت کیوں ہے وجوہات حسب ذیل ہیں۔

(۱) نفس انسانی بذات خود نیچے گرتا ہے اس لئے کہ مٹی سے پیدا ہوا ہے جس

Marfat.com

کا خاصہ یہ ہے کہ مثلاً مٹی کا ڈھیلا اوپر پھینکا جائے تو وہ نیچے آجاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اوپر اٹھایا مثلاً حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا معراج کی رات میں نے ایک شخص کو عرش الٰہی کے قریب نور کے دریا میں غوطہ زن دیکھا عرض کیا یہ کوئی فرشتہ ہے حکم ہوا نہیں یہ کوئی نبی ہے فرمایا گیا نہیں پھر یہ کون ہے۔ ارشاد ہوا کہ ایک مسلمان ہے جس کی زبان دنیا میں ذکر الٰہی میں جاری رہتی تھی اور دل میں ہر وقت مسجد کا خیال رہتا تھا۔ (الترغیب والترہیب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آہٹ سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت جنت میں نہ تھے اگر زمین سے آواز سنی تو دور کی آواز سننا ثابت ہوا اگر قیامت کے بعد اس کے چلنے کی آواز مراد ہو تو آواز پیدا ہونے سے پہلے اس کا سننا ثابت ہوا۔ یہ پہلے سے بھی زیادہ کمال ہے یا یوں کہو کہ حضرت بلال زمین پر بھی موجود تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل اس وقت جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے بھی موجود تھے۔ جس کے غلاموں کا یہ کمال ہے کہ وہ آن واحد میں دو مقامات پر موجود ہیں اس آقا کا اپنا کیا کمال ہوگا۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا

ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ آرہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان کو جانتے ہو عرض کی یہ زمین کی نسبت آسمانوں میں ہم میں زیادہ مشہور ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو یہ مقام کیسے ملا عرض کی اپنے آپ کو کم تر سمجھنے اور کثرت سے قل شریف پڑھنے کی

Marfat.com

وجہ سے۔ (تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۵۲۹)

یہی وہ نور ہے جس سے زمانہ جگ مگاتا ہے
یہی آدم کا رتبہ عرش اعظم تک اٹھاتا ہے

(۲) ہر شخص اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہے اور یہ تڑپ قدرتی طور پر ہر انسان میں چٹکیاں لیتی ہے مگر عقل سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اسے کیسے راضی کیا جا سکے یہ طریقہ حضور ﷺ نے سکھایا مثلاً نبی کریم ﷺ نے ستر صحابہ کرام دعوت اسلام کے لئے اہل نجد کی طرف روانہ کئے یہ جماعت نہایت پاکباز اور مقدس تھی یہ سارا دن لکڑیاں اکٹھی کر کے شام کو فروخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے تھے۔ شب کا کچھ حصہ درس قرآن میں کچھ حصہ قیام لیل اور تہجد گزاری میں گزارتے تھے جب یہ لوگ بئر معونہ میں پہنچے تو عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نامی ایک سردار نے کچھ لوگوں کو ساتھ ملا کر ان کو شہادت کی نیند سلا دیا صرف عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بچ گئے۔

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہے مل جائے جسے دولت شہادت کی

اس معرکے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے اور ان کا جنازہ آسمان پر اٹھا لیا گیا چنانچہ عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا وہ مسلمانوں کا کون آدمی تھا جب قتل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اٹھا لیا گیا یہاں تک کہ آسمان نیچے رہ گیا لوگوں نے کہا وہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھا ان کا قاتل جبار بن سلمٰی تھا ان کا بیان ہے کہ جب میں نے ان کو نیزہ مارا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔ میں یہ سن کر حیران ہو گیا اور ایک آدمی سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ اس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جنت میں پہنچ گیا میں یہ سن کر مسلمان ہو

Marfat.com

گیا اور میرے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا:

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ وَارَتْ جُثَّتَہٗ وَاُنْزِلَ فِیْ عِلِّیِّیْنَ۔

ترجمہ: فرشتوں نے ان کے بدن کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس جماعت کے شہید ہونے کی خبر دی اور فرمایا تمہارے ان بھائیوں نے تمہارے نام یہ پیغام دیا ہے کہ ہم اپنے رب سے جاملے اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور ہمارا رب ہم سے راضی ہو گیا۔

(شرح الصدور، ص ۱۰۷۔ زرقانی، ج ۲، ص ۷۸)

- پتہ چلا جو گھر سے تبلیغ اسلام کے لئے نکلے اور راستے میں موت آجائے تو خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مال کثیر دے کر خریدا اور اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا تو بعض کفار نے کہا کہ بلال کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کوئی احسان ہو گا جس کا بدلہ اتارنے کے لئے انہوں نے اتنی بھاری رقم خرچ کی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی یہ آیات نازل فرمائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ○ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی ○ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ○

ترجمہ: اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف

Marfat.com

اپنے رب کی رضا چاہتا ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس لئے راضی ہو گیا کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا یا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صدیق رب تعالیٰ سے راضی ہو گیا چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیا تو ٹاٹ کا لباس پہن کر کانٹوں سے بٹن لگا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا باوجود مالدار ہونے کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے کہ فقیرانہ لباس پہن لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے اور مفلس ہو گیا ہے۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام کہتا ہے اور دریافت فرماتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ اس فقر میں وہ مجھ سے راضی ہے یا دل میں کوئی کدورت رکھتا ہے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو ان پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی کدورت ہو اور بلند آواز سے کہا۔

اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ اَرْضٍ۔

ترجمہ: میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(تفسیر عزیزی، ج۳، ص ۲۰۶)

لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

ترجمہ: اور عنقریب اے محبوب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

Marfat.com

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا گیا۔ وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی اور عنقریب صدیق راضی ہو جائے گا۔

فترضیٰ نے ڈالیں ہیں باہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ○

ترجمہ: اور سب سے پہلے اگلے مہاجر و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی۔

معلوم ہوا کہ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین اور انصار کے پیروکار ہیں لہٰذا روافض اور خوارج باطل پر ہیں جب اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غلاموں سے راضی ہے تو خود صحابہ سے اللہ کتنا راضی ہوگا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ صِدۡقُهُمۡ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ○

ترجمہ: اللہ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ ہے بڑی کامیابی۔

اس سے معلوم ہوا کہ:

(ا) جو دنیا میں سچ بولتے ہیں ان کے عقائد اور اعمال سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ان سے راضی ہو گیا ہے ان کے لئے جنت میں باغات ہیں جن میں پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں جاری ہوں گی۔

(ب) جن کے عقیدے جھوٹے ہیں اعمال جھوٹے ہیں وہ درحقیقت نقصان میں ہیں بدعقیدہ بے دین کی بخشش نہیں اگرچہ بزرگوں کی اولاد ہو۔ بدعقیدگی سیادت کو ختم کر دیتی ہے لہٰذا کوئی رافضی غیر مقلد مرزائی اور بدعقیدہ دیوبندی سید نہیں کہلا سکتا اس کو سید کہنا منع ہے۔ سیادت کی بنیاد صحت عقیدہ ہے۔

(ج) رب تعالیٰ کو راضی کر لینا بڑی کامیابی ہے ایم پی اے، ایم این اے، وزیر، وزیراعظم بادشاہ بن جانا کمال نہیں نیک بندہ بن جانا کمال ہے۔

(د) ہر سچے متقی مومن کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ سچ کو اپنا شیوہ بنائیں تاکہ اللہ کی رضا کا سرٹیفکیٹ مل جائے۔

(۳) انسانی عقل نور نظر کی مثل ہے۔ حضور ﷺ آفتاب ہدایت ہیں جیسے سورج کے بغیر نظر بیکار ہے ایسے ہی حضور ﷺ کے بغیر عقل بیکار حضور ﷺ نے عقل کو مفید بنایا مثلاً ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ مجھ میں چار خصائل بُرے ہیں۔ پہلا یہ کہ زانی ہوں دوسرا میں چوری کرتا ہوں تیسرا میں شراب پیتا ہوں اور چوتھا یہ کہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔ ان چاروں کا ترک کرنا میرے لئے ممکن نہیں لیکن ایک خصلت میں آپ کے لئے چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جھوٹ چھوڑ دو وہ آدمی گھر آ گیا جب رات ہوئی تو شراب نوشی کا خیال آیا اور زنا کا خیال ہوا پھر سوچا صبح جب سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی اور آپ نے شراب نوشی کے بارے میں پوچھ لیا تو جھوٹ سے توبہ کی ہے اور سچ بولنے پر شراب نوشی اور زنا کی سزا ملے گی۔ اس خیال کے تحت شراب نوشی کا تصور ذہن سے نکال دیا جب رات کافی گزر گئی اور لوگ محو

Marfat.com

خواب ہو گئے تو چوری کا ارادہ کیا پھر یہی خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا تو جھوٹ تو بولنا نہیں سچ بولنے پر سزا ملے گی یہ ارادہ بھی ترک کر دیا صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نے سارے گناہ چھڑا دیئے ہیں۔ (عزیزی، ج ۲، ص ۴۴)

سبق پھر پڑھ شجاعت کا عدالت کا صداقت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اس وقعہ سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی عقل کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی فرمائی اور اس کے سارے گناہ چھوٹ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عقل کا بھی اظہار ہوا کہ آپ نے اس آدمی سے ایک ایسا گناہ چھڑا دیا جس نے تمام گناہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ حافظ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضرت وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے انبیاء سابقین کی اکہتر کتابوں میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء کو اتنی عقل عطا فرمائی تھی کہ تمام انسانوں کی عقل آپ کی عقل کے سامنے ایسے تھی کہ ریت کے ایک ذرے کی طرح۔ تمام انسانوں کی عقل اور تمام دنیا کی ریت کے برابر امام الانبیاء کی عقل اور شیخ محقق نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے سو حصے پیدا فرمائے ایک حصہ عقل تمام انسانوں اور باقی ۹۹ حصے عقل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی۔

تمہیں حد عقل نہ پا سکی فقط اتنا حال بتا سکی
کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو عیاں تھا رنگ حجاز میں

خالد بن یزید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی عقل:

حضرت خالد بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک جزیرے میں کچھ کام

Marfat.com

تھا میں وہاں پہنچا دیکھا کہ لوگوں کا جسم غفیر ایک جگہ جمع ہے میں نے پوچھا یہ اجتماع کیسا ہے انہوں نے جواب دیا کہ لوگ ایک عالم سے استفادے کے لئے جمع ہیں۔ میں بھی وہاں بیٹھ گیا تاکہ عالم سے کوئی علمی بات سن کر اس سے فائدہ حاصل کروں جب اس عالم نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا تیرا یہاں کیا کام ہے تُو تو امت محمدیہ میں سے ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں محمدی ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ عالم ہو یا نہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا نہ میں عالم ہوں اور نہ جاہل۔ عالم نے کہا تمہارے دین اسلام میں ہے کہ اہل جنت، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن بول و براز نہ کریں گے۔ کیا دنیا میں اس کی مثال موجود ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ماں کے پیٹ میں بچہ زندہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتا ہے لیکن بول و براز نہیں کرتا وہ عالم کہنے لگا تُو تو کہتا تھا کہ نہ میں عالم ہوں نہ جاہل۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر اس عالم نے ایک اور سوال کیا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اہل جنت جنتی نعمتیں کھائیں گے لیکن وہ نعمتیں کم نہ ہوں گی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ عالم نے پوچھا کیا اس دنیا میں اس کی مثال موجود ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک عالم دین سے ہزاروں لوگ علم حاصل کرتے ہیں لیکن اس کا علم کم نہیں ہوتا۔ اس عالم نے کہا تُو تو کہتا تھا کہ میں نہ عالم ہوں نہ جاہل۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہی ہے۔ اس عالم نے تیسرا سوال کیا اور وہ یہ تھا کہ تم اپنی نماز میں پڑھتے ہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر وہ عالم اپنے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا جب مسلمان یہ کلمات کہتے ہیں تو زمین و آسمان کے صالحین میں ہر ایک کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں پھر عالم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا تم مومنوں اور مومنات کی مغفرت کی دعا کرتے ہو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اس عالم نے

Marfat.com

کہا کہ جب تم مغفرت کی دعا کرتے ہو زمین و آسمان کے تمام مومنوں کو از آدم تا قیامت دس نیکیاں ملتی ہیں کیا دنیا میں اس کی مثال موجود ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اور وہ یہ کہ جب کوئی آدمی مجمع کثیر یا قلیل سے گزرتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور وہ سلام کا جواب دیتے ہیں تو سب کو دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس عالم نے کہا میں نے امت محمدیہ میں تجھ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

(ابن عساکر، ج ۵، ص ۱۲۰)

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں نظر میں اذان سحر میں
نکالی سینکڑوں ہیں نہریں میں نے اپنے دریا سے
مگر پھر بھی میرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی
کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو نعمت عظمیٰ بنا کر مبعوث فرمایا اور احسان جتلایا آخر کیوں وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

وجہ اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں چنانچہ حدیث میں ہے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے میں دیر فرمائی اور جب تشریف لائے تو آتے ہی سجدہ ریز ہوئے اور ایک طویل سجدہ کیا ہم نے گمان کیا شاید آپ کی روح کو قبض کر لیا گیا ہے پھر جب سجدہ سے سر اٹھایا تو فرمایا:

اِنَّ رَبِّیْ اِسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِهِمْ فَقُلْتُ مَاشِئْتَ اَیْ رَبِّ هُمْ

Marfat.com

خَلْقُكَ وَعِبَادُكَ۔

ترجمہ: بے شک میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ کیا کہ میں امت کے بارے میں کیا سلوک کروں میں نے عرض کی الٰہی وہ تیرے بندے اور تیری مخلوق جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کرے۔

رب تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مشورہ طلب فرمایا میں نے وہی جواب دیا آخر رب تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَنْ اُخْزِیَكَ فِیْ اُمَّتِكَ۔

ترجمہ: میں تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا۔

اور مجھے بشارت دی کہ اول میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار آدمی ایسے ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔ (مسند امام احمد، ج۵، ص۳۹۳)

مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

تلاوت فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل (علیہ السلام) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے معلوم کرو کہ ان پر اس قدر گریہ کیوں طاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے اللہ کو خبر دی اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام

Marfat.com

سے کہا اے جبریل (علیہ السلام) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے کہو:

إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ۔

ترجمہ: ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کر لیں گے اور تجھے رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔ (مسلم شریف، ج۱، ص۱۱۳)

ہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے بڑی محبت تھی یہی وجہ ہے کہ امت کی تکلیف کے تصور نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رلا دیا۔

(ب) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی رضا کا طالب ہے اور اللہ اپنے حبیب کی رضا چاہتا ہے۔

(ج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تجھے رنجیدہ نہ ہونے دیں گے راضی کر لیں گے اور آپ اس وقت راضی ہوں گے جب ساری امت بخشی جائے گی۔

(د) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیارے محبوب ہیں۔ رب آپ کو غمزدہ دیکھتا ہے تو فوراً تسلی دیتا ہے۔

جب آپ کا محبوب ہونا ثابت ہو گیا تو اب سنیے کہ اللہ نے فرمایا کہ میں مومنوں پر احسان کیا کہ ان کو اپنا محبوب دے دیا حالانکہ محبوب دیا نہیں جاتا۔

دنیا دار محبوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کے عیب سننا پسند نہیں کرتے مثلاً ایک آدمی تھا کہ محبوب کبڑا تھا کسی نے اس سے کہا یار تجھے کوئی سیدھے قد والا محبوب نہیں ملا ایک کبڑے پر عاشق ہو گیا ہے۔ وہ دوڑا اور ایک پھولوں کا ہار لا کر اپنے کبڑے محبوب کے گلے میں ڈال دیا اور کہنے لگا میرے

Marfat.com

محبوب کی کمر اتنی نازک ہے کہ پھولوں کے ہار کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکی اور جھک گئی ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کا محبوب ایسا تھا کہ اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے کسی نے دیکھ کر کہا کہ یہ ہے تیرا محبوب اس کا چہرہ تو چیچک کے داغوں سے بھرا ہوا ہے۔ محبّ نے کہا میری نظروں سے دیکھو یہ داغ نہیں ہیں بلکہ آسمان کے ستارے ہیں۔ دیکھا آپ نے جن میں واقعی عیب تھا ان کے محبوں کو وہ عیب بھی ہنر بن کر نظر آیا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب تو ہے ہی عیب سے خالی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ۔

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔

جب دنیا دار لوگ اپنے اپنے محبوب کے عیب سننا پسند نہیں کرتے تو خالق کائنات اپنے محبوب کے عیب سننا کیسے پسند کرے گا۔

محبوباں تے نکتہ چینی جیہڑا کرن تو باز نہیں اوندا
اصل منافق جانیں اسنوں اوتے جھوٹا پیار جتوندا

سانوں ذسیا عشق دے مفتی جہڑا مڑ مڑ ایہہ فرموندا
اعظم جتھے دل لگ جاوے اوتھے عیب نظر نہیں اوندا

یہ بات ذہن نشین رہے کہ دنیاوی محبوب کی محبت بعض اوقات گناہ کی طرف لے جاتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نیک اعمال کی طرف لے جاتی ہے۔

دنیاوی محبوب کی محبت عارضی ہے صرف جوانی تک محدود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دائمی ہے۔ ایک معشوق کے دو عاشق ہو جائیں تو آپس میں لڑ لڑ کر مر جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کروڑوں عاشق ہیں آپس میں گہری محبت ہے بلکہ یہ محبت بڑھتی رہتی ہے۔

Marfat.com

زندگی میں ایک دور ایسا آتا ہے کہ دنیاوی محبوب کا حسن و جمال گھٹنے لگتا ہے لیکن حضور ﷺ کا حسن و جمال اس عیب سے پاک ہے ہر آن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝

ترجمہ: آپ کی ہر گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

وجہ دوم:

تمام نعمتیں صرف دنیا میں کام دیتی ہیں جہاں انسان کی آنکھ بند ہوئی موت آئی۔ کوٹھی، بنگلہ، گاڑی، مربعے، ملیں، فیکٹریاں، مال و دولت، درہم و دینار، دولت کے انبار اب دوسروں کے ہو گئے۔ تمام رشتے منقطع اولاد جلد دفن کرنے کی تیاری میں ہے۔ سارے اعضائے انسانی جواب دے گئے اور اس بات میں تو شک نہیں کہ موت تو اٹل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: تم فرما دو وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا۔

ایک رات ایک شخص نے خواب دیکھا کہ گویا میں ایک وسیع میدان میں ہوں یکا یک ایک شیر نہایت خوفناک صورت کا مجھے پکڑنے کے لئے میرے پیچھے

Marfat.com

دوڑا میں شیر کے خوف سے بھاگا جہاں اور جس طرف جاتا ہوں وہ میرے پیچھے ہے مجھے کہیں پناہ نہیں ملتی پھر اچانک سامنے ایک کنواں نظر آیا جس کے کنارے ایک درخت ہے درخت کی شاخیں کنویں میں لٹکی ہوئی ہیں میں جلدی سے ان شاخوں کو پکڑ کر کنویں میں لٹک گیا لیکن وہ شیر آ کر کنویں کے قریب کھڑا ہو گیا مجھے کچھ آرام مل گیا مگر جس وقت میں نے دیکھا تو ایک اژدھا منہ کھولے میرے گرنے کا منتظر ہے الٰہی اوپر شیر ہے نیچے اژدھا ہے کیا کروں۔ خیر درخت کی شاخیں پکڑ کر لٹکا رہا مگر وہاں بھی خیریت نظر نہ آئی جن شاخوں کو میں نے پکڑ رکھا تھا ان کو دو چوہے کاٹ رہے ہیں ایک سیاہ اور دوسرا سفید۔ یہ ہولناک خواب دیکھ کر بیدار ہوا صبح کو یہ خواب ایک بزرگ کے سامنے بیان کیا انہوں نے کہا یہ خواب جو تم نے دیکھا ہے سارا جہاں اس مصیبت میں گرفتار ہے۔ شیر موت کا فرشتہ ہے وہ درخت تیری زندگی ہے اور دو چوہے دن رات ہیں جو تیری زندگی ختم کرتے جا رہے ہیں اور اژدھا قبر ہے جو تیرا انتظار کر رہی ہے۔

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مر جاناں
دیگر تے دن آیا محمد اوڑک نوں ڈب جاناں

بہرحال موت اٹل ہے اور موت کے آنے پر تمام نعمتیں منہ موڑ جاتی ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ ایک ایسی نعمت ہیں جو دنیا میں موت کے وقت قبر میں، حشر میں، دوزخ اور جنت میں بھی کام آتے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

حضور ﷺ کہاں کہاں کام آتے ہیں:

(۱) دنیا میں:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ، حضرت

Marfat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ سیدہ نے اپنے گلے سے سونے کی ایک زنجیر اتاری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے کہا یہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے تحفہ دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ کیا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں جہنم کی ایک زنجیر ہے۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور وہاں نہ بیٹھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت اس زنجیر کو فروخت کر دیا اور جو قیمت وصول ہوئی اس سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰی فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دوزخ سے آزاد کر دیا۔

(مسند امام احمد، ج ۵، ص ۲۷۸۔ المستدرک، ج ۳، ص ۱۵۳۔ الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۵۵۷)

(۲) موت کے وقت:

(ا) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی رکھا کرتا اور آپ کی نعلین شریف لا کر رکھ دیتا وہ بیمار ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں لا الہ الا اللہ ...... الخ کہہ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور باپ کو خاموش دیکھ کر خود بھی خاموش ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ یہی فرمایا اس نے پھر اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کہا ابوالقاسم

Marfat.com

کی بات مان لو۔ اس لڑکے نے پڑھ لیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے یہ فرماتے ہوئے اُٹھے اللہ کا شکر ہے جس نے میری وجہ سے اسے جہنم سے بچا لیا۔ (کتاب الاثار، ص ۷۷)

اور ایک روایت ہے کہ وہ لڑکا اسی وقت مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور کفن پہنایا اور پھر اپنے ہاتھ سے دفن فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازے کے ساتھ چلے تو پنجوں کے بل چلتے ہیں پورا قدم زمین پر نہیں رکھتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا آسمان سے اس قدر کثیر تعداد میں فرشتے آئے ہیں کہ مجھے پورا پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔

(ابن کثیر، ج ۳، ص ۵۴۔ احسن، ص ۹۵)

لوئے لوئے بھر لے کُڑیئے جے تدھ بھانڈا بھرنا
شام پئی بن شام محمد گھر جاندی نے ڈرنا

(ب) تیمور لنگ کی اولاد میں سے بعض نے خبر دی کہ جب تیمور لنگ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو بڑا مضطرب ہوا اور اس کے چہرے کی رنگت سیاہ ہوگئی پھر کچھ دیر بعد اس کو کچھ افاقہ ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ تیرے اس اضطراب کا سبب کیا ہے اور تیرا چہرہ کیوں سیاہ ہو گیا۔ تیمور لنگ نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے بعد ازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فرشتوں سے فرمایا یہاں سے چلے جاؤ۔ تیمور لنگ میری اولاد سے محبت کرنے والا ہے اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا تھا اس پر عذاب کے فرشتے چلے گئے۔

(الصواعق المحرقہ، ص ۲۴۶)

Marfat.com

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روزِ جزا
دی انکی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(ج) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی قریب المرگ ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھو اس سے پڑھا نہیں جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا وہ نماز پڑھتا تھا عرض کی گئی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی پر داخل ہوئے اور فرمایا پڑھ لا الہ الا اللہ اس نے کہا یہ کلمہ میں کہہ نہیں سکتا فرمایا کیوں اس نے کہا میں اپنی والدہ کا نافرمان تھا۔ فرمایا کیا وہ زندہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا وہ زندہ ہے فرمایا اسے بلاؤ جب وہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرا لڑکا ہے اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک زبردست آگ جلائی جائے اور تجھ سے کہا اگر تو سفارش کرے اپنے لڑکے کی تو فبہا ورنہ ہم تیرے لڑکے کو اس آگ میں ڈالتے ہیں۔ تو بتا تُو سفارش کرے گی۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو اپنے اس لڑکے سے راضی ہو جا اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اب کہو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ......الخ اس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ بِیْ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے میری وجہ سے اسے جہنم سے بچا لیا۔ (الترغیب، ج ۳، ص ۳۳۱)

Marfat.com

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ موت کے وقت بھی کام آتے ہیں۔

موت بھری آنے والی آئے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی

(۳) قبر میں:

(ا) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو:

سَبَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰی فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ نے سبحان اللہ فرمایا پھر اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی کہا لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ ارشاد فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی اللہ نے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا ہے۔

(ب) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی فوت ہو جائے اور اس کی قبر پر مٹی برابر کر چکو تو تم میں سے کوئی اس کے سرہانے کھڑا ہو اور فلاں بن فلاں کہہ کر پکارے بے شک وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا دوبارہ پھر یونہی ندا کرے وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا سہ بارہ اسی طرح آواز دے اب وہ جواب دے گا کہ ہمیں ارشاد کر اللہ تجھ پر رحم کرے مگر تمہیں اس کے جواب کی خبر نہ ہوگی اس وقت یوں کہے:

اُذْکُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

Marfat.com

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا فَاِنَّ مُنْكَرًا وَنَكِيْرًا يَاْخُذُ كُلُّ اَحَدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ وَيَقُوْلُ اِنْطَلِقْ بِنَامَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لُقِنَ حُجَّتُهٗ۔

(کتاب الروح، ص ۱۷۔ فتح الملہم، ج ۴، ص ۴۶۶۔
شامی، ج ۱، ص ۶۲۹۔ طحاوی، ص ۳۷۳)

یاد کرو وہ بات جس پر تو دنیا سے نکلا تھا گواہی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ تو نے پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور قرآن کو پیشوا نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم کیا بیٹھیں اس کے پاس جس کو اس کی حجت سکھا دی گئی

(ج) بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضور ﷺ ایک دراز گوش پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ سامنے دو قبریں نمودار ہوئیں دراز گوش دو پاؤں سے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ اُتر پڑے اور فرمایا ان قبروں والوں پر عذاب ہو رہا ہے جیسے دیکھ کر خچر گھبرا گیا ان میں سے ایک تو اونٹوں کا چرواہا تھا جو اونٹوں کے پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔ دوسرا چغلخور تھا اس لئے عذاب قبر میں گرفتار ہوئے۔ یہ فرما کر کھجور کی ایک شاخ دو چیریں فرما کر دونوں پر گاڑ دیں اور فرمایا جب تک یہ تر ہیں عذاب قبر میں تخفیف ہو گی۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوئے:

(۱) حضور ﷺ کی آنکھوں کے سامنے کوئی چیز آڑ نہیں بن سکتی۔ آپ ﷺ پس پردہ بھی دیکھتے ہیں دیکھو عذاب قبر ہزاروں من مٹی کے نیچے ہو رہا ہے لیکن حضور ﷺ قبر کے اوپر سے دیکھ رہے ہیں۔

(۲) حضور ﷺ جس جانور پر سوار ہو جائیں اس جانور کی آنکھوں سے بھی

Marfat.com

حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں خچر نے حضور ﷺ کی برکت سے قبر کا عذاب دیکھ لیا اگر حضور ﷺ ایک خچر پر سوار ہو جائیں تو اس کی نگاہ میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ منوں مٹی کے نیچے عذاب قبر کو دیکھ سکتی ہے اور اگر حضور ﷺ ہجرت کی رات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سوار ہو جائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں کتنی طاقت آ گئی ہو گی۔

(۳) حضور ﷺ ہر شخص کے ظاہری اور باطنی حالات سے واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک چغلخور تھا اور دوسرا پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ ان دونوں نے یہ اعمال حضور ﷺ کے سامنے نہ کئے تھے لہٰذا حضور ﷺ ہمارے ہر عمل سے خبردار ہیں۔

(۴) حضور ﷺ دافع البلاء اور مشکلکشا ہیں ان دونوں اہل قبور کا عذاب دور فرمایا اور اپنے سے ان کو فائدہ پہنچایا ان کی مصیبت کو دور فرمایا۔

(۵) تر سبزہ کی تسبیح کی برکت سے مومن کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے لہٰذا اگر قبر پر تلاوت قرآن کی جائے تو اس کا فائدہ بھی صاحب قبر کو ہو سکتا ہے کیونکہ سبزہ کی تسبیح سے مومن کی تلاوت قرآن افضل و اعلیٰ ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔ ہر چیز حمد کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ لہٰذا خشک چیز بھی تسبیح پڑھتی ہے لیکن اس کی تسبیح سے عذاب قبر دفع نہیں ہوتا اسی طرح جو خشک ہیں ان کی تلاوت قرآن بے فائدہ ہے جیسے وہابی۔ مومن کے دل میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی تری اور سبزی ہے اس لئے ان کا ذکر بھی تاثیر والا ہے۔

(۷) مومن کی قبر پر سبزہ پھول ڈالنا مفید ہے کہ حضور ﷺ نے تر شاخ قبر پر لگائی۔

(۸) حلال جانور کا پیشاب نجس ہے اس سے پرہیز ضروری ہے اس کی وجہ

Marfat.com

سے عذاب قبر لازم آتا ہے دیکھو اونٹ حلال جانور ہے مگر اس کا پیشاب عذاب کا باعث بنا۔

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

نوٹ:۔ حدیث زیر بحث کی مکمل تشریح درکار ہو تو ہماری کتاب ''خطبات صدیقیہ'' جلد اول کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

(۴) حشر میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میرے لئے خاص طور پر سفارش فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا میں سفارش کروں گا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابتداء میں تو مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی اگر آپ پلصراط پر نہ ملیں تو فرمایا میزان پر میں نے عرض کی اگر آپ میزان پر بھی نہ ملیں فرمایا تو پھر حوض پر میں ان جگہوں کو نہ چھوڑوں گا۔ (مشکوٰۃ، ج۳، ص۸۶)

(ا) پلصراط:

پلصراط پندرہ ہزار سال کی راہ کے برابر لمبا ہوگا پانچ ہزار سال چڑھائی کا راستہ پانچ ہزار ہموار راستہ اور پانچ ہزار سال ڈھلوان راستہ ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا اور ہر ایک نے اس پر سے گزرنا ہے اور پلصراط کی دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں سر رکھ کر گڑگڑا کر اپنی امت کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتے ہوں گے۔

Marfat.com

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب سلم دعائے محمد ﷺ

(ب) میزان:

قیامت کے دن ایک آدمی کے لئے دوزخ کا حکم ہوگا حضور ﷺ اس کی وجہ پوچھیں گے کہا جائے گا اس کا نامہ اعمال تولا گیا نیکیاں کم ہیں۔ حضور ﷺ فرمائیں گے میرے سامنے تولا جائے چنانچہ دوبارہ تولا جائے گا اور حضور ﷺ ایک کاغذ کا ٹکڑا اپنی جیب سے نکال کر اس کی نیکیوں میں ڈال دیں گے نیکیوں کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور وہ درود پاک ہوگا جو نجات کا باعث بنے گا۔

فقط اک ذات ہے مصطفٰے کی جو کہ محشر میں بھی کام آئے
کوئی انسان ورنہ کسی کا حشر تک ساتھ دیتا نہیں ہے

(ج) حوض کوثر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے حوض کی درازی اتنی ہے جتنی مقام ایلہ وعدن کے درمیان فاصلہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا جس میں دودھ ملا ہوا ہو اور اس کے پینے کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں میں غیر امتوں کے لوگوں کو اس سے روکوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی آپ ﷺ اپنی امت کو پہچان لیں گے فرمایا ہاں ان کے اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے۔

میرے آقا ہیں محبوب رب جلیل وہ خدا کی عدالت میں سب کے وکیل
ہیں وہی سب سے زیادہ حسین وجمیل جس کی دو بوند ہیں کوثر وسلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

Marfat.com

قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا مومن کہیں گے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا اب دربارِ خداوندی میں ہماری سفارش کون کرے گا لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے سفارش کی التجا کریں گے وہ کہیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر مومن حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور وہ ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب تمام لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے تمہیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب مومن میرے پاس آئیں گے اللہ مجھے اجازت دے گا میں دربار خداوندی میں کھڑا ہوں گا اور میری مجلس خوشبو سے نہایت معطر ہو گی میں رب کے دربار میں آؤں گا پھر میں سفارش کروں گا۔

وَيَجْعَلُ لِي نُورًا مِنْ شَعْرِ رَأْسِي إِلَى ظُفْرِ قَدَمِي۔

مجھے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک نور بنا دیا جائے گا۔ (دارمی، ج ۲، ص ۲۲۴۔ طبرانی کبیر، ج ۱۷، ص ۳۲۰)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تفسیر ہے
سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفےٰ کو دیکھ کر
وہ مصور کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

(۵) جنت میں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر نبی کا ایک منبر نور کا ہو گا

Marfat.com

اور میں سب سے بلند منبر پر ہوں گا منادی آ کر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم؟ انبیاء علیہم السلام کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں۔ کسے یاد فرمایا ہے منادی واپس جائے گا دوبارہ آ کر یوں ندا کرے گا کہاں ہیں نبی اُمی عربی صلی اللہ علیہ وسلم اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر سے اُتر کر جنت کی طرف تشریف لے جائیں گے اور دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے لئے تجلی فرمائے گا اور آپ سے پہلے کسی کے لئے تجلی نہ فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے لئے سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان فرمائیں گے کہ اولین و آخرین میں سے کسی نے ایسی حمد بیان نہ کی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اقدس اُٹھایئے کلام کرو سنا جائے گا۔ شفاعت کرو قبول ہو گی۔ سوال کرو پورا ہو گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ (ابن حبان، ج ۸، ص ۱۳۷)

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

وجہ سوم:

ساری نعمتیں تبھی نعمتیں کہلا سکتی ہیں جبکہ ان سے کام صحیح لیا جائے ورنہ وہ نعمتیں زحمتیں بن جاتی ہیں ان نعمتوں سے درست کام لینے کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا مثلاً ہاتھ خدا کی نعمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے بارے میں فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ امن میں رہیں۔

اور زبان کے بارے میں فرمایا انسان سچ بولتا ہے تو سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ پاؤں کے بارے میں فرمایا جو

Marfat.com

مومن گھر سے باوضو ہو کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو مسجد پہنچنے پر ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ سر کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ حشر کے میدان میں بعض کاملین خدا کا دیدار کر کے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کریں گے جب سجدے سے سر اُٹھائیں گے تو حشر کے میدان کی کاروائی ختم ہو چکی ہو گی دوزخی دوزخ میں جنتی جنت میں جا چکے ہوں گے وہ لوگ بھی وہاں سے اڑتے ہوئے جنت میں چلے جائیں گے ایک ہی سجدے میں سارا حشر کا میدان ختم ہوا۔ حشر میں لوگ طرح طرح کے مصائب و آلام میں گرفتار ہوئے مگر عاشقان خدا کا ایک سجدہ بھی پورا نہ ہوا۔

(اکرم، ص ۵۷)

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبیں نیاز میں
سلام اس پر جلائی شمع عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیدار سجدوں کو جبینوں میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت معجزات کا مجموعہ ہے

حمل شریف میں تشریف آوری:

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواھب لدنیہ میں لکھا ہے:

لَمْ یَبْقَ فِیْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ دَارٌ اِلَّا شَرَقَتْ وَلَا مَكَانٌ اِلَّا دَخَلَهُ النُّوْرُ۔

ترجمہ: جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حمل میں تشریف لائے ایک ایک گھر اور ایک ایک جگہ نور سے معمور ہوئی۔

گھر گھر روشنی پہنچانا آفتاب کا کام ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہر

Marfat.com

گھر پہنچا وجہ یہ ہے کہ سورج اور حضور ﷺ کا لقب ایک ہے۔ سورج بھی سراج ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ اور سورج کو سراج بنایا اور حضور ﷺ بھی سراج ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔ روشنی دینے والا سراج چونکہ دونوں کا لقب سراج ایک ہے لہٰذا دونوں کا کام بھی ایک دونوں نے گھر گھر روشن کر دیا۔

سلام اس پر اندھیرے میں اجالا کر دیا جس نے
خدا کے نور سے دونوں جہاں کو بھر دیا جس نے

ایام حمل:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایام حمل میں جب راستہ پر چلتی جو پتھر میرے قدموں کے نیچے آتا وہ موم کی طرح نرم ہو جاتا۔

وَكَانَتْ غَمَامَةُ النُّوْرِ تَظُلُّ عَلٰى رَأْسِهَا وَالطُّيُوْرُ تَتَنَزَّلُ مِنَ الْجَدِّ تَتَبَرَّكُ بِفُؤَادِهَا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے سر پر نور کا بادل دھوپ کے وقت سایہ کرتا آسمان سے پرندے نازل ہوتے اور آپ کے دل سے برکت حاصل کرتے۔

یہ جانور دنیا کے جانور نہ تھے بلکہ فرشتے تھے اور یہ درحقیقت زیارت تھی اس آفتاب رسالت کی جو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حمل میں تھا جیسے اندھیری رات میں چلنے والا مسافر بار بار دیکھتا ہے کہ کب چاند طلوع ہو اور میرا راستہ روشن ہو جائے اسی طرح فرشتے انتظار کرتے تھے کہ کب شمس الانبیاء دنیا میں تشریف لائیں اور کفر وشرک کی تاریکیاں دور ہوں۔

Marfat.com

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

شب ولادت:

روضن الغائق میں لکھا ہوا ہے کہ یمن میں ایک عامر نامی بت پرست اپنے بت خانے میں بیٹھا تھا سید المرسلین ﷺ کی ولادت کے وقت آپ کا نور مشرق سے مغرب شمال سے جنوب زمین سے آسمان تک محیط تھا حق نے عامر کے سامنے سے پردہ اٹھایا۔ عامر نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ملائکہ اترے پہاڑ اور درخت سجدہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے یکا یک عامر کا بت گرا اور اس سے آواز آئی۔

وُلِدَ النَّبِیُّ الْمُنْتَظَرُ الَّذِیْ یُخَاطِبُہُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ وَیَنْشَقُّ لَہُ الْقَمَرُ۔

ترجمہ: وہ نبی مکرم پیدا ہوا جس کا انتظار کیا جا رہا تھا اس سے پتھر اور درخت کلام کریں گے اس کے لئے چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا۔

یہ دیکھ کر عامر نے اپنی بیوی سے پوچھا تم نے بھی سنا جو میں سنتا ہوں اس نے کہا ہاں۔ عامر نے یہ پوچھا کہ وہ کہاں پیدا ہوا ہے اور کیا نام ہے۔ آواز آئی مکہ میں پیدا ہوا نام محمد ﷺ ہے۔ عامر کی ایک اپاہج لڑکی تھی اس نے عرض کی اگر اس نور میں برکت ہے تو مجھے بھی اس کا حصہ ملے۔ اللہ نے اس کو تندرست کر دیا۔ عامر یہ دیکھ کر مکہ آیا اور حضور ﷺ کی زیارت کی اور حضور ﷺ کی محبت میں جان دے دی۔ (احسن، ص ۲۶)

کروں ترے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

Marfat.com

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میرے سامنے ایک عظیم پرندہ ظاہر ہوا اور اس نے ایک نرم و نازک جوان کی صورت اختیار کر لی (اور وہ حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے) اور اس کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت سے بھرا ہوا پیالہ تھا۔ اس نے مجھے وہ پیالہ دے کر کہا اسے پی لو میں نے اسے پی لیا پھر اس نے مجھ سے کہا سیر ہو کر پیو میں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر اس نے کہا اور پیو میں نے اور پیا پھر اس نے ہاتھ میرے شکم اطہر پر پھیرا اور عرض کی یا سید المرسلین ظہور فرمایئے یا خاتم النبیین جلوہ فرما ہو جایئے یا رحمۃ للعالمین قدم رنجہ فرمایئے یا نور من نور اللہ جلوہ فرما ہو جایئے بسم اللہ اے محمد تشریف لایئے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے جہان میں رونق افروز ہوئے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''

(المیلاد النبوی، ص ۳۳)

سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین بن کر
سلام اس پر جو آیا صادق الوعد و امیں بن کر

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل حضرت جبریل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کہا۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہا اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نوریوں کے سردار ہیں پتہ چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا یہ نوریوں کا طریقہ ہے ناریوں کا نہیں۔ الحمد للہ ہم اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ

Marfat.com

وسلام پیش کر کے نوریوں کی سنت پر عمل کرتے ہیں بلکہ صلوٰۃ وسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنت ہے دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

دلیل اول:

علامہ رہاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا ہی تھا کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی جب تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے دسترخوان پر نہ آجائیں کھانا ہرگز تناول نہ فرمائیں یہ کہہ کر جبریل امین علیہ السلام نے دونوں بچوں کی داستان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی (کہ وہ دونوں فوت ہو گئے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر سخت صدمہ گزرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر اپنے بیٹوں کو بھی بلاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اس رزق میں ان کا بھی حصہ ہے۔ یہ سن کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ تذبذب میں پڑ گئے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دروغ گوئی کو مناسب نہ سمجھا اور لاشوں والا ٹوکرا اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی مسخ شدہ لاشیں دیکھیں تو رونے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مبارک بچوں پر ڈال دی اور آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے کائنات کو عدم سے وجود میں لانے والے میں تیرے لطف وکرم سے بھیک مانگتا ہوں کہ جابر کے مردہ بچوں کو زندہ کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہی ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہوئے ادھر دونوں بھائی اللہ کی قدرت سے زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے بے ساختہ نکلا ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''

(جامع المعجزات، ص ۲۵۵)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب

Marfat.com

کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو مسجد نبوی میں آتے نماز پڑھتے اور پھر روضہ انور پر حاضر ہوتے اور کہتے ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''۔ (مقام حیات، ص ۶۱۱)

بلکہ صلوٰۃ وسلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت بھی ہے چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا اے موسیٰ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری زبان پر تیرے کلام سے تیرے دل میں تیرے خیال سے تیرے بدن میں تیری روح سے تیری آنکھ میں نور بصارت سے اور تیرے کان میں قوت سامعہ سے میں زیادہ تیرے قریب ہو جاؤں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے اس طرح درود پڑھو۔ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''۔

(مکاشفۃ القلوب، ص ۳۶)

اب سنیئے سنت اولیاء بھی ہے شمس العارفین حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مخدوم جہانیاں مناسک حج سے فارغ ہوئے مدینہ تشریف لے گئے جب روضہ شریف کی زیارت کر رہے تھے تو مجاوروں نے آپ سے نام اور ذات پوچھی فرمایا نام جلال الدین ہے اور ذات سید ہے۔ انہوں نے کہا یہ جھوٹ ہے کیونکہ سید سفید ہوتے ہیں اور آپ کا رنگ کالا ہے۔ آپ نے فرمایا میں جھوٹ نہیں کہتا انہوں نے کہا اگر آپ سید ہیں تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر پکارو اگر روضہ شریف سے ندا آئی تو تمہارا قول تسلیم کر لیا جائے گا۔ مخدوم جہانیاں نے ان کے کہنے کے مطابق حق تعالیٰ کے حضور متوجہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے سامنے بڑے عجز و نیاز سے کہا:

''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ''

اسی وقت اندر سے آواز آئی ''لبیک یا بنی'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن کر سارے مجاور آپ کے مرید ہو گئے۔ (مرأۃ العاشقین، ص ۷۵)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

التوسل

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمال کے علاوہ اللہ کے پیاروں کا وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آ گئے اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ اعمال کے علاوہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

ترجمہ: اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے آستانہ پر آ جائیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ بھی یارسول اللہ ﷺ ان کی سفارش کریں تو بے شک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر مجرم کے لئے ہر وقت تا قیامت وسیلہ مغفرت ہیں۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ○

ترجمہ: ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف پھرتے دیکھ رہے ہیں ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں جس سے آپ راضی ہیں۔

Marfat.com

معلوم ہوا کہ کعبہ حضور ﷺ کے وسیلے سے قبلہ بنا ہے جب کعبہ حضور ﷺ کے وسیلے کا محتاج ہے تو ماوشما کس شمار میں ہیں جو لوگ وسیلہ کے منکر ہیں ان کو چاہیے کہ وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھیں مل کر کسی مندر یا گوردوارے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ○

سامری بولا میں نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے سے ایک مٹھی مٹی لی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ (اور بچھڑا آواز دینے لگا)

معلوم ہوا کہ گھوڑی کے پاؤں کی خاک کے وسیلے سے سونے کے بے جان بچھڑے میں جان پڑ گئی۔

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ○

حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا عطا کر دوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت جبریل امین علیہ السلام کے وسیلے سے لڑکا ملا۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ ○

ترجمہ: ہم نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کو پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ۔

حق نبی کریم ﷺ کا نام ہے ابن ماجہ ص ۹۶ پر ہے محمد حق محمد مصطفےٰ ﷺ حق ہیں اور باطن میں با مصاحبت کے لئے ہے توسل ثابت ہوا جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ میں نے قلم کے وسیلے سے لکھا لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے وسیلے سے

Marfat.com

تمام کائنات پیدا ہوئی حدیث قدسی ہے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ اے محبوب اگر تو نہ ہوتا میں آسمان پیدا نہ کرتا۔ زرقانی، ج ا، ص ۴۴ میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا ○

اے آدم اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو نہ میں تجھے پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام
تو زمین کا نور ہے تو آسمان کا نور ہے

انبیاء علیہم السلام سے توسل

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کبیر ابو عبداللہ قرشی سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ مصر میں بڑی گرانی واقع ہوئی تو شیخ دعا کے لئے متوجہ ہوئے اس پر آپ سے کہا گیا کہ تم دعا نہ کرو اس باب میں تم میں سے کسی کی نہ سنی جائے گی شیخ فرماتے ہیں میں نے شام کی طرف سفر کیا جب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزار کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات کی میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول آپ میری میزبانی اور ضیافت میں اہل مصر کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی تو گرانی ختم ہوگئی۔ (فتاویٰ حدیثین، ص ۱۸۸)

معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وسیلے سے اہل مصر گرانی سے نجات پا گئے اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول عالم برزخ میں رہ کر بندوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ ○ (المومن، ۳۴)

ترجمہ: اور اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل کے ساتھ آ چکے ہیں۔

کنعان سے مصر تک حضرت یوسف علیہ السلام کے پہنچنے کی تفصیل:

وہب بن منبہ اور دیگر نے کہا: جب مالک بن دعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں سے خریدا تو انہوں نے ایک دوسرے کو یہ دستاویز لکھ کر دی: مالک بن دعر نے یعقوب کے فلاں فلاں بیٹوں سے یہ غلام بیس درہم کے عوض خرید لیا ہے اور ان کے بھائیوں نے یہ شرط عائد کی تھی کہ یہ بھاگا ہوا غلام ہے اور اس کو زنجیروں اور بیڑیوں میں باندھ کر رکھا جائے اور انہوں نے اس پر اللہ کو گواہ بنایا تھا، رخصتی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ تمہاری حفاظت کرے، ہر چند کہ تم نے مجھے ضائع کر دیا ہے، اللہ تمہاری مدد کرے ہر چند کہ تم نے مجھے رسوا کیا ہے، اور اللہ تم پر رحم کرے اگرچہ تم نے مجھ پر رحم نہیں کیا، انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زنجیروں اور بیڑیوں سے باندھ کر ننگے پالان پر بٹھایا یعنی پالان پر کوئی فرش یا بچھونا نہیں تھا، جب وہ قافلہ آل کنعان کی قبروں کے پاس سے گزرا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی والدہ کی قبر کو دیکھا، اور ایک سیاہ فام حبشی ان کے پہرے پر مامور تھا، اس لمحہ وہ غافل ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو اپنی والدہ کی قبر پر گرا دیا اور ان کی قبر پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ اور ان کی قبر سے گلے لگ گئے اور اضطراب سے کہنے لگے: اے میری ماں! سر اُٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھئے، وہ کس طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے۔ اس کو اس کے بھائیوں نے اس کے والد سے جدا کر دیا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم کو اپنی رحمت کے مستقر میں جمع کر

Marfat.com

دے، بے شک وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، ادھر جب اس حبشی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پالان پر نہیں دیکھا تو وہ پیچھے دوڑا، اس نے دیکھا کہ وہ ایک قبر کے پاس ہیں، اس نے اپنے پیر سے خاک پر ٹھوکر ماری اور حضرت یوسف علیہ السلام کو خاک پر لوٹ پوٹ کر دیا۔ اور آپ کو دردناک مار لگائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: مجھے مت مارو، اللہ کی قسم میں بھاگا نہیں تھا، میں جب اپنی ماں کی قبر کے پاس سے گزرا تو میں نے چاہا کہ میں اپنی ماں کو الوداع کہوں اور میں دوبارہ ایسا کام نہیں کروں گا جو تم کو ناپسند ہو۔ اس حبشی نے کہا: اللہ کی قسم تو بہت بُرا غلام ہے، تو کبھی اپنے باپ کو پکارتا ہے اور کبھی اپنی ماں کو پکارتا ہے، تو نے اپنے مالکوں کے سامنے ایسا کیوں نہیں کیا؟ تب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا کی: اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرے یہ کام خطا ہیں تو میں اپنے دادا حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما۔ تب آسمان کے فرشتوں نے چیخ و پکار کی اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے یوسف! اپنی آواز کو پست رکھیں، آپ نے تو آسمان کے فرشتوں کو رُلا دیا ہے، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں زمین کا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر کے اس زمین کو الٹ پلٹ کر دوں! حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: اے جبریل ٹھہرو! بے شک اللہ تعالیٰ حلیم ہے جلدی نہیں کرتا، تو جبریل علیہ السلام نے زمین پر اپنا پر مارا تو زمین پر اندھیرا چھا گیا اور گرد و غبار اڑنے لگا اور سورج کو گہن لگ گیا اور قافلہ اس حال میں تھا کہ کوئی شخص دوسرے کو نہیں پہچان رہا تھا، قافلہ کے سردار نے کہا: تم میں سے کسی نے ضرور کوئی ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہیں کیا گیا تھا، میں اتنے طویل عرصہ سے اس علاقہ میں سفر کر رہا ہوں، اور میرے ساتھ کبھی اس قسم کا معاملہ پیش

Marfat.com

نہیں آیا، تب اس حبشی غلام نے کہا میں نے اس عبرانی غلام کو ایک تھپڑ مارا تھا، تب اس نے آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کچھ دعا کی، پتا نہیں اس نے کیا دعا کی، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ہمارے خلاف دعا کی تھی۔ سردار نے کہا تو نے ہمیں ہلاک کرنے کا سامان کر دیا، اس غلام کو ہمارے پاس لے کر آؤ، وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر آیا، سردار نے ان سے کہا اے لڑکے! اس نے تم کو تھپڑ مارا جس کے نتیجہ میں ہم پر وہ عذاب آیا جو کہ تم دیکھ رہے ہو، اگر تم بدلہ لینا چاہتے ہو تو تم جس سے چاہو بدلہ لے لو اور اگر تم معاف کر دو تو تم سے یہی توقع ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اس امید پر اس کو معاف کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے گا، تو اسی وقت وہ گرد و غبار چھٹ گیا اور سورج ظاہر ہو گیا اور مشرق اور مغرب میں روشنی پھیل گئی اور وہ سردار صبح و شام حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کرتا تھا اور آپ کی تعظیم و تکریم کرتا تھا حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر پہنچ گئے۔ (تبیان القرآن، جلد ۵)

حضرت دانیال علیہ السلام:

البدایہ والنہایہ ج ۲، ص ۴۱ میں ہے کہ یونس بن بکیر حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے قلعہ تُستر فتح کیا تو ہرمزان کے گھر کے مال و متاع میں ایک تخت پایا جس پر ایک آدمی کی میت تھی اور اس کے سر کے قریب ایک مصحف تھا ہم نے وہ مصحف اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے اس کو عربی میں لکھ دیا عرب میں مَیں پہلا آدمی ہوں جس نے اس کو پڑھا میں نے اسے قرآن کی طرح پڑھا۔ ابو خالد بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے کہا

Marfat.com

اس صحیفہ میں کیا تھا انہوں نے کہا تمہارے امور اور احوال اور تمہارے کلام کے لہجے اور آئندہ ہونے والے واقعات میں نے کہا تم نے اس آدم کا کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے دن کے وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں جب رات آئی تو ہم نے انہیں دفن کر دیا اور تمام قبروں کو برابر کر دیا تاکہ وہ لوگوں سے مخفی رہیں اور کوئی ان کو قبر سے نہ نکالے میں نے کہا ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں۔ انہوں نے کہا جب بارش رک جاتی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لے جاتے تو بارش ہو جاتی میں نے کہا وہ کون تھے انہوں نے کہا وہ حضرت دانیال علیہ السلام تھے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی کہ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دفن کرے جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا تو انہیں ان کے تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں ان دونوں روایات سے پتہ چلا کہ:

(۱) نبیوں کا توسل حق ہے ان حضرات کے توسل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔

(۲) اللہ کے نبی عالم برزخ میں زندہ ہوتے ہیں۔

(۳) اللہ کے نبی کے جسم کو مٹی کھاتی نہیں صدیاں گزرنے کے بعد بھی حضرت دانیال علیہ السلام کا جسم صحیح سالم تھا اور ان کی رگیں چل رہی تھیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت محبوب الانبیاء ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے امت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم دفن کرے۔

(دلائل النبوت، ج ۱، ص ۳۸۱۔ البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۴۱، ۴۰)

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حدیث معراج میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازیں عطا فرمائیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے بار بار بارگاہ الٰہی میں تخفیف کی درخواست کی جس کے نتیجے میں آخرکار پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس واقعہ میں حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہری کے بعد ہم دنیا والوں کے فائدے کا وسیلہ بن گئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہل قبور خواہ انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اس قول کا رد فرمایا اور وہ اس طرح کہ پینتالیس نمازیں معاف فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور معاف کرانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معافی حاصل کرنے کے لئے بھیجنے والے اور معافی کا وسیلہ بننے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو صاحب قبر چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ ۔ جب میں بیت المقدس کی طرف جا رہا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ خاص طور پر لفظ قبر ارشاد فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا ثابت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر وہ فائدہ کسی کو نہ پہنچا سکیں اگر سارا جہاں بھی زور لگائے تو فرائض کا ایک سجدہ بھی کم نہیں کرا سکتا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ پینتالیس نماز معاف کرا دیں۔

علاوہ ازیں ایک حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں بار بار بھیج رہے تھے تاکہ ہر مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کا دیدار کریں۔

Marfat.com

جناں اکھیاں دلبر ڈٹھا اساں اوہ اکھیاں تک لیاں
تو ملیوں تے ساجن ملیا ہن اساں لگ گیاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ○

ترجمہ: میں مادر زاد نابینا اور برص کے مریض کو شفایاب کرتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں۔

ان بیماروں کو شفا اور مردوں کو جو زندگی ملتی تھی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے ملتی تھی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ولادت سے قبل آپ کا واسطہ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ○

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمے سیکھ لئے جن کے وسیلے سے دعا کی اور رب نے ان کی توبہ قبول کی۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو دعا کی اے میرے پروردگار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کی اے پروردگار اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں

Marfat.com

ڈالی میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ،

پس میں نے سمجھ لیا کہ تو نے ایسے شخص کا نام اپنے نام کے ساتھ شامل کیا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا مجھے مخلوق میں اس سے زیادہ کوئی پیارا نہیں جب تو نے ان کے وسیلے سے سوال کیا تو میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ (المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵۔ دلائل النبوت، ج ۵، ص ۴۸۹۔ طبرانی صغیر، ج ۲، ص ۸۲۔ طبرانی اوسط، ج ۷، ص ۲۵۹)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قبول ہوئی۔

(۲) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق سے سب سے زیادہ اللہ کو محبوب ہیں

سب سے زیادہ خدا کو محمد سے پیار مہرباں ان پہ ہے پاک پروردگار
وہ ہیں محبوب حق حق کے ہیں راز دار ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

(ل) علامہ زرقانی نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَا آدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ فِیْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاكَ ○

ترجمہ: اے آدم اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لے کر تمام آسمانوں اور زمین والوں کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول کر لیتے۔ (زرقانی، ج ، ص ۶۲)

زمین و آسمان کی مخلوق میں شیطان، نمرود، فرعون، ہامان، ابوجہل، ابولہب سب شامل ہیں۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ان سب کی مغفرت کی دعا مانگتے تو سب کی بخشش ہو جاتی لیکن آپ نے ایسا کیا

Marfat.com

نہیں اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے یہ متذکرہ کفار مردود تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے نصیب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ تھا ان کافروں کے نصیب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ نہ تھا نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ مقبولوں کے نصیب میں ہوتا ہے مردودوں کے نصیب میں نہیں ہوتا۔

(ب) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ○

ترجمہ: اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ نے لعنت کی منکروں پر۔

یہودی جب کافروں سے جنگ کرتے تھے تو وہ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوْثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الَّذِيْ نَجِدُ صِفَتَهٗ فِي التَّوْرَاتِ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمیں ان کافروں پر مدد دے اس نبی کے وسیلے سے جو آخری زمانے میں مبعوث ہوگا جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔

اللہ اس وقت ان کو کافروں پر فتحیاب فرما دیتا تھا لیکن ان کی ازلی بدبختی آڑے آئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا اور مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے پہچاننے کے باوجود آپ کی رسالت کے منکر ہو گئے اور جب ان کو انکا گذشتہ کردار یاد کرایا جاتا تو وہ کہتے یہ وہ نبی نہیں ہے اور کفر پر اڑے رہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا شکار ہو گئے اور بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برسر پیکار بھی ہوتے اور ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

Marfat.com

یہودی حضور ﷺ کے وسیلے کے قائل تھے لیکن جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے وسیلے کے منکر ہیں وہ ان یہودیوں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وسیلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے دلائل قرآن اور حدیث میں بکثرت موجود ہیں ان کا انکار دلیل بدبختی ہے۔

ظاہری حیات میں توسل:

حضرت عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک نابینا آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ میری آنکھوں کے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے کہ تیری آنکھیں اسی طرح رہیں تو یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر دعا کرانا چاہتا ہے تو دعا کر دیتا ہوں اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ دعا فرما دیں اس پر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ دعا مانگ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔ (ترمذی)

الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ محمد ﷺ کے جو رحمت کے نبی ہیں اور یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے پروردگار کی طرف توجہ کرتا ہوں اپنی اس حاجت کے بارے میں تاکہ وہ پوری کی جائے الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث میں نکتہ یہ تھا کہ لوگ عنداللہ آپ کا مرتبہ پہچانیں اور جانیں کہ آپ کا وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے آپ کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی

Marfat.com

ہے اور انسان اپنی مراد کو پا لیتا ہے اور قیامت تک آنے والے آپ کے امتی ضرورت پڑنے پر آپ کے وسیلے سے دعا کریں ان کی دعا قبول ہوگی جیسے کہ اس نابینا کی دعا پر اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔

(ابن ماجہ، ص ۹۹۔ ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۷۔ ابن خزیمہ، ج ۲، ص ۲۲۵۔ المستدرک، ج ۱، ص ۵۱۹۔ طبرانی کبیر، ج ۹، ص ۳۱)

دعا کیونکر نہ مقبول حضرت کے وسیلے سے
خدا نے آج تک ٹالا نہیں کہنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

نوٹ:۔ اس حدیث پر مکمل بحث درکار ہو تو خطبات صدیقیہ حصہ اول کا مطالعہ کریں۔

وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ایک حاجت تھی جو پوری نہ ہو رہی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف نظر التفات نہ فرماتے۔ اس آدمی نے اپنا حال حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہا۔ انہوں نے کہا جا وضو کر اور مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر اور یہ دعا مانگ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ...... الخ اس کے بعد اپنی حاجت طلب کر وہ آدمی گیا اور جو کچھ اس سے کہا گیا تھا اس نے اس پر عمل کیا اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا دربان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ انہوں نے اپنے خاص فرش پر اس کو بٹھایا اور حاجت پوچھی جو اس کی حاجت تھی وہ پوری کر دی اور ساتھ ہی فرمایا تمہیں جو بھی ضرورت ہو مجھے کہنا تا کہ پوری ہو جائے۔ وہ آدمی خوشی خوشی حضرت عثمان

Marfat.com

غنی رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے میری سفارش فرمائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اور میرا کام ہو گیا اور انہوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا حالانکہ اس سے پہلے میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے دعا مانگی اور اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور ساری حدیث بیان کر کے فرمایا کہ میں نے اس پر قیاس کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول موجب قضائے حاجت ہے۔ (طبرانی کبیر، ج ۹، ص ۳۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ ان کو اگر کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ بھی مکمل وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر متذکرہ دعا مانگے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دعا میں وسیلہ بنائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت پوری فرما دے گا۔ نیز دعائے مذکورہ میں ''یا محمد'' کے الفاظ بھی آئے ہیں اور اس حاجتمند نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ دعا پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کہا حاجت پوری ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کو یا محمد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز ہے شرک نہیں اگر شرک ہوتا تو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ان کو یہ دعا تعلیم نہ فرماتے۔

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یارسول اللہ
خدا کا کر لیا گویا نظارہ یارسول اللہ
خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یارسول اللہ

Marfat.com

عرصہ قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل:

امیر المومنین ابو جعفر منصور رضی اللہ عنہ نے امام مالک کے ساتھ مسجد نبوی میں کسی مسئلہ میں بحث کی جس میں ان کی آواز کچھ بلند ہوگئی۔ اس پر امام مالک نے ان سے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں آواز اونچی نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تادیب فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ○

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے ان لوگوں کی جو اپنی آواز نبی کے حضور پست کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ○

ترجمہ: جو لوگ دبی آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بات کرتے ہیں وہی لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

اور مذمت کی اس قوم کی جو حجرے کے باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر بیوقوف ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کی طرف آتے تو ان

Marfat.com

کے حق میں بہتر تھا، اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اور حضور ﷺ کی حرمت وصال کے بعد بھی وہی ہے جو قبل وصال کے تھی۔ امیر المومنین یہ سنتے ہی مؤدب ہو گئے پھر پوچھا اے عبداللہ میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کروں آپ نے فرمایا حضور ﷺ کی طرف سے منہ کیوں پھیرتے ہو وہ تو وسیلہ ہیں آپ کے اور آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے قیامت کے روز لہٰذا آپ حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر شفاعت اور سفارش طلب کیجئے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

ترجمہ: جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو تیرے حضور حاضر ہو جائیں اور اللہ سے مغفرت مانگیں اور رسول ان کے واسطے شفاعت فرما دیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پالیں گے۔ (شفا شریف، ج ۱، ص ۳۲)

امام مالک وہ عظیم ہستی ہے کہ جن کو روزانہ رات کے وقت خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوتی تھی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مومنوں کا خدا کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں۔ حضور ﷺ سب کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ عَنْ اُمَّتِیْ۔ میری شفاعت میری امت کے بڑے بڑے گنہگاروں کے لئے ہوگی۔ قیامت کے دن کوئی بھی آپ کے وسیلے سے بے نیاز نہ ہوگا۔

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کا توسل

تابوت سکینہ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

ترجمہ: بنی اسرائیل کے نبی اشموئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ (طالوت) کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سامان تسکین ہے اور موسیٰ اور ہارون کے چھوٹے تبرکات ہیں اس کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے بلاشبہ تمہارے لئے اس میں عظیم نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔

یہ صندوق شمشاء کی لکڑی کا تھا تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں قدرتی طور پر نبیوں کی تصاویر تھیں یہ صندوق حضرت موسیٰ علیہ السلام تک وراثۃً منتقل ہو کر پہنچا آپ کے بعد یہ بنی اسرائیل کے پاس رہا اس وقت اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا نعلین مبارک، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ عصا مبارک اور الواح کے چند ٹکڑے تھے۔

بنی اسرائیل اس صندوق کو جس میں تبرکات تھے لڑائی کے وقت بڑے ادب سے اپنے آگے رکھتے تھے اور ان کو اس کی برکت سے فتح حاصل ہوتی تھی بوقت حاجت دعا کرتے تے حاجت پوری ہو جاتی۔ لیکن جب بنی اسرائیل کے حالات خراب ہو گئے اور ان میں بد عملی پیدا ہو گئی تو اللہ نے ان پر قوم عمالقہ کو مسلط

Marfat.com

کر دیا وہ ان سے یہ صندوق چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقام پر رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اس توہین کی وجہ سے وہ طرح طرح کے مصائب اور امراض میں مبتلا ہو گئے۔ ان کی پانچ بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ جب وہ بہت زیادہ پریشان ہوئے تو بنی اسرائیل کی ایک عورت نے جوان کے پاس تھی کہا اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو تو اس صندوق کو اپنے ہاں سے نکال دو تمہاری تباہی و بربادی کا سبب اس صندوق کی اہانت ہے ان کو بھی یقین آ گیا۔ آخر انہوں نے اس صندوق کو ایک بیل گاڑی پر رکھا اور دو شریر اور سرکش بیل جوت کر ان کو چھوڑ دیا فرشتوں کے ذریعے یہ بیل گاڑی کالوت بادشاہ کے پاس آئی جو اس کی بادشاہی کی نشانی ثابت ہوئی ان تبرکات کی برکت اور وسیلے سے طالوت کو جنگ میں فتح ہوئی۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کے وسیلے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں جنگوں میں فتح نصیب ہوتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص:

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے بتایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آپ کے فراق میں رو رو کر نابینا ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۝

ترجمہ: میرا یہ قمیص لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

جب یہ قمیص مصر سے چلا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں اپنے پوتوں سے فرمایا اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے۔

Marfat.com

اس دن یعقوب پیغمبر خبراں غیب سنائیاں
اج پیاریاں سجناں ولوں سرد ہوائیں آئیاں

چنانچہ جب قاصد وہ قمیص لے کر آیا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر وہ قمیص ڈال دیا فوراً ان کی بینائی لوٹ آئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے کے وسیلے سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

نبی کی ہڈی کے وسیلے سے بارش:

خلیفہ معتمد بن متوکل کے زمانے میں قحط پڑ گیا۔ خلیفہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ نماز استسقاء ادا کی جائے لوگوں نے تین دن متواتر نماز استسقاء ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی پھر عیسائی لوگ اپنے راہب کے ساتھ باہر نکلے اس راہب نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا تو بارش ہونے لگی پھر دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا بعض جاہل لوگوں کو شک ہوا اور مرتد ہو گئے۔ یہ امر خلیفہ پر شاق گزرا اور اس نے حکم دیا کہ امام ابو محمد الحسن الخالص کو لایا جائے جب وہ تشریف لائے تو خلیفہ نے کہا اپنے نانا جان کی امت کی خبر لیجئے قبل ازیں کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ امام صاحب نے فرمایا کل سب لوگ باہر نکلیں میں شک دور کر دوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے کچھ ساتھی آپ کی قید میں ہیں ان کو آزاد کر دیا جائے۔ خلیفہ نے ان کو آزاد کر دیا پھر جب لوگ بارش کے لئے باہر نکلے اور راہب نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور آسمان پر بادل چھا گئے۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا اس راہب کا ہاتھ پکڑ لو کیا دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ہڈی ہے جو کسی آدمی کے جسم کی تھی وہ

Marfat.com

ہڈی اس کے ہاتھ سے لے لی گئی اور اس راہب سے کہا گیا اب بارش کے لئے ہاتھ اٹھاؤ اس نے ایسا کیا تو بادل غیب ہو گیا اور آفتاب نکل آیا۔ خلیفہ نے امام صاحب سے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا یہ ہڈی ایک نبی کے جسم کی ہے جو اسے کسی قبر سے ملی ہے جب یہ آسمان کو دکھائی جاتی ہے تو بادل چھا جاتے ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے پھر آزمایا گیا واقعی ایسا ہوا اور لوگوں کا شبہ زائل ہو گیا پھر امام صاحب اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (صواعق محرقہ، ص ۲۰۷)

اعتراض:

حدیث میں آیا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں ؑ کے اجسام حرام کر دیئے۔

زمین کی مٹی ان کو کھاتی نہیں۔ لہٰذا یہ ہڈی نبی کے جسم سے کیسے جدا ہو گئی؟

الجواب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَاءَ اللّٰہِ مِنْ قَبْلُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○

تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو تم نے کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض انبیاء قتل کئے گئے بلکہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں چار سو انبیاء کو قتل کیا ہے اور نبی جہاں وفات پاتا ہے وہیں اس کی قبر بنتی ہے لہٰذا دوران قتل کسی نبی کی ہڈی جسم سے جدا ہو گئی جو اس راہب کے ہاتھ آ گئی جس کی وجہ سے اس نے دو دن لوگوں کو شک میں مبتلا کیا۔

Marfat.com

اولیاء سے توسل:

(ا) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے توسل سے دعا مانگتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ ○ (بخاری)

ترجمہ: الٰہی ہم تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے تو تُو بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تری طرف اپنے نبی کے چچا سے توسل کرتے ہیں پس ہم پر بارش برسا دے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بارش برس جاتی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی دونوں سے توسل جائز ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فعل ہے نیز ان کا دستور یہ تھا کہ مشکل اور مصیبت کے وقت توسل کیا کرتے تھے اور اس توسل سے اپنی مرادیں پاتے تھے۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑا جس سال یہ قحط پڑا اس ال کا نام عام الرمادہ یعنی تباہی و بربادی کا سال رکھا گیا۔ کئی مرتبہ نماز استسقاء ادا کی گئی لیکن بارش نہ ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل ایسی شخصیت کے وسیلے سے بارش طلب کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ بارش برسا دے گا جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دروازہ جا کھٹکھٹایا انہوں نے پوچھا کون ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ ہوں پوچھا کیا کام ہے کہا بارش کی دعا مانگنی ہے۔ فرمایا ذرا رک جاؤ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تمام بنی ہاشم کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو فرمایا پاک وصاف ہو کر پاکیزہ لباس پہن لو پھر ان کو خوشبو لگائی پھر باہر اس طرح نکلے کہ حضرت

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہ کے آگے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے دائیں بائیں حسنین کریمین اور بنی ہاشم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھے۔ آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ کوئی اور شامل نہ ہو پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی الٰہی فضیلت دے جیسے تو نے ہمیں فضیلت دی اللہ تعالیٰ نے اتنی بارش برسائی کہ لوگ گھروں کو بارش میں بھیگتے گئے۔ (صواعق محرقہ، ص ۱۷۸)

(ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابدال شام میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس مرد ہے ان میں سے جب کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کردیتا ہے۔

يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُبِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۝ (مشکوٰۃ باب ذکر یمن وشام)

ان کے وسیلے سے بارش ہوتی دشمنوں پر فتح ہوتی اہل شام سے عذاب دور ہوتا۔

(د) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ کی مخلوق میں تین سو اولیاء کرام ہیں جن کے دل قلب آدم علیہ السلام پر ہیں اور چالیس کے دل قلب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہیں اور سات کے دل قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہیں اور پانچ کے دل قلب حضرت جبریل علیہ السلام پر ہیں اور تین کے دل قلب حضرت میکائیل علیہ السلام پر ہیں اور ایک کا دل قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہے جب وہ ایک مرتا ہے تو تین میں سے اس کا قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور جب تین میں سے کوئی مرتا ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کردیا جاتا ہے اور پانچ کا عوض سات اور سات کا عوض چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو کا بدل عام مسلمانوں میں سے کردیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بِهِمْ يُحْيٰ وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيُدْفَعُ الْبَلَاءُ۔

(مسند الفردوس، ج ا، ص ۱۱۳)

ان کے وسیلے سے موت و حیات کا سلسلہ جاری ہے بارش ہوتی ہے سبزہ پیدا ہوتا ہے اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ (جواہر البحار، ج ا، ص ۳۱۰۔ الحاوی للفتاویٰ، ج ۲، ص ۲۴۷۔ حلیۃ الاولیاء، ابن عساکر، شواہد الحق، ص ۳۱۸)

نکتہ عجیبہ:

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء امت کے قلوب کا انبیاء کرام اور ملائکہ عظام کے قلوب کے مطابق ہونے کا تذکرہ فرمایا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کسی کا دل میرے قلب اطہر کے مطابق بھی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل جیسا کوئی دل پیدا ہی نہیں فرمایا کیونکہ آپ کا دل طہارت و نظافت میں بے مثل ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل بنا کر بھیجا ہے۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا حرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

توسل قبر سے:

(ا) حضرت مالک الدار رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خزانچی تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قحط پڑا تو ایک شخص جس کا نام بلال بن حارث تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضر ہوا اور قحط کی شکایت کی اور عرض کی۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْهَلَكُوْا۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول اپنی امت کے واسطے پانی مانگیئے کیونکہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

تب خواب میں اس شخص کے پاس حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کو میرا اسلام کہو اور خبر دے کہ پانی برسے گا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ ہوشیار رہیں اس آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے سارا حال بیان کیا۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ ہم تصور نہیں کرتے مگر جہاں ہم عاجز ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۷، ص ۴۸۲۔ البدایہ والنھایہ، ج ۷، ص ۹۸)

اگر طلب حاجات کے لئے قبروں پر جانا شرک ہوتا تو حضور ﷺ اس اعرابی کی عرض کو قبول نہ کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بارش کا علم دیا تھا کہ کب برسے گی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی قبروں پر جا کر ان کا توسل پکڑنا جائز ہے اس سے مراد پوری ہوتی ہے۔

(ب) امام ابوبکر بن مقری کہتے ہیں میں اور طبرانی اور ابوالشیخ تینوں حرم نبوی میں تھے۔ ہم پر بھوک نے غلبہ کیا اور اسی حال میں دو دن گزر گئے۔ جب عشاء کا وقت آیا تو میں قبر شریف کے سامنے آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ "الجوع" بھوک بس اس کے سوا کچھ نہ کہا اور پھر واپس چلا آیا میں اور ابوالشیخ سو رہے اور طبرانی بیٹھے رہے جیسے کسی چیز کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اچانک ایک مرد علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے ساتھ دو غلام تھے ہر ایک کے ساتھ ایک زنبیل کھانے سے پُر تھی ہم نے دروازہ کھول دیا وہ آکر بیٹھ گئے اور ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور جو کچھ بچا وہ ہمارے پاس چھوڑ گئے اور کہا اے قوم شاید تم نے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی ہے اس وقت میں نے آپ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا ان کو کھانا کھلاؤ۔ (جذب القلوب، ص ۲۵۰)

(ج) حضرت ابوبکر اقطع فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور پانچ دن

Marfat.com

مجھ پر گزر گئے میں نے کھانا چکھا تک نہیں چھٹے روز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور عرض کی اَنَا ضَیفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے اللہ کے رسول میں آپ کا مہمان ہوں اس کے بعد میں سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور بائیں جانب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُٹھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں چلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روٹی عنایت فرمائی میں نے کھائی جب میں بیدار ہوا ابھی تک ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں باقی تھا۔ (جذب القلوب، ص ۳۵۱)

(د) امام دارمی نے لکھا ہے کہ ایک بار مدینہ میں قحط پڑ گیا صحابہ کرام ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مصیبت کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا قبر انور پر جاؤ اور جا کر چھت میں سوراخ کر دو تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اور آسمان کے درمیان کوئی چھت حائل نہ ہو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پس موسلا دھار بارش ہوئی حتیٰ کہ جانوروں کے بدن چربی سے پھول گئے۔ (دارمی، ج۱، ص ۳۵)

نہ انکار کریں اج ساقی موسم بڑا سہانا
مستی دا اج مینہ برسا دے نہیں پیاس کوئی ٹھکانا
تیرے کول شراب پرانی میرا روگ وی بہت پرانا
ساقی ہس ٹال نہ سانوں اساں پیتیاں باہجھ نہیں جانا

ملا علی قاری نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب چھت کا پردہ ہٹ گیا تو آسمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا

Marfat.com

کیونکہ آسمان کا رونا قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ الْاَرْضُ۔

فرعونیوں کی موت پر زمین و آسمان نہ روئے۔

معلوم ہوا زمین و آسمان روتے ہیں لیکن مومنوں کی موت پر چنانچہ ہر مومن کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے رزق نازل ہوتا ہے دوسرے سے اس کے نیک اعمال اوپر جاتے ہیں جب مومن مر جاتا ہے تو وہ دونوں دروازے روتے ہیں جس زمین پر مومن سجدہ کرتا ہے وہ مومن کی وفات پر روتی ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

(ن) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ۵۲ھ میں اس لشکر میں شامل تھے جس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا یہ حضرت امیر معاویہ کا دور تھا۔ آپ وہاں بیمار ہو گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔ آپ رات کے وقت قلعہ کے دامن میں دفن کر دیئے گئے۔ جب ان کے ساتھیوں نے ان کو رات کے وقت قبر میں اتارا تو آپ کی قبر سے نور کا ایک شعلہ بلند ہوا اور اس منظر کو دوسری طرف سرحد کے قریب کفار نے بھی دیکھ لیا صبح ہوئی تو ان کا ایک قاصد آیا اور اس نے پوچھا یہ فوت ہونے والا کون تھا جسے رات تم نے دفن کیا انہوں نے کہا یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے جن کافروں نے یہ نور دیکھا وہ سارے ایمان لے آئے۔

(مقام حیات، ص ۵۳۱۔ شرح سیر کبیر، ج ۱، ص ۱۵۷)

انہوں نے سوچا کہ جس نبی کے صحابی کی یہ شان ہے کہ ان کی قبر سے روشنی اٹھتی ہے اس نبی کی اپنی کیا شان ہو گی کس طرح آپ کے لئے آسمانی

Marfat.com

رحمتیں برساتا ہوگا اور زمین بھی اپنی برکات اگلتی ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر سے کئی گناہ زیادہ منبع ہور ہوگی۔

امام حاکم نے لکھا ہے:

اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیْ غَزٰی فِیْ خَلَافَةِ مُعَاوِیَةَ فَقُتِلَ هُنَاكَ وَدَفَنَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ وَصْلِ سُوْرِ الْبَلَدِ قَالَ الرَّاوِیْ فَالرُّوْمُ یَزُوْرُوْنَ قَبْرَهٗ وَیَسْتَسْقُوْنَ بِهٖ اِذَا قُحِطُوْا۔ (المستدرک، ج ۳، ص ۴۵۸)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں جہاد کے لئے گئے اور وہیں شہید ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو شہر پناہ کی جڑ میں دفن کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہمیشہ روم کے آدمی ان کی قبر کی زیارت کو جاتے اور جب قحط پڑتا تو ان کی قبر پر جا کر بارش مانگتے تو بارش ہو جاتی۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ روم کے رہنے والے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر بارش کی دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ بارش فرما دیتا۔ معلوم ہوا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کا توسل عنداللہ مقبول تھا اگر یہ فعل شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بارش نہ برساتا کیونکہ شرک سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے کبھی بھی راضی نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اپنے مقبول بندوں کا مرتبہ ظاہر فرمانے کے لئے ان کی قبور پر آنے والوں کی حاجات پوری فرما دیتا ہے۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

(ی) حضرت امام بخاری کی والدہ ماجدہ بڑی مستجابت الدعوۃ تھیں جب آپ

Marfat.com

کے والد وفات پا گئے تو آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش کی بچپن میں آپ نابینا ہو گئے اس بنا پر آپ کی والدہ روتی رہتیں اور دعا مانگتیں کہ الٰہی میرے بیٹے کی آنکھیں روشن کر دے اطباء آپ کے علاج سے عاجز آ گئے آپ کی والدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی آپ نے فرمایا اے اللہ کی بندی تیری کثرت دعا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی آنکھیں روشن کر دی ہیں جب صبح بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ بیٹے کی بینائی واپس ہو چکی ہے اور آنکھیں روشن ہیں۔ (مرقات، ص ۱۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۰)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث زبانی یاد تھیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ دنیا میں چار بڑے حافظ الحدیث ہوئے ہیں۔ ابوزرعہ تہران میں، امام بخاری بخارا میں، امام مسلم بن الحجاج نیشاپور اور سمرقند میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔

(تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۶۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۲۲۶)

امام بخاری روزانہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

(تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۲)

بخاری شریف لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے ہیں اور آپ کو امام صاحب پنکھا جھل رہے ہیں اس خواب کی تعبیر آپ نے یہ نکالی کہ میں آپ سے جھوٹ الگ کروں گا۔ بخاری شریف کی ہر حدیث لکھنے سے پہلے آپ نے استخارہ کیا غسل کیا اور دو رکعتیں ادا کیں اسی طرح مکمل بخاری شریف لکھی۔ (مرقات، ج ۱، ص ۱۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۹)

حضرت محمد بن احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حرم کعبہ میں حجر اسود

Marfat.com

اور مقام ابراہیم کے درمیان محو خواب تھا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوزید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھتا رہے گا میری کتاب کیوں نہیں پڑھتا میں نے (ابوزید) نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کی کتاب کونسی ہے آپ ﷺ نے فرمایا جامع محمد بن اسماعیل البخاری۔

(مرقات، ج ۱، ص ۱۷)

حضرت عبدالواحد الطواویسی فرماتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مقام پر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ میں نے آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ یہاں کیسے تشریف فرما ہیں فرمایا مجھے انتظار ہے محمد بن اسماعیل البخاری کا پھر بعد میں امام بخاری کے انتقال کی خبر پہنچی تو پتہ چلا کہ آپ کی وفات کا ہی وقت تھا جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا۔

(تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۴۔ مرقات، ج ۱، ص ۱۶)

جب امام بخاری کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور بعد ازاں آپ کو آپ کی قبر انور رکھا گیا تو آپ کی قبر کی مٹی سے کستوری کی خوشبو آنے لگی لوگ آتے اور آپ کی قبر سے خوشبودار مٹی لیتے اور تعجب کرتے۔ (مرقات، ج ۱، ص ۱۵)

امام بخاری کی وفات کے دو سال بعد سمرقند میں قحط پڑ گیا۔ امساک باراں کی بنا پر اہل سمرقند نے بار بار نماز استسقاء ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی پھر کسی صالح آدمی نے قاضی وقت سے کہا کہ آپ لوگ امام بخاری کی قبر پر تشریف لے جائیں وہاں جا کر بارش کی دعا مانگیں انہوں نے ایسا ہی کیا وہاں جا کر قبر کے پاس بہت روئے اور امام بخاری کے وسیلے سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے بارش فرما دی

Marfat.com

بارش اتنی ہوئی کہ سات دن تک لوگ گھروں کو سمرقند میں نہ جا سکے۔

(مرقات، ج۱،ص ۱۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا والدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اس کے سر کی جانب بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اے فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا آپ میرے لئے میری والدہ کے بعد والدہ کے قائم مقام تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص اتار کر اور کفن کے ساتھ اس کو پہنایا پھر آپ نے اسامہ، ابو ایوب انصاری، عمر بن خطاب اور غلام اسود رضی اللہ عنہم کو بلا کر قبر کھودنے کے لئے ارشاد فرمایا ان حضرات نے قبر تیار کی جب لحد بنانے ل گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے لحد تراش کر کے اس کی مٹی نکالی جب قبر تیار ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا اللہ زندہ کرتا ہے موت دیتا ہے لیکن اس پر موت طاری نہ ہو گی پھر آپ نے دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَسَدٍ وَلَقِّنْھَا وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ قَبْلِیْ۔ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ وَکَبَّرَ عَلَیْھَا اَرْبَعًا وَاَدْخَلَھَا اللَّحَدَ ھُوَ وَالْعَبَّاسُ وَاَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقِ۔

(حلیۃ، ج ۳،ص ۱۲۱۔ طبرانی اوسط، ج۱،ص ۱۵۲۔
مجمع الزوائد، ج۹،ص ۲۵۶۔ طبرانی کبیر، ج ۲۴۔ ۳۵۱)

ترجمہ: اے اللہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی مغفرت فرما دے اس کو صحیح جواب سمجھا دے اور اس کی قبر فراخ کر دے میرے وسیلے سے اور سابق انبیاء کرام علیہم السلام کے وسیلے سے تو ارحم الراحمین ہے اور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا پر چار تکبیریں پڑھی گئیں

Marfat.com

پھر لحد میں خود نبی کریم ﷺ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اتارا۔

امام حاکم نے لکھا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ دفن سے فارغ ہو کر چلے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے جو اس عورت سے سلوک کیا ہے وہ کبھی کسی اور عورت سے نہیں کیا۔ فرمایا اے عمر یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھی مجھے اپنے بچوں سے زیادہ محبت اور شفقت سے رکھتی تھی میں نے اپنا قمیص اس لئے دیا اللہ اس کی برکت سے اس کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور بہشتی حلہ پہنائے گا اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر کی وحشت دور ہو اور فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَبِّیْ اَنَّھَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِکَةِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْھَا۔

(المستدرک، ج ۳، ص ۱۰۸۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۱۷۔

الاستیعاب، ج ۴، ص ۳۸۲)

ترجمہ: مجھے جبریل علیہ السلام نے رب کی طرف سے خبر دی ہے کہ وہ جنتی ہے اور حق تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ کے لئے ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمایا ہے۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) امام الانبیاء ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ برحق اور خدا کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔

(۲) حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے ادا کی گئی۔

(۳) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ان کی قبر میں اتارنے والوں میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے قبر تیار کرنے والوں میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور یہ باتیں اس امر پر دلیل بین ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان تعلقات خوشگوار تھے۔

Marfat.com

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قمیص بطور کفن حضرت فاطمہ بن اسد رضی اللہ عنہا کو اس لئے پہنایا کہ لوگوں کو میرے تبرکات کی عظمت کا پتہ چل جائے کہ جہاں تبرکات ہوں وہاں خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۵) اس خدا کی بندی کے جنازے میں ستر ہزار فرشتوں نے شمولیت کی۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اہل بغداد کی نظر سے غائب ہو گئے لوگوں نے آپ کو تلاش کیا معلوم ہوا کہ آپ کو دجلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا۔ لوگ دجلہ کی طرف گئے سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ آپ پانی پر چلتے ہوئے ہماری طرف چلے آ رہے ہیں اور مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آ کر آپ کو سلام کرتی ہیں اور آپ کے ہاتھوں کو چومتی ہیں اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اتنی دیر میں ایک بھاری جائے نماز دکھائی دیا اور تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں بچھ گیا یہ جائے نماز سبز تھا اور سونے چاندی سے مرصع تھا اس پر دو سطریں لکھی تھیں پہلی سطر میں لکھا تھا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

دوسری سطر میں تھا۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ○

جب یہ جائے نماز بچھ چکی تو ہم نے دیکھا بہت سے لوگ آئے اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے ان لوگوں کے چہروں سے شجاعت اور بہادری عیاں تھی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب تکبیر کہی گئی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے ان لوگوں اور اہل بغداد نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب آپ تکبیر کہتے ہیں تو حاملان عرش بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے ہیں اور جب آپ تسبیح پڑھتے ہیں تو ساتوں آسمان کے فرشتے بھی

Marfat.com

تسبیح پڑھتے ہیں اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہیں تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا ہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِكَ وَخَیْرِكَ مِنْ خَلْقِكَ لَا تَقْبِضْ رُوْحَ مُرِیْدِیْ وَمُرِیْدِہٖ اِلَّا عَلٰی تَوْبَتِہٖ۔

ترجمہ: اے پروردگار میں تیری بارگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلق حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا ہوں کہ میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی روح قبض نہ کرنا مگر توبہ پر۔

سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا جب آپ نے دعا ختم کی تو ہم نے یہ ندا سنی۔

اَبْشِرْ فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَكَ۔

ترجمہ: خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ (قلائد الجواہر، ص ۸۹)

متذکرہ حدیث اور اس واقعہ سے پتہ چلا کہ امام الانبیاء ﷺ نے بھی اپنے وسیلے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی مغفرت کی دعا مانگی اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی اور بلاشبہ آپ امام الاولیاء ہیں معلوم ہوا کہ امام الانبیاء ﷺ اور امام اولیاء دونوں پاکیزہ ہستیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہے اور ہم اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے نتیجہ یہ نکلا کہ وسیلے کے بارے میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو امام الانبیاء علیہم السلام اور امام الاولیاء کا عقیدہ ہے اور ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کا عقیدہ غلط نہیں ہو سکتا لہٰذا ہمارا عقیدہ بھی غلط نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دین پر استقامت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر کوئی خوف نہ ان کو غم۔

بہت سی پاکیزہ ہستیاں ایسی ہو گزری ہیں جن کو اللہ کی راہ میں کٹھن منزلوں سے گزرنا پڑا ان نفوسِ قدسیہ پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے لیکن ان کے پائے استقلال میں جنبش نہ ہوئی بطور نمونہ ازخروار چند ہستیوں کا ذکر سماعت فرمائیں:

حضرت جرجیس علیہ السلام کا واقعہ:

(تاریخ اکلامل، تاریخ روضۃ الصفا، تاریخ آثار الاول، سبعات امام محمد الھمد انی وغیرہا) ملک شام میں ایک شہر موصل ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد جبکہ ساری دنیا میں بت پرستی رائج ہوئی۔ شہر موصل پر بھی ایک بت پرست بادشاہ کا قبضہ ہوا۔ اس بادشاہ کا نام درزانہ اور اس کے بت کا نام افلون تھا۔ درزانہ خود بھی افلون بت کی پرستش کرتا اور دوسروں سے بھی پوجا کرواتا تھا۔

سبعیات فیوماً من الایام نصب سریرہ ووضع اصنامہ وزینھا

Marfat.com

بالجواهر واللالی وطیبها بالمسك والکافور واوقد النار بین السریر فمن سجد لصنمه امضاه ومن لم یسجد القاه فی النار۔

ترجمہ: ایک دن بادشاہ نے اپنا تخت شاہی آراستہ کرایا اور بتوں کو اپنے تخت کے سامنے کرسیوں پر بٹھا کر بتوں کے گلے میں بڑے بڑے جواہرات اور موتیوں کے ہار لٹکائے اور مشک اور کافور میں انہیں بسایا۔ بتوں کے سامنے آگ روشن کرائی پھر حکم دیا کہ لوگ آئیں اور انہیں سجدہ کریں۔ پھر جو شخص بتوں کو سجدہ کرتا اسے چھوڑ دیتا اور جو شخص سجدہ سے انکار کرتا اسے آگ میں جلاتا تھا۔ حق تعالیٰ نے حضرت جرجیس علیہ السلام کو اس ظالم کی ہدایت کے لئے بھیجا۔

حضرت جرجیس علیہ السلام نے عین مجمع میں تشریف لا کر فرمایا۔

ایها الملك لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنك شیئا ○

ترجمہ: اے بادشاہ تو کیوں سجدہ کرتا ہے ایسے بیجان، بے حس پتھر کو جو نہ تیری بات سن سکتا ہے نہ تجھے کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ پوچھو یہ کون شخص ہے لوگوں نے حضرت جرجیس علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ (تاریخ ابن الاثیر)

انا عبدالله وابن امته من التراب خلقت والیه امود۔

جواب میں فرمایا کہ میں بندہ اور لونڈی بچہ ہوں اپنے اللہ کا خاک سے پیدا ہوا۔ اور پھر خاک ہی میں مل جاؤں گا۔

بادشاہ نے کہا کہ جب تیرا اللہ اتنا بڑا ہے اور تو اس کی عبادت کرتا ہے پھر اپنی عبادت کا اس نے تجھے کیا صلہ دیا ہے۔ اس وقت تو مثل ایک فقیر کھڑا ہے۔ دیکھ میں اور میرے آس پاس والے جو اس بُت کی عبادت کرتے ہیں۔ کس قدر مال و دولت میں لدے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

فقال جرجیس انی نعیم الدنیا زائل واللہ اعطانی نعیم الاخرۃ ○

ترجمہ: حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کا سارا ساز و سامان فنا ہونے والا ہے اس لئے ہمیں اللہ نے آخرت کی نعمتیں عطا کی ہیں جو کبھی فنا نہ ہوں گی۔

(پہلی غلطی) بت پرستوں کا خیال کتنا غلط ہے کہ ہمیں ان بتوں نے اس لئے مال و منال دیا ہے کہ ہم ان کی عبادت کرتے ہیں۔ بھلا جو بت اپنے اوپر سے کوئی اذیت یا ذلت کی چیز کو دور نہیں کر سکتے۔ اپنے لئے کوئی نفع کی چیز حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ کسی دوسرے کو کس طرح منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ایسے عاجز اپنے پوجنے والوں کو کیا خاک نفع پہنچا سکتے ہیں۔ پس شاہ موصل کا خیال بڑا غلط تھا۔

(دوسری غلطی) کیا اللہ تعالیٰ کے بندے خدا کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ انہیں دنیا کا سامان عطا کرے۔ نہیں۔ کوئی عابد اپنی عبادت کا بدلہ دنیا میں نہیں چاہتا بلکہ صرف آخرت طلب کرتا ہے۔ پس شاہ موصل کا سوال کہ اے جرجیس علیہ السلام! تجھے تیرے خدا کی عبادت کے بدلے میں کیا دیا۔ محض غلط سوال اور خاصانِ خدا کے منشا کے خلاف ہے۔ بادشاہ نے حضرت جرجیس علیہ السلام سے کہا کہ ہم تیری کچھ بات نہیں سنتے۔ اب آپ یا تو ہمارے بت کو سجدہ کریں یا یہ بتائیں کہ آپ کو کس عذاب سے معذب کیا جائے اور کس طرح آپ کو قتل کیا جائے۔ جو کچھ تم پسند کرو گے وہی کیا جائے گا۔ (تاریخ الکامل)

قال جرجیس ان کان صنمك رفع السمآء وبسط الارض ونصب الجبال وانبت الاشجار و خلق اللیل والنھار فقد اصبت والافاخساء ایھا الملعون۔

ترجمہ: حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا اگر تیرے بت نے آسمان کو اتنا بلند پیدا

Marfat.com

کیا اور زمین کا فرش بنایا پھر اس پر پہاڑوں کی میخیں لگائیں، درختوں کے چمن لگائے رات دن کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے تب تو تیرا سجدہ کے لئے حکم کرنا کسی قدر درست ہو سکتا ہے ورنہ ایک بے اصل چیز کو سجدہ کرنا کتنا ذلت کا کام ہے یہ سن کر بادشاہ بہت غصہ ہوا اور کہا کہ اے جرجیس علیہ السلام اب تیری گستاخی پر تجھے سزا دینا نہایت ضروری ہوا۔ جلادوں کو حکم ہوا کہ فوراً سارا گوشت اور پوست جرجیس علیہ السلام کے بدن کا ہڈیوں سے جدا کر دیں اور تیل گرم کر کے ان کے بدن پر ڈالیں۔ یہ حکم سنتے ہی جلادوں نے آہنی کنگھیوں اور چھترلوں سے آپ کے بدن کا سارا گوشت اور پوست ہڈیوں سے جدا کر دیا اور رائی اور تیل اور مرچیں تیز گرم کر کے آپ کے بدن پر چھڑک دیں۔ جب ہڈیوں کا ڈھانچہ الگ اور گوشت کے ریزے الگ ہوئے۔

ثم احیاہ اللہ من ساعتہ علی احسن صورتہ فنادی باعلی صوتہ یا کافر قل لا الہ الا اللہ۔

ترجمہ: تب اللہ نے فوراً حضرت جرجیس علیہ السلام کو زندہ کیا اور دوبارہ زندگی کی صورت پیدائشی صورت سے زیادہ اچھی تھی۔ کیونکہ پہلی صورت آپ کی والدہ کے رحم کی معرفت تیار ہوئی تھی اور یہ دوسری صورت بلاواسطہ خدا کے فضل سے بن کر تیار ہوئی ہے۔ پس جو کچھ فرق رحم مادر اور رحمت قادر میں ہے وہی فرق آپ کے دونوں صورتوں میں تھا۔ حضرت جرجیس علیہ السلام نے زندہ ہوتے ہی للکار کر فرمایا کہ اے کافر جلدی لا الہ الا اللہ کہہ۔ یہ سن کر بادشاہ بہت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ بہت جلد چھ آہنی میخیں لاؤ اور انہیں آگ میں لال کرو۔ پھر دو میخیں ہاتھوں میں دو پیروں میں ایک سر میں اور ایک کلیجہ میں ٹھوک دو۔

ثم امر الملك ان یاتوا بستة اوتاد من حدید فاتوابها فضرب و

Marfat.com

تدین فی یدیہ وودتدین فی رجلیہ ووتداً فی کبدہ ووتدا فی راسہٖ نارسل الله ملکا فاخرج الاوتاد من اعضائہٖ وقام حیا کما کان وقال یا کافر قل لا الہ الا الله۔

ترجمہ: بادشاہ کے حکم کے مطابق چھ میخیں لوہے کی لائی گئیں پھر ان کو آگ میں لال کر کے دو میخیں حضرت جرجیس علیہ السلام کے ہاتھوں میں، دو پیروں میں، ایک سر میں اور ایک جگر کی جگہ ٹھوک کر پار نکالی گئیں مگر اللہ نے فوراً فرشتوں کو بھیج کر وہ میخیں نکلوائیں اور آپ کو پھر تندرست اور زندہ سلامت کھڑا کر دیا۔ آپ نے اُٹھتے ہی فوراً بآواز بلند پکارا اے کافر جلدی لا الہ الا اللہ کہو۔

یہ واقعہ دیکھ کر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ ایک دیگ بہت بڑی لاؤ اور اس میں پہلے رال اور رانگ ڈال کر جرجیس کو اس میں بند کر دو۔ دیگ کا منہ مضبوط بند کر کے دیگ کے نیچے آگ جلاؤ۔ بموجب اس کے حکم کے آپ کو دیگ میں بند کر کے آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ رال اور رانگ جو کچھ دیگ کے اندر تھے سب پگھل گئے لیکن حضرت جرجیس علیہ السلام کے بدن کا کوئی بال تک نہ جلا۔ جب سرپوش اٹھا کر دیکھا تو حضرت جرجیس علیہ السلام زندہ سلامت بیٹھے ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اس وقت آپ کے جسم سے ایک قسم کا سرد پسینہ ایسا جاری کیا تھا کہ جس کے سبب آپ کے جسم کو مطلق آگ کی گرمی نہ جلا سکی۔ ادھر آگ کو حکم تھا کہ خبردار جرجیس علیہ السلام کا کوئی بال تک نہ جلے۔ جب حضرت جرجیس علیہ السلام دیگ سے سلامت باہر نکلے۔ بادشاہ نے آپ سے پوچھا کہ بتاؤ تم کس طرح سلامت رہے۔ (تاریخ الکامل)

قال الملك لما لم تجد الماً هذا العذاب قال ان الٰهی حمل جنی عذابك وصبرنی لیحتج ملیك۔

Marfat.com

حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے عذاب کی تکلیف میرے اوپر سے اٹھائی اور مجھے صبر و استقلال عطا کیا تا کہ اللہ کی حجت تجھ پر پوری ہو جائے۔

یہ سن کر بادشاہ ڈرا کہ مبادا یہ شخص میری قوم کو اپنے رنگ پر لے آئے حکم دیا کہ اس کو جیل خانہ میں لے جاؤ یہ سن کر ارکان سلطنت نے کہا کہ یہ شخص جیل خانہ میں پہنچ کر سارے قیدیوں کو بھگا دے گا۔ ان کے قید کرنے کے لئے کوئی خاص صورت ہونی چاہیے۔ مشورہ کے بعد یہ بات طے پائی کہ جرجیس علیہ السلام کو کسی تنہا کوٹھری میں اوندھا لٹا کر چار میخیں لوہے کی ان کے چاروں ہاتھ پیروں میں ٹھوکی جائیں اور پھر کوئی بھاری سا پتھر ان کی پشت پر رکھ دیا جائے۔ اسی مشورہ کے مطابق حضرت جرجیس علیہ السلام کو تنہا قید کیا گیا اور بڑی بڑی بھاری کیلیں ان کے ہاتھ پیروں میں ٹھوک کر زمین میں اتاری گئیں۔ پھر ایک ستون سنگ مرمر کا جس کو اٹھارہ پہلوانوں نے اُٹھایا تھا۔ حضرت جرجیس علیہ السلام کی کمر پر رکھ کر سمجھا گیا کہ اب جرجیس علیہ السلام کسی طرح بھی اس قید سے نہ نکل سکے گا۔

اسی خیال سے کوٹھڑی کو بند کر کے باہر چلے گئے حق تعالیٰ نے رات کو ایک فرشتہ بھیج کر آپ کو اس قید سے نکالا۔ صبح کو حضرت جرجیس علیہ السلام قید خانہ سے باہر نکل آئے اور فوراً بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ بادشاہ آپ کو زندہ دیکھ کر حیران ہوا۔ (تاریخ الکامل)

وقال من اخرجك من السجن قال اخرجنى من سلطانه فوق سلطانك۔

ترجمہ: کہا اے جرجیس (علیہ السلام) تجھے کس نے قید خانہ سے باہر نکالا۔ فرمایا مجھے اس خدا نے نکالا جس کی بادشاہت تیری بادشاہت سے زیادہ زبردست ہے۔

Marfat.com

خدا کی بادشاہت کا ذکر سن کر کافر کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ جرجیس (علیہ السلام) کو دو لکڑیوں سے باندھ کر بیچ سے ان کے دو ٹکڑے کر دو۔ لوگوں نے حضرت جرجیس علیہ السلام کو کھڑا کر کے دو پارہ کر دیا۔ پھر حکم دیا کہ ان ٹکڑوں کو ہمارے ان سات شیروں کے سامنے جو کنوئیں میں بند ہیں اور تین دن سے بھوکے ہیں لے جا کر ڈالو۔ جب لوگ آپ کی لاش کے ٹکڑوں کو اُٹھا کر شیروں کے سامنے ڈالنے کے لئے لے کر چلے اللہ تعالیٰ نے ان شیروں سے فرمایا کہ اے درندو! آج ہماری ایک امانت تمہارے پاس آتی ہے۔ دیکھو خبردار کسی طرح کی اسے تکلیف نہ دینا۔ یہ حکم سنتے ہی وہ ساتوں شیر اپنی پشت سے پشت ملا کر کھڑے ہوئے۔ ادھر آپ کی لاش کو لوگوں نے کنوئیں میں ڈالا۔ اُدھر شیروں نے حضرت جرجیس علیہ السلام کی لاش کو اپنی کمر پر رکھ لیا۔ پھر ایک رات ایک دن تک برابر شیر آپ کی لاش اپنی کمر پر لئے کھڑے رہے دوسرے دن حق تبارک وتعالیٰ شانہ، نے حضرت جرجیس علیہ السلام کو زندہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس کافر بادشاہ کو پھر سمجھاؤ شاید مان جائے۔ حضرت جرجیس علیہ السلام یہ حکم سن کر فوراً دربار شاہی کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں اس وقت بادشاہ نے اپنا دربار آراستہ کر کے بڑے فخر سے اپنے بُت (فلون) کی تعریف شروع کی تھی کہ دیکھو افلون کی طاقت آخر افلون کا دشمن ہلاک ہوا اور آج پورے ایک رات ایک دن کا عرصہ ہوا کہ وہ مر گیا اور ابھی تک وہ زندہ نہیں ہوا۔ لوگو! افلون بڑا زبردست خدا ہے۔ بتاؤ اب وہ جرجیس علیہ السلام جو افلون کو پتھر اور عاجز اور بے قدرت بتاتا تھا کہاں ہے شاہی دربار میں یہ ذکر ہی ہو رہا تھا کہ سامنے سے ایک شخص جو صورت میں حضرت جرجیس علیہ السلام سے بہت مشابہ تھا آتا ہوا نظر آیا۔ لوگ کہنے لگے لیجئے وہ حضرت جرجیس علیہ السلام چلے آتے ہیں۔ اسی وقت حضرت جرجیس علیہ السلام دربار شاہی میں پہنچے اور یہ فرمایا کہ لو دیکھو خدا نے مجھے پھر زندہ کر دیا

Marfat.com

تم اس کی قدرت، اس کی خدائی پر ایمان لاؤ۔ یہ واقعہ دیکھ کر لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب کوئی تدبیران کے قتل کی نکالو۔ (تاریخ اخبار الاول)

فعند ذالك امر بحرقة حتى صادر ماذا فالقى الرمار فى البحر والريح فامر الله البح والريح ان يحفظ الرمادان يجتمعا فجمعت وقذفته الى الساحل فرد الله تعالى من ذالك الرماد خلقا سويا كما كان فانصرف حتى دخل على الملك فلما راه فزع الملك ۔

اس مشورہ کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ جرجیس علیہ السلام کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کے دو حصے کرو۔ ایک حصہ دریا میں دوسرا ہوا میں اڑا دو دیکھیں پھر کس طرح وہ زندہ ہوسکتا ہے۔ بموجب حکم کے لوگوں نے حضرت جرجیس علیہ السلام کو پکڑ کر آگ میں جلایا۔ جب آپ جل چکے تب لوگوں نے آپ کی راکھ کو کچھ دریا میں کچھ جنگل کی ہوا میں اڑایا اور اپنے نزدیک فراغت پا کر گھر چلے آئے۔ اسی وقت حق تعالیٰ نے ہوا اور دریا کو حکم دیا کہ بہت جلدی جرجیس علیہ السلام کی راکھ جمع کرو۔ حکم الہٰی سنتے ہی آپ کی ساری راکھ ایک جگہ جمع ہوئی۔ پھر خالق کائنات نے اس راکھ سے حضرت جرجیس علیہ السلام کا قالب تیار کیا اور اپنے حکم سے اس قالب میں جان ڈال کر فرمایا کہ اے جرجیس علیہ السلام جاؤ کافر کو ہدایت کرو۔ حضرت جرجیس علیہ السلام زندہ ہوکر دربار شاہی میں تشریف لائے اور فرمایا:

یاایها الناس قولوا لا اله الا الله ۔

اے لوگو! میں آ گیا ہوں اب تم سب کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھو۔

اس واقعہ کے بعد اراکین سلطنت کی رائے ہوئی کہ یہ شخص کوئی جادوگر ہے اس کے مقابلہ کے لئے جادوگروں کو بلاؤ۔ فوراً بادشاہی فرمان جاری ہوا اور دور دور سے بڑے بڑے جادوگر بلائے گئے۔ تھوڑے عرصہ میں بڑا مجمع جادوگروں

Marfat.com

کا جمع ہوا۔ ایک دن جادوگروں کے سردار کو بادشاہ نے بلا کر کہا کہ ہمارے ملک میں ایک جادوگر آیا ہے۔ اس نے ہمارے سارے ملک کو تنگ کر رکھا ہے ہم نے تمہیں اس کے مقابلے کے لئے بلایا ہے۔ یہ سن کر جادوگروں نے کہا کہ ہم ضرور اس سے مقابلہ کریں گے۔ (تاریخ الکامل)

قال الملك لكبيرهم اعرض علی من سحرك مايسری به قلبی فدعا بثور فنفخ فی اذنه فاذا هو ثوران وادعها ببذر فبذر و حرث و ذرع و حصد ودق وطحن وخبزوا كل فی ساعته۔

بادشاہ نے کہا کہ پہلے تم کچھ نمونہ کے طور پر ہمیں دکھاؤ تا کہ ہمیں کچھ اطمینان ہو جائے۔ جادوگروں نے ایک بیل منگایا اور ایک بیل کے دو بیل بنائے پھر کچھ دانے منگا کر۔ ان کو زمین میں بویا پھر اسی وقت ان دانوں کر ہرا کھیت تیار ہوا پھر اسی وقت اس کھیت کو کاٹ کر روند کر پیس کر معاً ہی روٹی پکا کر سب کے سامنے کھا لی۔ بادشاہ یہ واقعہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ جادوگر بھی اپنے فن میں کامل ہیں ضرور یہ جرجیس علیہ السلام کا مقابلہ کر سکیں گے۔ یہ خیال کر کے ان جادوگروں نے کہا کہ ہاں آپ ایک پیالی میں پانی منگا کر ہمیں دیجئے ہم اس پر پڑھ کر کچھ دم کریں گے جس وقت جرجیس علیہ السلام وہ پانی پئیے گا فوراً کتے کی شکل نظر آنے لگے گا۔ بادشاہ نے پانی کا پیالہ ساحروں کو دیا ساحروں نے اس پر کچھ افسون پڑھ کر دم کیا پھر جرجیس علیہ السلام کو سامنے بلا کر بادشاہ نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو تم اس پانی کو پی لو۔ حضرت جرجیس علیہ السلام نے بسم اللہ کہہ کر وہ جادو بھرا پانی نوش فرما لیا۔ کچھ دیر تک بادشاہ اس بات کا منتظر رہا کہ اب جرجیس علیہ السلام کی صورت تبدیل ہوئی، اب ہوئی۔ مگر وہاں خدا کے فضل سے سوائے آرام و راحت کے اور کچھ بھی پیدا نہ ہوا۔ ناچار ساحروں کے افسر نے حضرت جرجیس علیہ السلام سے پوچھا کہ اس وقت آپ کی

Marfat.com

کیا حالت ہے۔ حضرت جرجیس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بہت دیر سے پیاسا تھا۔ اللہ نے اپنے فضل سے ایسا نفیس اور مزے کا پانی پلایا کہ واہ واہ، یہ سن کر سارے جادوگر وہاں سے بھاگنے لگے۔ اور بادشاہ سے کہا: (تاریخ الکامل)

واقبل الساحر علی الملك وقال لو كنت تقاسی جبارا مثلك لغلبته انما تقاسی جبارا السماء والارض۔

ترجمہ: اے بادشاہ اگر تو ہمارا مقابلہ اپنے مانند کسی دنیا کے بادشاہ سے کراتا تو ضرور ہم اس پر غالب آتے لیکن تُو تو آسمان اور زمین کے بادشاہ سے ہمارا مقابلہ کرانا چاہتا ہے بھلا اس پر کون غالب آسکتا ہے۔ یہ کہہ کر جادوگر وہاں سے رخصت ہوئے۔

ایک مسلمان عورت:

ایک مسلمان عورت تھی جو فرعون کی لڑکی کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ یہ عورت ایمان اور محبت الٰہی میں کامل تھی ایک دن کنگھی کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کنگھی چھوٹ کر گرگئی بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا یا اللہ تیرے نہ ماننے والے برباد ہوجائیں۔ فرعون کی لڑکی کو شبہ ہوا اس نے پوچھا تیرا خدا فرعون کے علاوہ کوئی اور ہے اس نے جواب دیا ہاں میرا خدا وہ ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے اور فرعون کیا چیز ہے وہ تو زمین و آسمان کا خدا ہے اور اکیلا خدا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں بدذات لڑکی سنتے ہی غصہ میں آگئی اور روتی ہوئی فرعون کے پاس گئی اور کہا دیکھو کیا غضب ہوگیا میری کنگھی کرنے والی حزقیل داروغہ کی بیوی کہتی ہے میرا خدا وہ ہے جو فرعون کا بھی خدا ہے اور فرعون کیا شئے ہے وہ تو زمین و آسمان کا خدا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ فرعون نے اس عورت کو بلایا وہ

Marfat.com

آئیں اور خوشی خوشی آئیں اور کیوں نہ آتی آج عشق کا امتحان تھا اور امتحان کے وصال محبوب کا دن تھا جان بے شک چلی جائے لیکن اس محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہو جائے۔ فرعون نے کہا تو کسی اور خدا کی عبادت کرنے لگی ہے کہا ہاں بے شک یہی بات ہے اس نے کہا اچھا اس خدا کو چھوڑ کر میری خدائی کا اقرار کر لے عورت نے کہا یہ تو قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ فرعون نے حکم دیا اس عورت کو چومیخہ کرو فوراً ہاتھ پاؤں میخوں سے جکڑ دیئے گئے اور بالکل بے حس و حرکت لٹا دیا گیا پھر بہت سانپ اور بچھو جو اہل اللہ کے کٹوانے کے لئے موجود رہتے تھے منگائے اور اس عورت پر ڈالے اب بھی اپنے خدا کی عبادت سے منکر ہو جائے وگرنہ تمہیں اسی طرح دو ماہ تک عذاب میں مبتلا رکھوں گا اس نیک عورت نے کہا دو مہینے تو کیا تو ستر مہینے تک بھی عذاب دے تو اللہ کی محبت کم نہ ہو گی بلکہ بڑھتی رہے گی۔

کچا رنگ للاری والا چڑھدا لہندا رہندا
عشق ترے دا رنگ محمد چڑھیا کدی نہ لیندا

میں توحید باری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گی اس عورت کی دو لڑکیاں تھیں ایک چار پانچ سال کی اور ایک شیر خوار فرعون نے بڑی لڑکی کو بلا کر اس عورت کی چھاتی پر ذبح کر دیا اور کہا کہ اب بھی سمجھ جا نہیں تو شیر خوار بچی کو بھی اسی طرح ذبح کر دوں گا اس نے کہا سارے جہاں کو لا کر میری چھاتی پر ذبح کر دو تب بھی اپنے محبوب کو نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا چھوٹی لڑکی کو بھی ذبح کیا جائے جب اس ننھی سی جان کو اس عورت کی چھاتی پر لٹایا گیا تو عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس شیر خوار لڑکی نے کہا اے ماں کیوں روتی ہو وہ دیکھو جنت تمہارے لئے سجائی جا رہی ہے۔ اے ماں جنت میں پہنچ کر خدا کا دیدار

Marfat.com

نصیب ہوگا ماں بچی سے یہ بات سن کر استقلال کا پہاڑ بن گئی ادھر ظالموں نے اس ننھی جان کو ذبح کیا ادھر ماں بھی راہی ملک عدم ہوگئی یہ تینوں ماں اور بیٹیاں راہ خدا میں قربان ہوگئیں۔

اس کے بعد اس عورت کے خاوند حزقیل کی تلاش شروع ہوئی حزقیل سو سال سے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اپنی بیوی کی شہادت کے بعد وہ بھاگ گیا اور ایک پہاڑ میں خدا کی عبادت میں مشغول ہوگیا کسی مخبر نے خبر دی کہ حزقیل فلاں پہاڑ میں پوشیدہ ہے۔ فرعون نے دو آدمی تحقیق حال کے لئے بھیجے انہوں نے آ کر دیکھا کہ حزقیل وحشی جانوروں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ رہا ہے۔ حزقیل نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی میرا یہ راز کھلنے نہ پائے ان دونوں میں سے جو میرا راز کھولے اسے دنیا میں سزا دے اور جو میرا راز چھپائے اس کی دونوں جہان کی مرادیں پوری فرما اس دعا کا اثر ہوا کہ ان میں سے ایک تو مسلمان ہوگیا اور دوسرے نے جا کر فرعون کو واقعہ کی خبر دی۔ فرعون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا آدمی تھا وہ کہاں ہے اسے بھی لاؤ وہ آیا فرعون نے کہا تم نے وہاں کچھ دیکھا اس نے صاف انکار کر دیا۔ فرعون سمجھا پہلے آدمی نے انعام کی لالچ میں جھوٹ بولا ہے وہ فرعون کے حکم سے قتل کر دیا گیا اور دوسرے کو انعام دیا گیا کہ اس نے سچ بولا ہے۔

(تفسیر معالم التنزیل، ج ۷، ص ۲۰۳)

معراج کی رات رسول اللہ ﷺ کا گزر اس متذکرہ عورت کی قبر کے قریب سے ہوا، آپ ﷺ نے دیکھا کہ جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریل (علیہ السلام) یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ قبر اس عورت کی ہے جو فرعون کی لڑکی کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی اس پر فرعون

Marfat.com

نے ظلم وستم کیا اور اس کو طرح طرح کے عذابات کے شکنجے میں جکڑا اور وہ اپنی دو لڑکیوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں سختیاں برداشت کرتے ہوئے شہید ہوگئی یہ خوشبو اس کی قبر سے آ رہی ہے۔

حضرت آسیہ علیہا السلام:

اس متذکرہ مسلمان عورت کا واقعہ حضرت آسیہ علیہا السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کی شہادت کے وقت اس نے دیکھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور اس کی روح جنتی کفن میں لپیٹ کر آسمان پر لے گئے اب کیا تھا محبوب حقیقی کے گھر کے ملازمین نظر آ گئے جوش محبت الٰہی نے کروٹ لی تمام حجابات ہٹ گئے عشق اور مشک چھپائے سے چھپتا نہیں۔ میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں:

جھولی پا انگار محمد کوئی بچھا نہ سکے
عشقاں مشکاں تے دریاواں کون چھپائے ڈکے

فرعون جب گھر آیا اور آسیہ کے قریب بیٹھا تو آسیہ نے بلند آواز سے:

يَا شَرَّ الْخَلْقِ وَاَخْبَثَ الْخَلْقِ عَمَدْتَّ اِلَى الْمَاشِطَةِ فَقَتَلْتَهَا۔

ترجمہ: اے ساری مخلوق سے بدتر اور ساری مخلوق سے زیادہ خبیث تو نے کنگھی کرنے والی کو عمداً قتل کر دیا۔

فرعون نے کہا شاید تجھے بھی وہی جنون ہوا ہے آسیہ نے کہا:

مَابِىْ جُنُوْنٌ وَلٰكِنْ اِلٰهِىْ اِلٰهُكَ وَاِلٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّاشَرِيْكَ لَهٗ۔

ترجمہ: میں پاگل نہیں لیکن میرا تیرا اور زمین و آسمان کا معبود ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

Marfat.com

جب فرعون نے یہ سنا تو اس نے آسیہ کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور بہت زدوکوب کیا پھر آسیہ کے قریبی رشتہ داروں کو بلایا اور کہا اس کو سمجھاؤ یہ کیوں اپنی جان کی دشمن ہوگئی ہے۔ انہوں نے آسیہ کو بہت سمجھایا کہ ایسا نہ کرو فرعون خدا ہے اس کی نافرمانی ٹھیک نہیں۔ آسیہ نے کہا اگر فرعون مجھے ایک ایسا تاج بنا دے جس کے آگے سورج پیچھے چاند اور درمیان میں ستارے ہوں میں پھر بھی خدائے حقیقی کو نہ چھوڑوں گی۔ فرعون نے حکم دیا جاؤ آسیہ کو چومیخہ کر دو آپ کو لٹا کر چاروں ہاتھ پاؤں میں میخیں جڑ دیں اور چھاتی پر آگ کا طبق رکھ دیا گیا اور کہا اور بھی زیادہ عذاب کروں گا ورنہ اس خدا کو چھوڑ دو۔ آسیہ نے کہا اے فرعون تو عذاب کرے گا تو میرے جسم کو لیکن اللہ کی محبت تو دل میں ہے اگر تو میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے تو میرے خون کے ہر قطرے سے عشق الٰہی اور زیادہ ہو گا۔ آسیہ کی حالت یہ ہوگئی کہ خون میں نہا گئیں آگ کا طبق سینے پر ہے مگر عشق خدا کی آگ اور بھڑک رہی ہے اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ آج آسیہ کے عشق کا امتحان ہو رہا ہے گھبرائے ہوئے آئے آسیہ نے پکارا اے موسیٰ (علیہ السلام) میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں یہ حالت بنائی مجھے بتاؤ کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہے یا ناراض۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے آسیہ سات آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تجھ پر فخر کر رہا ہے۔ اس پر آسیہ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی۔

قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○

ترجمہ: اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

Marfat.com

اس پر جبریل امین علیہ السلام کو حکم ہوا ہماری بندی کو جنت میں اٹھالاؤ حضرت جبریل علیہ السلام نے تعمیل ارشاد کی اور آپ کو عذابات سے بچا کر جنت میں اٹھالائے۔ (معالم التنزیل، ص ۲۰۳)

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ فرعون آسیہ کو طرح طرح سے ستاتا تھا۔ سخت گرمیوں میں آپ کو دھوپ میں کھڑا کر دیتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا وہ اپنے پروں سے آسیہ پر سایہ کر دیتے تھے اور اسے گرمی کی تکلیف سے بچاتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ حضرت آسیہ کو اس کا جنتی محل دکھلا دیتا تھا جس سے اس کی روح میں تازگی پیدا ہو جاتی اور ایمان پختہ ہو جاتا۔

فرعون نے ایک بڑی چٹان منگوائی اور آسیہ کو لٹا کر اوپر سے چٹان گرادی اس پر آسیہ نے آسمان کی طرف دیکھا اللہ نے حجاب اٹھا دیا اس نے اپنا جنتی مکان دیکھ لیا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

(ابن کثیر، ج ۸، ص ۱۰۴)

علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا وقت قریب ہوا تو اس وقت آپ اپنے حجرہ میں تنہا تھیں یکا یک آپ کا حجرہ مبارک عورتوں سے بھر گیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حیران تھیں کہ ان کو میرے حال کی خبر کس نے کر دی ہے ان میں سے ایک عورت نے کہا آپ گھبرائیں نہ ہم دنیا کی عورتیں نہیں ہیں میں آسیہ ہوں یہ مریم ہیں اور ہمارے ساتھ جنتی حوریں ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے لئے یاقوت سرخ کا محل ہے جب تم وہاں پہنچو تو میری دو بیویوں کو میرا سلام کہہ دینا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں فرمایا آسیہ اور مریم۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے میرا نکاح کر دیا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ان تک آپ کا سلام ضرور پہنچاؤں گی۔ خدا کی شان کہاں فرعون اور کہاں سرتاج الانبیاء ﷺ۔

زہے عز وشرف

نوخیز ولی:

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں آپ میرے پاس کوئی لڑکا بھیج دیجئے میں اس کو جادو کی تعلیم دے دوں۔ بادشاہ نے اس کے پاس جادو سیکھنے کے لئے ایک لڑکا بھیج دیا۔ جب وہ جاتا تو اس کے راستے میں ایک راہب پڑتا تھا وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کی باتیں سنتا تھا اسے اس کی باتیں اچھی لگتی تھیں اور جب وہ جادوگر کے پاس پہنچتا تو جادوگر تاخیر کی وجہ سے اسے مارتا تھا۔ لڑکے نے راہب سے اس کی شکایت کی راہب نے اس سے کہا جب تم کو جادوگر سے خوف ہو تو کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے خوف ہو تو کہہ دینا کہ جادوگر نے روک لیا تھا۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اسی اثناء میں ایک بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ بند کر دیا لڑکے نے سوچا کہ آج آزماؤں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا اے اللہ اگر تجھ کو راہب کا کام ساحر سے زیادہ پسند ہے تو اس جانور کو قتل کر دے تا کہ لوگ گزرنے لگیں اس نے پتھر مار کر اس جانور کو قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر اس نے راہب کے پاس جا کر اس کی خبر دی راہب نے کہا اے بیٹے آج تم مجھ

Marfat.com

سے افضل ہو گئے ہو اور تمہارا مرتبہ بہت بلند ہو گیا ہے۔ عنقریب تم مصیبت میں گرفتار ہو گے جب تمہیں کوئی مصیبت آئے تو میرا پتہ نہ بتانا یہ لڑکا مادرزاد اندھے اور برص والے کو ٹھیک کر دیتا تھا اور لوگوں کی تمام امراض کا علاج کرتا تھا۔ بادشاہ کا ایک درباری اندھا اس نے یہ خبر سنی تو وہ اس کے پاس بہت تحفے لے کر آیا اور کہا اگر تم نے مجھے شفایاب کر دیا تو یہ تمام چیزیں میں تمہیں دے دوں گا لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا شفا تو اللہ دیتا ہے اگر تم اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ سے دعا کروں گا اور اللہ تم کو شفا دے گا وہ اللہ پر ایمان لے آیا اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ سے دعا کروں گا اور اللہ تم کو شفا دے گا وہ اللہ پر ایمان لے آیا اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور حسب سابق اس کے پاس بیٹھا بادشاہ نے کہا تمہاری بینائی کس نے لوٹائی اس نے کہا میرے رب نے بادشاہ نے کہا میرے علاوہ تیرا کوئی رب ہے اس نے کہا میرا اور تمہارا رب اللہ ہے بادشاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس وقت اس کو اذیت دیتا رہا جب تک اس نے لڑکے کا نام نہ بتا دیا۔ پھر اس لڑکے کو لایا گیا بادشاہ نے اس سے کہا کہ بیٹے تمہارا جادو یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ تم مادرزاد اندھوں کو ٹھیک کرتے ہو برص والوں کو شفایاب کرتے ہو اور بہت کچھ کرتے ہو اس لڑکے نے کہا میں کسی کو شفا نہیں دیتا، شفا تو صرف اللہ دیتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس وقت اسے اذیت دیتا رہا جب تک اس نے راہب کا پتہ نہ بتا دیا پھر راہب کو لایا گیا اور اس سے کہا اپنے دین سے پھر جاؤ۔ راہب نے انکار کیا اس نے آرا منگوایا اور اس کے سر کے درمیان آرا رکھا اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا پھر اس درباری کو بلایا اور اس سے کہا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے انکار کیا اس نے اس کے سر پر بھی آرا رکھا اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے۔ پھر اس لڑکے کو بلایا اور کہا

Marfat.com

کہ اپنے دین سے پھر جاؤ اس لڑکے نے انکار کیا بادشاہ نے اس لڑکے کو چند لوگوں کے سپرد کیا اس کو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اس کو لے کر چوٹی پر چڑھو اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ اس کو چوٹی سے پھینک دو۔ وہ لوگ اس لڑکے کو لے کر گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اس لڑکے نے دعا کی اے اللہ جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچالے اسی وقت ایک زلزلہ آیا اور وہ سب اس پہاڑ سے گر گئے وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا جو تمہارے ساتھ گئے ان کا کیا ہوا اس نے کہا اللہ نے مجھے ان سے بچالیا۔ بادشاہ نے پھر اس کو اپنے چند اصحاب کے حوالے کیا اور کہا اس کو کشتی میں سوار کرو جب کشتی سمندر کے وسط میں پہنچ جائے تو اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ اس کو سمندر میں پھینک دو۔ وہ لوگ اس کو لے گئے اس لڑکے نے دعا کی اے اللہ تو جیسے چاہے مجھے ان سے بچالے وہ کشتی فوراً الٹ گئی وہ سب غرق ہو گئے لڑکا پھر بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا تمہارے ساتھیوں کا کیا ہوا کہا اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ پھر اس نے بادشاہ سے کہا تم مجھے اس وقت تک قتل نہ کر سکو گے جب تک میرے کہنے کے مطابق عمل نہ کرو بادشاہ نے کہا وہ کیا عمل ہے لڑکے نے کہا تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے ایک درخت پر سولی کے لئے لٹکا دو پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکالو ایک تیر کو کمان کے چلہ میں رکھ کر کہو اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے پھر مجھے تیر مارو جب تم ایسا کرو گے تو مجھے ہلاک کر لو گے پس بادشاہ نے تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس کو ایک درخت کے تنے پر لٹکایا پھر اس کے ترکش سے ایک تیر نکالا پھر اس تیر کو کمان کے چلے میں رکھا پھر کہا اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے تب وہ تیر اس کی کنپٹی پر پیوست ہو گیا۔ اس لڑکے نے تیر کی جگہ کنپٹی پر اپنا ہاتھ رکھا اور شہید ہو گیا۔ تمام

Marfat.com

لوگوں نے کہا ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے یہ خبر بادشاہ کو پہنچی اور اس سے کہا تم نے دیکھا جس بات سے تم ڈرتے تھے اللہ نے تمہارے ساتھ کر دیا تمام لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے گلیوں کے دہانوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا اور ان میں آگ لگائی گئی اور کہا جو اپنے دین سے نہ پھرے اسے خندق میں ڈال دو لوگ آگ میں داخل ہو گئے آخر میں ایک عورت آئی اس کے ساتھ ایک بچہ تھا وہ آگ میں جانے سے جھجکی، بچے نے کہا ماں ثابت قدم رہو تم حق پر ہو۔ (مسلم شریف کتاب الزھد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(ا) اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا کیونکہ حضور ﷺ نے سینکڑوں سال گزرنے کے بعد اس واقعہ کو بیان فرمایا۔

نوٹ:۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے علم ماکان ومایکون پر مکمل بحث درکار ہو تو ہماری کتاب ''کنز العلوم'' کا مطالعہ کرو جس میں متعدد آیات اور دو سو سے زائد احادیث سے آپ کا علم ماکان ومایکون کلی طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(ب) جو اللہ کے نام پر شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن کو بھی محفوظ فرما لیا کیونکہ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں اتفاقی طور پر اس اللہ کے ولی کی قبر کی کھدائی ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اسی طرح اس کنپٹی پر ہاتھ رکھا ہوا ہے جیسے قتل کے وقت رکھا تھا۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۲۷)

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

(ج) ولی کی کرامت برحق ہے کہ اس نوخیز ولی نے دو مرتبہ اپنی کرامت کا اظہار کرتے اپنے دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔ پہلی مرتبہ جب پہاڑ میں زلزلہ آیا دوسری

Marfat.com

مرتبہ جب سمندر میں کشتی الٹ گئی اور یہ بھی اس کی کرامت تھی کہ اس کی موت پر سب لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ایک کرامت اختیاری ہوتی ہے جیسے آصف بن برخیا کا بلقیس کا تخت لانا اور دوسری کرامت غیر اختیاری ہے جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل آنا۔

(د) اگر اللہ کے راستے میں مصائب و آلام پر صبر کا مظاہرہ کیا جائے تو اس کا اجر عظیم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۝

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر دیا جائے گا۔

(ن) شیر خوار بچوں کا کلام کرنا ممکن ہے خندق کی آگ میں جانے والی آخری عورت جب آگ میں جانے سے گھبرائی تو اس کی شیر خوار بچی نے کہا اے ماں تم حق پر ہو معلوم ہوا اگر کوئی خدا کا بندہ آزمائش کے وقت آگ میں بھی کود جائے تو

''آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ:

مکہ معظمہ میں دو آدمی سب سے زیادہ مالدار تھے ایک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوسرا امیہ بن خلف دونوں کے مال خرچ کرنے کے انداز مختلف تھے۔ امیہ کے بارہ غلام تھے ہر ایک کے ذمے الگ الگ کام تھا اس طرح وہ مختلف ذرائع سے دولت کماتا تھا۔ ایک غلام کے ذمے زراعت کا کام تھا ایک باغات کا انچارج تھا ایک تجارت کرتا تھا اس طرح کے منقش کپڑے یمن اور شام کی طرف لے جاتا تھا ایک غلام مویشی پالتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کی کمائی کے مختلف طریقے تھے اتنا مالدار ہونے کے باوجود کسی فقیر کو ایک پائی نہ دیتا تھا اگر اس کا کوئی غلام کسی فقیر کو

Marfat.com

کچھ دے دیتا تو یہ اس کو جھڑکتا تھا۔ اگر کوئی اس کو کہتا کہ آخرت کے لئے کچھ خرچ کرو تو یہ کہتا کہ اول تو آخرت ہے ہی کہاں اور اگر ہو بھی تو میرے پاس اتنا مال ہے کہ مجھے آخرت کی ضرورت نہیں۔ من جملہ غلاموں کے اس کا ایک غلام بلال تھا جس کے ذمے بت خانے کا انتظام تھا یہ پوشیدہ طور پر ایمان قبول کر چکا تھا۔ امیہ کو بلال رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی اول بلال رضی اللہ عنہ کو اس کے عہدے سے معزول کیا اور بت خانے کا انتظام ایک اور غلام کو دے دیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے فرمایا خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لعین نے کہا کہ اس کی عبادت سے دستکش ہو جا اور اس دین کو چھوڑ دے ورنہ تجھے سخت عذاب سے ہلاک کر دوں گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں تیرا غلام ہوں جو چاہو کرو اس سفاک نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ننگے بدن کیا اور کیکر کے لمبے کانٹے لے کر آپ کو اس طرح چبھوئے کہ کانٹا ہڈی سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتا جب دن خوب گرم ہو جاتا تو وہ آپ کو دوسرے غلاموں کے سپرد کرتا کہ اس کو دھوپ میں لٹا کر گرم وزنی پتھر اوپر رکھو اور اس کے چاروں طرف آگ جلاؤ تاکہ اس کو اپنے کیئے کی سزا ملے جب آفتاب غروب ہو جاتا تو اس کو ایک تاریک کمرے میں قید کر دیا جاتا اور باری باری غلاموں کو حکم دیتا کہ بلال (رضی اللہ عنہ) کو خوب مارو صبح تک یہ سلسلہ جاری رہتا لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس تکلیف میں بلند آواز سے پکارتے کہ خدا ایک ہے، خدا ایک ہے۔

جے دکھ دتیاں دلبر راضی سکھ اوہناں تو وارے

دُکھ قبول محمد بخشا راضی رہن پیارے

ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا کسی سے پتہ چلا کہ امیہ اپنے غلام بلال رضی اللہ عنہ کو مار رہا ہے آپ اس کے ہاں گئے فرمایا اس کو نہ مارو بلکہ

Marfat.com

اس کے ساتھ حسن سلوک کرو یہ آخرت میں تمہارے کام آئے گا اس نے کہا اگر آپ کو زیادہ ہمدردی ہے تو آپ خرید کر آزاد کر دیں۔ آپ نے اپنا غلام نسطاس رومی بمعہ دو ہزار دینار دے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ (تفسیر عزیزی، ج ۳، ص ۲۰۳)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل:

حدیث نمبر ۱:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا بلال رضی اللہ عنہ تم کون سا عمل کرتے ہو رات میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے پاؤں کی آہٹ کو سنا ہے عرض کی جب اذان کہتا ہوں تو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہوں اور جب بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے میں دوبارہ وضو کر لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی وجہ ہے۔
(المستدرک، ج ۳، ص ۲۸۵)

اس حدیث کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔

(ا) حضرت بلال رضی اللہ عنہ زمین پر چل رہے تھے تہجد کی نماز کے لئے مسجد میں آ رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں رہ کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی آہٹ کو سنا جو نبی اتنی دور سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی آہٹ سن سکتا ہے وہ گنبد خضریٰ میں رہ کر ہم غلاموں کا درود بھی سن سکتا ہے۔

(ب) حضرت بلال رضی اللہ عنہ آن واحد میں زمین پر اور جنت میں موجود تھے جن کے غلام کی یہ شان ہے ان کی اپنی کیا شان ہوگی۔

(ج) قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ناقہ پر سوار ہوں گے مہار حضرت

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ نے پکڑی ہو گی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آگے آگے ہوں گے اس وقت جو ان کے پاؤں سے آہٹ پیدا ہو گی اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا یہ پہلے سے بھی بڑا کمال ہے کہ آواز پیدا ہوتی ہے قیامت کے دن اور آپ اس کو ابھی سن رہے ہیں۔

حدیث نمبر۲:

ابن ابی ملیکا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا فتح مکہ کے دن اے بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر جا کر اذان دی۔

(طبقات ابن سعد، ج۳، ص۲۳۴)

حدیث میں آتا ہے کہ کعبہ پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ آج وہ رحمتیں پہلے میرے بلال پر نازل ہوں اور بعد میں کعبہ پر نازل ہوں تاکہ میری نسبت کی عظمت کا اظہار ہو جائے اے دنیا والو بلال میرا غلام ہے میں نے اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر اذان کہہ رہا ہے اور اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما رہا ہے۔

حدیث نمبر۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز مؤذنوں کا حشر جنتی اونٹنیوں پر ہو گا اور ان سب کے آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ وہ اذان سے اپنی آوازوں کو بلند کریں گے لوگ کہیں گے یہ کون ہیں کہا جائے گا یہ امت محمدیہ کے مؤذن ہیں جب لوگ خوف و

Marfat.com

حزن میں ہوں گے تو ان کو کوئی خوف اور غم نہ ہوگا۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۸)

حدیث نمبر ۴:

جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنی چھوڑ دی اور دمشق چلے گئے وہاں کافی عرصہ کے بعد خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا زیادتی ہے کہ تم نے ہمارا قرب چھوڑ دیا ہے کیا ہماری زیارت کو نہ آؤ گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور مدینہ کے ارادے سے روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ پہنچے تو لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر رونے لگے اور قبر کو سینے سے لگایا اتنے میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم تشریف لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو چوما اور سینے سے لگایا ان دونوں نے آپ سے اصرار کیا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ اذان دو جب آپ نے اذان کہی تو مدینہ کے سب لوگ جمع ہو گئے مرد و زن اور کنواری لڑکیاں آپ کی اذان سننے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ جب آپ نے اللہ اکبر کہا اہل مدینہ رونے لگے جب آپ نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور جب کہا اشھد ان محمد رسول اللہ کوئی ذی روح ایسا نہ تھا جو رو نہ رہا ہو اور وہ دن حضور ﷺ کے وصال کے دن کی طرح ہو گیا پھر آپ شام واپس چلے گئے۔

جناں تناں وچہ عشق سماناں رونا کم اونا ہاں
وچھڑے روندے ملدے روندے ٹردے راہاں

(انسان العیون، ج ۲، ص ۱۰۷)

حدیث نمبر ۵:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب بیت المقدس فتح کیا اور نماز کا وقت

Marfat.com

ہوا تو فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ ہمارے لئے اذان کہو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اذان چھوڑ رکھی ہے لیکن آپ کہتے ہیں تو میں اذان کہہ دیتا ہوں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی صحابہ نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ذہنوں میں تازہ ہوگئی سب سے زیادہ رونے والے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تسلی دی۔ (انسان العیون، ج ۲، ص ۱۰۸)

قسم خدا دی پناہ خدا دی برے نے وقت جدائیاں
اگلے لوگ جدائیاں کولوں دیندے گئے نے دہائیاں

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ:

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بھی ان مبارک ہستیوں میں سے تھے جن کو کٹھن امتحان سے گزرنا پڑا یہ بہت زمانہ تک تکالیف برداشت کرتے رہے لوہے کی زرہ پہنا کر ان کو دھوپ میں ڈال دیا جاتا جس سے گرمی اور تپش کی وجہ سے زبردست پسینہ بہتا رہتا اکثر اوقات سیدھا گرم ریت پر لٹا دیا جاتا جس کی وجہ سے کمر کا گوشت تک گل کر گر گیا تھا۔ یہ ایک عورت کے غلام تھے جب اس کو خبر پہنچی کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں تو اس کی سزا میں لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ان کے سر کو داغ دیتی تھی ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے ان کی تکالیف کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا میری کمر دیکھ لیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کمر کو دیکھا اور کہا ایسی کمر تو کسی کی نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹتے تھے اور وہ آگ میری چربی اور میرے خون سے بجھ جاتی تھی یہ تھا آپ کے عشق کا امتحان۔

Marfat.com

عشق تے اگ دونویں اک برابر پر عشق سیک ودھیرا
اگ تے ساڑھے لکھ تے کانے عشق ساڑے تن میرا
اگ دے تائیں پانی ٹھارے دسو عشق دا دارو کیہڑا
بھلے شاہ اوتھے کجھ نہیں سُجھدا جتھے عشق نے لایا ڈیرا

ان کا انتقال ۳۷ سال کی عمر میں ہوا ہے یہ پہلے صحابی تھے جو کوفہ میں دفن ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ان کی قبر سے ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ خباب پر رحم فرمائے یہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے خوشی سے ہجرت کی جہاد میں زندگی گزاری اور اللہ کے راستے مصائب برداشت کیے۔

حضرت خباب فرماتے ہیں ہم نے اپنے مصائب کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ کعبہ کے سائے میں چادر کا سہارا لے کر تشریف فرما تھے ہم نے عرض کی آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کے لئے زمین میں گڑھا کھود کر ان کو اس میں کھڑا کر کے اوپر سے آرے کے ذریعے جسم کے دو ٹکڑے کر دیتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسم کا گوشت ہڈیوں سے الگ کر دیا جاتا تھا اور یہ عذاب ان کو ان کے دین سے الگ نہ کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو مکمل کرے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے لے کر حضر موت تک جائے گا اور اس کو سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہ ہو گا لیکن تم جلدی کرتے ہو۔ (اسد الغابہ، ج۲، ص ۹۸)

حضرت خباب رضی اللہ عنہ ام نمار کے غلام تھے ایک مرتبہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مسند پر بٹھایا اور یہ فرمایا کہ اس مسند کا تم سے زیادہ کوئی مستحق نہیں سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے۔ اس پر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے زیادہ مستحق

Marfat.com

نہیں اس لئے کہ ان پر جو شدائد و مصائب آئے بعض مشرکین مکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حامی اور ہمدرد تھے مگر میرا کوئی بھی حامی نہ تھا ایک روز مشرکین نے مجھے انگاروں پر چت لٹا دیا اور ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھ دیا تاکہ میں جنبش نہ کروں پھر کرتا اُٹھا کر اپنے داغ دکھائے۔

(طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۶۵)

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا اس نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی ہو جاؤ میں تمہیں اپنی سلطنت میں شریک کر لوں گا اور اپنی شہزادی تیرے نکاح میں دے دوں گا آپ نے فرمایا یہ تو کیا اگر تو تمام بادشاہت بھی مجھے دے دے اور تمام عرب کی سلطنت بھی مجھے سونپ دے تب آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمدی سے برگشتہ ہونے کو تیار نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ پھر میں تجھے قتل کر دوں گا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ تجھے اختیار ہے اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے بادشاہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں چھیدنے شروع کئے۔ بار بار آپ سے کہا جاتا اب بھی نصرانی ہو جاؤ لیکن آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے ہرگز نہیں۔

مارو مارو مار مکاؤ کوئی عذر نہ پیش لیاواں
جے سوہناں میرے دکھ وچ راضی میں سکھ نوں چلھے پاواں

آخر بادشاہ نے کہا اس کو سولی سے اتار دو اور پھر ایک پیتل کی دیگ خوب گرم کر کے لائی جائے چنانچہ وہ لائی گئی بادشاہ نے ایک قیدی کے متعلق حکم

Marfat.com

دیا اس کو اس دیگ میں ڈال دو چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اس قیدی کو دیگ میں ڈال دیا گیا وہ مسکین جل گیا۔ بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا اب بھی ہماری بات مان لو اور ہمارا مذہب قبول کرلو ورنہ تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لیتے ہوئے فرمایا میں خدا کے دین کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ اس وقت بادشاہ نے حکم دیا اسے چرخی پر چڑھا کر اس گرم دیگ میں ڈال دو جب آپ کو دیگ میں ڈالا جانے لگا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بادشاہ کو کچھ امید ہوگئی کہ شاید یہ اپنے ترک دین پر تیار ہوگیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو چرخی سے اتارنے کا حکم دیا لیکن بادشاہ کی تمنا بے سود ثابت ہوئی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آج میرے پاس صرف ایک جان ہے کاش کہ میرے ہر رونگٹے میں ایک جان ہوتی تو سب کو آج قربان کر دیتا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہ جی بھرا کروں ک یا کروڑوں جہاں نہیں

بادشاہ نے کہا اچھا میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو آزاد کر دوں گا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر چوم لیا۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا سر چوم لیا۔

(ابن کثیر، ج ۱۴، ص ۶۰)

تین بھائی:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ملک شام میں تین بھائی مجاہد تھے خدا کی راہ میں جہاد کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رومیوں نے ان کو گرفتار کر

Marfat.com

لیا رومی بادشاہ نے ان سے کہا میں تمہیں ملک دوں گا اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کر دوں گا تم لوگ نصرانی ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان میں روغن زیتون ڈالا گیا جو تین دن تک کھولتا رہا اور انہیں روزانہ دکھایا جاتا رہا اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے۔ اس پر پہلے بڑے بھائی کو اس کھولتے ہوئے تیل میں ڈالدیا گیا پھر دوسرا بھی ڈال دیا گیا۔ تیسرا جو چھوٹا تھا اسے بھی قریب لایا گیا تو اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی بہت کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کی اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر سے دین سے منحرف کر لوں گا۔ بادشاہ نے کہا وہ کس طرح اس نے کہا میں جانتا ہوں عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل نہیں۔ اس کو میرے حوالے کر دیجئے تا کہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں اور وہ اس کو بہکا لے گی چالیس روز کی مدت مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کر دیا اور وہ اس کو اپنے مکان میں لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اس واقعہ کی اطلاع دی لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو یہ کام میرا ہے۔ اب وہ شامی مجاہد دن بھر روزہ رکھتا اور تمام شب عبادت کرتا اور اس لڑکی کی طرف نظر نہ کرتا۔

جے لکھ حوراں وی آ دیونی مینوں آن وکھالا
قسم خدا دی میں اتول ویکھا جتھے کالیاں زلفاں والا

یہاں تک کہ میعاد ختم ہو گئی اب اس درباری نے بیٹی سے دریافت کیا کہ تو نے کیا کیا اس نے کہا کچھ نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے دو بھائی اس شہر میں قتل کر دیئے گئے ہیں میرا گمان ہے یہ ان کے صدمے کی وجہ سے باز رہا اس لئے مناسب ہے کہ بادشاہ سے معیاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور

Marfat.com

اس کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا لیکن اس شامی مجاہد کی حالت وہاں بھی یہی رہی دن کو روزہ رات کو نوافل یہاں تک کہ دوسری معیاد بھی ختم ہونے کے قریب ہو گئی ایک شب اس لڑکی نے کہا اے شخص میں تجھے رب عظیم کی عبادت میں مشغول دیکھتی ہوں اس پر میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا ہے اس کے بعد دونوں مشورہ کر کے ایک سواری پر بھاگ نکلے۔ دن کو چھپ جاتے رات کو سفر کرتے ایک رات یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز سنائی دی دیکھا تو وہ اس شامی مجاہد کے دونوں بھائی تھے جن کو تیل میں ڈالدیا گیا تھا اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ شامی نے ان دونوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور ہم جنت الفردوس میں پہنچ گئے۔ اب اللہ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی کر دیں چنانچہ دونوں کی شادی کر کے واپس چلے گئے۔ (شرح الصدور، ص ۸۹)

جو لوگ دین پر ثابت قدم رہتے ہیں اور مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا

Marfat.com

جاتا تھا ہمارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہاری جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

معلوم ہوا جو نفوس قدسیہ باطل کے مقابلے میں ڈٹ جاتے ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں جو ان کو بشارت دیتے ہیں کہ تم پر کوئی خوف وحزن نہیں تم جنتی ہو ہم تمہارے دوست ہیں دنیا اور آخرت کی زندگی میں جنت میں تمہیں من مانی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا اور تم اللہ کے مہمان ہو گے اور وہ تم پر مہربانی فرماتے ہوئے تمہارے سارے گناہ معاف کر دے گا۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جنت کا مالک

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ۝

ترجمہ: یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وراثت ملکیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے جو نہ فسخ ہو سکے نہ باطل ہو سکے نہ ٹوٹ سکے۔ نورالعرفان یہاں میراث کا لفظ اس لئے اختیار فرمایا کہ تملیک میں سب سے اتم و احکم قسم ہے جس میں نہ فسخ کا احتمال نہ لوٹائے جانے کا نہ ابطال کا۔

(تفسیر شبیر احمد عثمانی)

اب اس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے اللہ کی عطا سے جنت کے مالک ہوں گے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

ترجمہ: اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی ہے صلہ تمہارے اعمال کا۔

اس آیت سے معلوم کہ جنت میں جو کچھ اہل جنت کو ملے گا وہ اس کے مالک ہوں گے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ:

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا۝

ترجمہ: یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے۔

Marfat.com

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے متقی بندے جنت کے مالک ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ

وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّتِ النَّعِیْمِ ۝

ترجمہ: اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرما لیا اور آپ کو جنت کا مالک بنا دیا کیونکہ جب اللہ کا رسول امور ممکنہ کے بارے میں اللہ سے دعا مانگتا ہے تو وہ رد نہیں کرتا بلکہ ایسی دعا قبول فرما لیتا ہے۔ جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو خازن جنت ان کو سلام کرے گا اور اہل جنت سے کہے گا تم جنت میں ہمیشہ رہو گے اس پر وہ جنتی لوگ کہیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۝

ترجمہ: اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اہل جنت خدا کی عطا سے جنت کی زمین کے وارث یعنی مالک ہوں گے۔ قیامت کے دن جب ایماندار لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو غلمان سونے کے پیالوں میں جنتی شراب بھر کر ان کو پیش کریں گے اور ان کی خاطر و مدارات کریں گے اور کہیں گے کہ:

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے اپنے اعمال سے۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ جنتی لوگ خدا کی طرف جنت کے مالک بنا دیئے جائیں گے جو مکانات اور زمین ان کو ملے گی وہ ان کے مالک ہوں گے۔

Marfat.com

اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اور محبّ کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ محبوب کا ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کا حقیقی مالک ہے اور اللہ کی ملکیت قدیم ازلی اور ابدی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے مالک ہیں:

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

ان متذکرہ آیات نے ثابت کر دیا کہ قیامت کے روز جنت میں داخل ہو کر اہل جنت جنت کے مالک ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے دنیا میں ہی جنت کا مالک بنا دیا آپ نے اپنے غلاموں کو جنت عطا فرمائی اس کے متعدد دلائل ہیں ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہو گا اور بعد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مالک جنت ہونا بیان کیا جائے گا۔

جنت کی نعمتیں:

عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ○ مُّتَّكِئِیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ○ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ○ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ○ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ○ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ○ وَحُوْرٌ عِیْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

ترجمہ: جڑاو تختوں پر ہوں گے ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے کوزے اور آفتاب اور جام اور آنکھوں

Marfat.com

کے سامنے بہتی شراب کہ اس سے نہ انہیں دردِ سر ہو اور نہ ہوش میں فرق آئے اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں اور بڑی آنکھ والی حوریں جیسے چھپے رکھے موتی صلہ ان کے اعمال کا۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ جنت میں اہل جنت کے لئے بہترین عمدہ تخت ہوں گے ان کے لئے خدمت گزار لڑکے ہوں گے جنتی شراب پینے کے لئے سونے چاندی کے برتن انواع واقسام کے پھل پرندوں کا گوشت موتیوں کی مانند حسین وجمیل حوریں ہوں گی۔

آگے فرمایا گیا:

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ○ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ○ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ○ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ○ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ○ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ○ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ○ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○ عُرُبًا اَتْرَابًا ○ (سورۃ واقعہ)

ترجمہ: اہل جنت بے کانٹوں کی بیریوں میں اور کیلے کے گچھوں میں اور ہمیشہ کے سائے میں اور ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں اور نہ روکے جائیں اور بلند بچھونوں میں ہوں گے اور بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا اور انہیں کواریاں بنایا اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ جنت میں بیر اور کیلے ہوں گے جاری پانی کی نہریں درختوں کے گھنے سائے پھلوں کی کثرت ہوگی اور ان کے کھانے میں کوئی ٹوک نہ ہوگی بہترین اور عمدہ بچھونے ہوں گے اور ایسی خوبصورت عورتیں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے ساتھ ہمیشہ پیار کریں۔

سورہ النبا میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ○ وَحَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا○ وَّکَوَاعِبَ اَتْرَابًا○ وَّکَاْسًا دِھَاقًا○

ترجمہ: بے شک ڈر والوں کے لئے کامیابی کی جگہ ہے باغ ہیں اور انگور اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی اور چھلکتا جام۔

اس آیت میں جن جنتی نعمتوں کا ذکر ہوا وہ یہ ہیں باغ انگور خوبصورت ایک عمر کی عورتیں اور چھلکے جام۔

سورہ محمد میں اللہ تعالیٰ جنتی نہروں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ○ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ

ترجمہ: احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ہے اور ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اپنے کی مغفرت۔

اس آیت میں جنت کی مشہور چار نہروں کا ذکر ہوا پانی کی نہر، دودھ کی نہر، شراب کی نہر اور شہد کی نہر۔ حضور نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات ان چاروں کا منبع دیکھا ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ جب حضور ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور جنت کی سیر فرمائی تو وہاں چار نہریں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک پانی کی ایک دودھ کی ایک شراب کی اور ایک شہد کی۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے

Marfat.com

عرض کی مجھے اس کی خبر نہیں۔ دوسرے فرشتے نے کہا ان چاروں کا چشمہ میں دکھاتا ہوں ایک جگہ لے گیا وہاں ایک درخت تھا جس کے نیچے ایک عمارت بنی ہوئی تھی اور دروازے پر قفل تھا اس کے نیچے سے یہ چاروں نہریں نکل رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا دروازہ کھولو عرض کی اس کی چابی میرے پاس نہیں بلکہ آپ کے پاس ہے یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر قفل کو ہاتھ لگایا دروازہ کھل گیا اندر جا کر ملاحظہ فرمایا کہ اس عمارت میں چار ستون ہیں اور ہر ستون پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے اور بسم کی میم سے پانی کی نہر جاری ہے اللہ کی ہ سے دودھ کی نہر جاری ہے رحمٰن کی میم سے شراب کی نہر جاری ہے اور رحیم کی میم سے شہد کی نہر جاری ہے اندر سے آواز آئی اے میرے محبوب آپ کی امت کا جو آدمی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا وہ ان چاروں نہروں کا مستحق ہوگا۔

سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُاللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا۝

ترجمہ: بے شک نیک لوگ ایسے جام سے (شراب) پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی ایسے چشمے سے جس سے خدا کے نیک بندے نوش کریں گے اور جس کو وہ (خاصان خدا جہاں چاہیں گے) بہا کر لے جائیں گے۔

تفسیر در منشور میں ابن شوذب سے روایت ہے کہ اہل جنت کے ہاتھوں میں سونے کی چھڑیاں ہوں گے اور ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کریں گے نہریں اسی طرف کو چلیں گی۔ تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ جنتی لوگ ان نہروں کو اپنی منزلوں اور محلوں میں جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔

Marfat.com

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ

ترجمہ: ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور یہ لوگ سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کریں گے جو سندس اور استبراق کے ہوں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

سندس باریک ریشم اور استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں حسب خواہش باریک اور موٹے ریشمی کپڑے پیش کئے جائیں گے۔

سورہ زمر میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ

ترجمہ: لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اہل جنت اپنے اوپر بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم اس ستارے کو دیکھتے ہو جو (صبح کو پو پھٹنے کے بعد) آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر باقی رہ جاتا ہے اور یہ منزلوں کا فرق ان کے باہمی فرق مراتب کی وجہ سے ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ انبیاء کرام کے مقامات ہوں گے جہاں ان کے علاوہ کوئی اور نہ پہنچ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ان میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

(بخاری، ج۱، ص ۱۳۱۷۔ مسلم شریف، ج۲، ص ۳۷۸)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں بالاخانہ ہے اس کا ظاہر حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے۔ ابو مالک نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کن کے لئے ہوگا، فرمایا:

لِمَنْ اَطَابَ الْكَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّيَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَالنَّاسُ نِيَامٌ ○

ترجمہ: جو نرمی سے بات کرے اور بھوکوں کو کھانا کھلائے اور روزوں پر دوام کرے اور نماز تہجد پڑھے۔

(الترغیب والترہیب، ج۴، ص ۵۱۶۔ ترمذی، ج۲، ص ۷۵)

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد موجود ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا○

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے کہیں جانا نہ چاہیں گے۔

چونکہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور وہیں ہر خواہش پوری ہو جائے گی اس لئے وہاں سے کہیں جانے کو جی ہی نہ چاہے گا اور نہ منتقل ہونے کی ضرورت ہوگی سب کچھ وہیں موجود ہوگا کروڑوں اور اربوں میل جنت کا پھیلاؤ ہوگا پھر آپس میں میل جول ہوگا محبت اور بے تکلفی ہوگی عزیز و اقارب دوست احباب وہیں

Marfat.com

موجود ہوں گے خالق کائنات راضی ہوگا پھر اس صورت میں وہاں سے باہر جانے کا خیال کیسے آئے گا۔

احادیث

حدیث نمبر ا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَعَدْءُتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ O

ترجمہ: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز تیار کی ہے جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں نہ اس کی خوبیوں کو سنا اور کسی انسان کے دل میں خیال پیدا ہوا۔

اگر تم اس کی تصدیق چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ O

ترجمہ: کوئی شخص اس چیز کو نہیں جانتا جس کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اور جو آنکھ کی ٹھنڈک کا سبب ہے۔ (بخاری، مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۷۸)

حدیث نمبر ۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَنَّ اِمْرَاَۃً مِنْ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِطَّلَعَتْ اِلَی الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَیْنَھُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَیْنَھُمَا رِیْحًا وَلَنَصِیْفُھَا عَلٰی رَأْسِھَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا O

ترجمہ: اگر جنتیوں میں سے کسی کی عورت دنیا کی طرف جھانک لے تو مشرق و

Marfat.com

مغرب کے درمیان روشن کر دے اور ساری فضا مشرق و مغرب کو خوشبو سے بھر دے اور سر کی اوڑھنی دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے سب سے بہتر ہے۔

(مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۱۔ بخاری۔ مسلم شریف)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مومن کے لئے ایک خالی موتی کا خیمہ ہو گا جس کا طول ساٹھ میل کا ہو گا اس خیمہ کے ہر گوشے میں اس کی بیویاں ہوں گی اور ایک گوشے کے آدمی دوسرے گوشے کے آدمیوں کو دیکھ نہ سکیں گے ان سب گھروں میں مسلمان چلتا پھرتا رہے گا اور مومن کے لئے دو جنتیں ہوں گی جس کے برتن اور تمام چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی جن کے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہوں گی۔

(بخاری۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۸۰۔ مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۱)

حدیث نمبر ۴:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کو جنتی جمع ہوں گے اور وہاں شمالی ہوا چلے گی جو اہل جنت کے منہ اور کپڑوں پر خوشبو ڈالے گی اور ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا پھر جب وہ حسین و جمیل بن کر اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے تو ان کی بیویاں کہیں گی خدا کی قسم ہم سے جدا ہو کر تم نے اپنے حسن و جمال بڑھا لیا ہے اس کے جواب میں وہ کہیں گے اور ہمارے بعد تمہارے حسن میں اضافہ ہو گیا ہے۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۷۹۔ مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۲)

Marfat.com

حدیث نمبر۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے اور ان کے بعد جو جماعت داخل ہوگی وہ اس روشن ستارے کی مانند ہو گی جو سورج اور چاند سے کم اور دوسرے ستاروں سے زیادہ روشن ہے اور اہل جنت کے دل ایک شخص کے دل کی مانند ہوں گے اور جنت میں ہر شخص کی دو بیویاں حورعین سے ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اندر سے نظر آتا ہوگا جنتی صبح و شام اللہ کو یاد کریں گے نہ تو بیمار ہوں گے اور نہ پیشاب کریں گے نہ پائخانہ پھریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ ریٹھ سنکیں گے اور اہل جنت کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن اگر ہوگا اور ان کا پسینہ مشک ہوگا اور سارے جنتی ایک شخص کی سیرت و عادت پر ہوں گے اور صورت میں اپنے باپ آدم کی شکل پر اور ان کا قد ساٹھ گز اونچا ہوگا۔ (بخاری۔ مسلم شریف، ج۲،ص۳۷۹۔ ترمذی، ج۲،ص۷۶)

حدیث نمبر۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ یَنْعِمُ وَلَا یَبْاَسُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُهٗ وَلَا یَفْنٰی شَبَابُهٗ۔

ترجمہ: جو جنت میں داخل ہوگا وہ خوش وخرم رہے گا فکر وغم اس کے پاس نہ آئے گا نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ اس کی جوانی فنا ہوگی۔

(مسلم شریف، ج۲،ص۳۸۰۔ مشکوٰۃ، ج۳،ص۹۳)

Marfat.com

حدیث نمبر ۷:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت وہ کہیں گے اے پروردگار ہم حاضر ہیں تیری خدمت میں موجود ہیں اور بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو اور خوش ہو وہ کہیں گے اے پروردگار ہم کیوں راضی نہ ہوں تو نے ہمیں اس قدر دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں ان سب چیزوں سے بہتر ایک اور چیز تم کو عطا نہ کر دوں وہ کہیں گے وہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ میری خوشنودی ہے اور اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

(ترمذی، ج ۴۲ص ۹۷۔ بخاری، ج ۴، ص ۱۳۶۔
مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۷۸۔ مشکوۃ، ج ۳، ص ۹۳)

حدیث نمبر ۸:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں حورعین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی اس اجتماع میں حوریں بلند آواز سے ترانے گائیں گی ان کی آواز اس قدر دلکش ہوگی کہ لوگوں نے کبھی بھی نہ سنی ہوگی یہ حوریں اس طرح کا ترانہ گائیں گی ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی کبھی ہلاک نہ ہوں گی ہم چین و آرام سے رہیں گی کبھی فکرمند نہ ہوں گی ہم ہمیشہ راضی رہیں گی ناخوش نہ ہوں گی خوشخبری اس کے لئے جو ہمارے لئے ہے اور اس کے لئے ہیں۔

(ترمذی۔ مشکوۃ، ج ۳، ص ۱۰۰)

Marfat.com

حدیث نمبر۹:

حضرت سعد بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جا کر ملا انہوں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے جنت کے بازار میں ملائے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا جنت میں بازار بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو ان کے اعمال کے مطابق منازل اور مکانات ملیں گے پھر ان کو جمعہ کے دن اجازت دی جائے گی اور وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے اس روز اللہ تعالیٰ اپنے عرش کو نمایاں کرے گا اور اہل جنت کو اپنا دیدار کرانے کے لئے جنت کے ایک بڑے باغ میں ظاہر ہو گا آنے والوں کے لئے نور کے منبر موتیوں کے منبر یاقوت کے منبر زبرجد کے منبر سونے کے منبر چاندی کے منبر بچھائے جائیں گے اور ادنیٰ درجے کے جنتی کافور کے ٹیلوں پر بٹھائے جائیں گے اور یہ ٹیلوں پر بیٹھنے والے کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے بہتر خیال نہ کریں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم پروردگار کو دیکھیں گے۔ فرمایا ہاں تم کیا سورج اور چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں شبہ رکھتے ہو ہم نے عرض کیا نہیں فرمایا اس طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھنے میں شبہ نہ کرو گے۔ دیدارِ الٰہی کی اس مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا جس سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا یہاں تک حاضرین میں سے ایک شخص سے اللہ پاک فرمائے گا اے فلاں کے بیٹے تجھ کو وہ دن یاد ہے جس روز تو نے ایسا ایسا کیا تھا وہ عرض کرے گا اے پروردگار تو نے مجھے بخش نہیں دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھے بخش دیا اور میری بخشش ہی سے تو آج یہاں تک پہنچا ہے سب لوگ اس

Marfat.com

حالت میں ہوں گے کہ ایک ابر آئے گا اور ان پر چھا جائے گا پھر یہ ابر ایسی خوشبو برسائے گا اس جیسی خوشبو انہوں نے کبھی نہ پائی ہو گی پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اٹھو اس چیز کی طرف جو میں نے تمہاری عظمت بڑھانے کے لئے تیار کی ہے اور جو چیز تم کو پسند آئے اس کو لے لو پھر ہم ایک بازار میں آئیں گے جس کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہو گا اس بازار میں وہ چیزیں نظر آئیں گی جس کی مانند نہ آنکھ نے دیکھا ہو گا نہ کان نے سنا ہو گا اور نہ کبھی دل میں اس کا خیال پیدا ہو گا پھر اس بازار میں ہمیں وہ چیزیں دی جائیں گی جس کی ہم خواہش کریں گے حالانکہ اس بازار میں خرید و فروخت کا معاملہ نہ ہو گا اور اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے ایک بلند مرتبہ شخص ایک ادنیٰ درجے کے جنتی کو ذلیل نہ تصور کرے گا اور جو اعلیٰ درجے کا لباس وہ پہنے گا اس کو پسند آئے گا پھر جو دونوں آدمیوں کی باتیں ختم ہوں گی تو بلند مرتبہ محسوس کرے گا کہ میرے مخاطب کا لباس مجھ سے بہتر ہے اور یہ اس لئے کہ جنت میں کسی کو غمگین ہونے کا موقع نہ دیا جائے گا پھر ہم اپنے مکانوں کی طرف ہوں گے ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کریں گی اور خوش آمدید کہیں گی اور پھر ظاہر کریں گی کہ تم اس حال میں آئے ہو کہ تمہارا حسن و جمال اس سے زیادہ جبکہ تم ہم سے جدا ہوئے تھے ہم ان کے جواب میں کہیں گے ہم نے اپنے پروردگار کے ساتھ ہمنشینی کا شرف حاصل کیا ہے اور ہم اسی شان کے ساتھ واپس آنے کے لائق ہوئے جس شان سے کہ آئے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۷۔ ترمذی، ج ۲، ص ۷۸۔ ابن ماجہ، ص ۳۲۲)

حدیث نمبر ۱۰:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی جس کو جبار اپنے دست قدرت میں لے کر الٹے پلٹے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹتا پلٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دے گا۔

(موت کا منظر، ص ۱۲۹)

اور اس میں فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں طرح طرح کے ذائقے اور مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور غلوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہونے والی ہر نعمت نہیں کھائی بلکہ کوئی اس سے محروم ہے اور کسی کو وہ پھل نصیب نہیں ہوا اس لئے زمین کی روٹی بنا کر اہل جنت کو پہلے اس کے تمام مزے اور ذائقے بحیثیت مجموعی چکھائے جائیں گے تاکہ جب جنت کی نعمتوں کو کھائیں پئیں تو ہر شخص کا یقین اس طرح عین الیقین ہو جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی میں نے یا کسی دوسرے نے کھایا پیا ہے وہ سب جنت کی ہر نعمت کے سامنے ہیچ ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں جنت کی عمدہ نفیس اور محیر العقول نعمتوں کا ذکر آپ نے سماعت فرمایا اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے جنت میں اپنے فرمانبردار برگزیدہ بندوں اور اپنے محبوب کے غلاموں کے لئے انواع واقسام کی نعمتیں پیدا فرمائیں تاکہ میرے بندے آرام وسکون کی زندگی بسر کریں اور ابدی زندگی سے لطف اندوز ہوں۔
اس جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کو اللہ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک میں دیا کیونکہ آپ رب کے ہیں اور رب آپ کا۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور جس کا اللہ ہو جاتا ہے، اللہ کی ہر نعمت اس کی ہو جاتی ہے۔ مولانا حسن رضا فرماتے ہیں۔

Marfat.com

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفےٰ کا

اب دلائل ملاحظہ فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ نے جنت کا مالک بنا دیا ہے اور آپ نے اس ملکیت کا اظہار کئی مرتبہ فرمایا:

دلیل نمبرا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے عہد میں سورج گہن لگا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس میں آپ ﷺ نے طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو لے رہے ہیں پھر ہم نے دیکھا کہ لیتے لیتے رُک گئے۔

فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَ كَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

ترجمہ: آپ نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا میں اس سے ایک خوشہ توڑنے لگا اگر میں اس خوشہ کو توڑ لیتا تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے رہتے۔

(کتاب الکسوف مسلم شریف)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(ا) حضور ﷺ نے زمین پر کھڑے ہو کر ساتویں آسمان پر جنت کو دیکھ لیا اتنی دور سے دیکھنا آپ کی قوت باصرہ کا عظیم کمال ہے۔

(ب) آپ ﷺ کا ہاتھ زمین سے جنت تک پہنچ گیا یہ آپ ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔

Marfat.com

(ج) جنت کے پھلوں کو فنا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہ خوشہ توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے وہ کبھی ختم نہ ہوتا۔

(د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے خوشہ کو توڑنا چاہا مگر بعد میں کسی خیال سے ایسا نہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قصد سے جس طرح یہ ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دیکھنا چاہیں تو سات آسمان آپ کے لئے حجاب نہیں بنتے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں رہتے ہوئے جنت میں تصرف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تصرف کی زد میں ہیں اور چونکہ غیر کی ملک میں تصرف جائز نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مالک و مختار بنا دیا جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر رہ کر جنت میں تصرف کر سکتے ہیں تو جنت میں رہ کر اور جا کر زمین کے اوپر بھی تصرف کر سکتے ہیں لیکن یہ تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔

دلیل نمبر۲:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر رہتا ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش پر آیا) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے میں تجھے عطا کر دوں عرض کی:

اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ فَقُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

Marfat.com

ترجمہ: میں حضور ﷺ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرما دیں فرمایا کچھ اور عرض کی میری مراد صرف یہی ہے فرمایا کثرت سجود سے میری مدد کر۔ (مسلم شریف، ج۱، ص ۱۹۳۔ ابو داؤد شریف، ج۱، ص ۱۹۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(ا) اس حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا سَلْ میں مطلق بلا قید ہے جس سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا اور آخرت کی سب مرادیں آپ کے اختیار میں ہیں جبھی تو فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگ لو ہماری سرکار میں سب کچھ موجود ہے۔ ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَکَّنَہٗ مِنْ اِعْطَاءِ کُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ۔

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ کے خزانوں سے جو چاہیں عطا کر دیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(ب) حضور ﷺ نے فرمایا میری مدد کر کثرت سجود سے معلوم ہوا کہ خدا کے برگزیدہ بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے شرک نہیں۔

(ج) حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں معلوم صحابی رسول ﷺ نے آپ کو اللہ کی عطا سے جنت کا مالک سمجھا جسے مالک جنت محبوب ﷺ نے قبول فرمایا۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ اُحد میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات انصاری اور دو قریشی تھے جب کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لے لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ اَوْهُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

ان کو ہمارے پاس سے کون دور کرے گا اس شخص کو جنت ملے گی یا فرمایا وہ جنت میں میرا ساتھی ہو گا۔

پھر انصار میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا کفار نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو ہم سے کون دور کرے گا اس کے لئے جنت ہے یا وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا۔ پھر انصار میں سے ایک اور شخص آگے بڑھ کر لڑا حتیٰ کہ شہید ہو گیا اور پھر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا یہاں تک کہ وہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ (کتاب الجہاد مسلم شریف)

ارے او ناسمجھ قربان ہو جا ان کے قدموں پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سات انصاری صحابہ کو یکے بعد دیگرے جنت کی رفاقت عطا فرمائی اور ان صحابہ نے بھی جاں نثاری کا حق ادا کر دیا کہ جب دیکھا کہ جنت کا مالک آقا جنت کی نعمت لٹا رہا ہے تو ہر صحابی نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے آپ سے جنت کی رفاقت حاصل کر لی۔ معلوم ہوا کہ ان صحابہ کو یقین تھا کہ ہمارا رسول خدا کی طرف عطائے جنت کا مجاز اور مالک ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے معلوم ہوا ہمارا عقیدہ کوئی موجودہ صدی کی

Marfat.com

سڑی ہوئی توحید کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ عمدہ نفیس اور اعلیٰ عقیدہ ہے جس کی بنیاد قرآن وحدیث ہے۔

دلیل نمبر۴:

جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آئے تو یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا۔ بنی غفار کا ایک شخص تھا اس کے ملک میں ایک شیریں چشمہ تھا جس کا نام رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع میں فروخت کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک جنتی چشمے کے عوض فروخت کر دو اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری اور میرے بچوں کی معاش اسی سے ہے مجھ میں یہ طاقت نہیں یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے وہ چشمہ اس کے مالک سے ۳۵ ہزار درہم میں خرید لیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ:

اَتَجْعَلُ لِیْ مِثْلَ الَّذِیْ جَعَلْتَ لَهٗ عَیْنًا فِی الْجَنَّةِ اِنِ اشْتَرَیْتُهَا قَالَ نَعَمْ۔

کیا جس طرح حضور ﷺ اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو کیا حضور ﷺ مجھے بھی عطا فرمائیں گے فرمایا ہاں۔ عرض کی میں نے بئر رومہ خرید لیا ہے اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

(طبرانی کبیر، ج۲، ص۴۱)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اللہ کا رسول ﷺ بئر رومہ کے عوض جنت کا چشمہ دے رہے ہیں تو آپ نے بڑے شوق سے اس آدمی سے وہ پانی کا چشمہ خرید لیا اور جنت کے مالک آقا سے فرمایا اگر میں بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دوں تو کیا آپ مجھے بھی جنت

Marfat.com

کا چشمہ دیں گے فرمایا ہاں آپ نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور حضور ﷺ سے جنت کا چشمہ حاصل کرلیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ جنت کی نعمتیں دینے کا اختیار رکھتے ہیں کیونکہ اللہ نے آپ ﷺ کو جنت کا مالک بنایا ہے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی

دلیل نمبر ۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الْجَنَّۃَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ بَیْعَ الْحَقِّ حَیْثُ حَفَرَ بِئْرَ مَعُوْنَۃَ وَحَیْثُ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَۃِ۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے جنت خریدی بئر رومہ کے دن اور لشکر تنگدستی کے روز۔ (المستدرک، ص ۱۰۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدی اور کوئی چیز خریدی اس سے جاتی ہے جو یا تو خود مالک ہو یا ملک کی طرف ماذون مختار ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں حاصل ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کے مالک بھی ہیں اور اللہ کی طرف سے ماذون اور مختار بھی ہیں۔

دلیل نمبر ۶:

رسول اللہ ﷺ نے مسجد حرام میں توسیع فرمانی چاہی آپ ﷺ نے ایک مکی آدمی سے فرمایا اپنا مکان میرے ہاتھ فروخت کر دو میں مسجد حرام میں توسیع کردوں میں تیری جنت کا ضامن ہوں۔ اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ

Marfat.com

اس کے سوا میرا کوئی مکان نہیں میرا اور میری اولاد کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ہاتھ یہ مکان فروخت کر دو میں مسجد حرام میں توسیع کر دوں تیرے لئے جنت کا ضامن ہوں اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی حاجت نہیں۔ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ آدمی زمانہ جاہلیت میں آپ کا دوست تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے بات چیت کرتے رہے یہاں تک آپ نے اس سے وہ مکان دس ہزار دینار میں خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فلاں آدمی سے مکان لے کر مسجد حرام میں توسیع کرنا چاہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ہے کہ میں تیری جنت کا ضامن ہوں اب وہ مکان میرا ہے کیا آپ جنت کے مکان کے عوض مجھ سے لینا چاہتے ہیں فرمایا ہاں۔

فَاَخَذَهَا مِنْهُ ضَمِنَ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَاَشْهَدُ لَهٗ عَلٰى ذَالِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ: آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مکان لے لیا اور جنت میں آپ کے مکان کے ضامن ہو گئے اور مسلمانوں کو اس کا گواہ بنا لیا۔

(الریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۱۲۵)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنتی مکان کی ضمانت دینا بھی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عطا سے جنت اور اس کی نعمتوں کے مالک ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پختہ یقین ہے تبھی تو اتنی بھاری قیمت دے کر وہ مکان حاصل کر کے مسجد کی توسیع کے لئے پیش کر دیا۔

لاو رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

Marfat.com

دلیل نمبر ۷:

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی سوال کرتا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور ہوتا تو ہاں فرما دیتے نامنظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی کو نہ نہیں فرماتے تھے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر سوال کیا خاموش رہے۔ اس نے پھر سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز میں فرمایا سَلْ مَا شِئْتَ یَا اَعْرَابِیُّ۔ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے جی میں کہا اب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگے گا لیکن اعرابی نے کہا میں آپ سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا پھر عرض کی زادِ راہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے سوال میں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پار کرنے کا حکم ہوا کنارہ دریا تک پہنچے تو سواری کے جانوروں کے منہ اللہ نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف علیہ السلام کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر یوسف علیہ السلام کا پتہ نہ تھا۔ فرمایا اگر تم میں کوئی آدمی جانتا ہو لوگوں نے عرض کی شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا وہ آئی اس سے پوچھا کیا تجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم ہے کہا ہاں فرمایا مجھے بتا دے، عرض کی لَا وَاللّٰہِ حَتّٰی تُعْطِیَنِیْ مَا اَسْئَلُكَ۔ خدا کی قسم نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ جو میں آپ سے مانگوں

Marfat.com

مجھے آپ عطا فرما دیں فرمایا تیری عرض قبول ہوئی۔ اس نے کہا:

فَاِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ اَکُوْنَ مَعَکَ فِی الدَّرَجَۃِ الَّتِیْ تَکُوْنَ فِیْھَا فِی الْجَنَّۃِ۔

میں آپ سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا صرف جنت مانگ لے پیرزن نے کہا میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ میں آپ کے ساتھ رہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی ردو بدل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی وہ جو مانگ رہی ہے اسے عطا کردو اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جنت میں اپنی رفاقت عطا کر دی۔ اس نے قبر یوسف علیہ السلام کا پتہ بتا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کا جسدِ اقدس ساتھ لے کر دریا پار کر گئے۔

(طبرانی اوسط، ج ۸، ص ۳۷۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

(ا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا جو جی میں آئے مانگ لو ہم سب کچھ عطا فرمانے پر قادر ہیں۔

(ب) حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ رشک ہوا کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد کرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے دلوں میں خیال آیا اب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگے گا معلوم ہوا صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کے تمام خزانوں اور دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں عطا فرما دیں کیونکہ آپ جنت کے مالک ہیں۔

(ج) خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی پر تعجب فرمایا کہ ہم نے تو اختیار

Marfat.com

عام دیا تھا ہم سے دنیا مانگنے بیٹھا پیرزن کی طرح ہم سے اگر جنت کا اعلیٰ مقام مانگتا تو ہم عطا کر دیتے۔

(د) اس پیرزن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدائی کارخانے کا مختار جان کر جنت کا اعلیٰ مقام مانگا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مختار مان کر یہ سوال کیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کر دیا جب کلیم اللہ جنت میں اعلیٰ درجے کا مقام عطا کر سکتے ہیں تو پھر حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے کتنا مختار بنایا ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے غلاموں کو جنت میں اپنی رفاقت عطا فرما سکتے ہیں بلکہ جنت کی ہر نعمت عطا فرمانے پر قادر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ مطلق ہیں۔

دلیل نمبر ۸:

جب حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے شورہ کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان، علی طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بی ابی وقاص رضی اللہ عنہم چھ صحابہ سے جسے مناسب جانیں خلیفہ بنالیں) لیکن آپ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جان لوگ ان چھ کو پسند نہیں کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سہارا دے کر بٹھا دو آپ کو بٹھا دیا گیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جس دن عثمان (رضی اللہ عنہ) شہید ہوگا آسمان کے فرشتے ان پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فضیلت خاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے یا ہر مسلمان کے لئے ہے۔ فرمایا خاص عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے پھر فرمایا ع[بدالر]حمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [س]خت بھوک لگی ہوئی ہے حضرت عبدالرحمٰن بن

Marfat.com

عوف رضی اللہ عنہ دو روٹیاں لائے جن کو تیل لگا ہوا ہے وہ روٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے دنیاوی کام کے لئے اللہ کافی ہے اور تیری آخرت کا میں ضامن ہوں اور لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ایک رات سخت سردی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا کجاوا گر پڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور جنت لے لے یہ سنتے ہی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور فرمایا اے طلحہ یہ جبریل علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں:

اَنَا مَعَكَ فِىْ اَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى اُنْجِيَكَ مِنْهَا۔

ترجمہ: میں قیامت کے ہولناک مناظر میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔

اور زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے پنکھا جھلتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا اے ابو عبداللہ کب سے پنکھا جھل رہے ہو عرض کی جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں:

اَنَا مَعَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى اَذُبَّ عَنْ وَجْهِكَ شَرَّ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: میں قیامت کے دن تمہارے ساتھ ہوں گا یہاں تک کہ جہنم کی برائی کو تم سے دور کر دوں۔

اور لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لا تو قیامت کے روز میرے درجے میں داخل ہو گا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگ کیا

Marfat.com

کہتے ہیں میں نے روز بدر دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے چودہ بار آپ کی کمان ان کو جلد باندھ کر عطا کی اور فرمایا تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

(طبرانی اوسط، ج۴، ص۱۶۴)

اس حدیث پر غور کرو حضور نبی کریم ﷺ نے تین صحابہ کو جنت عطا فرما کر اپنے مالک جنت ہونے کا ثبوت پیش فرمایا ایک طلحہ رضی اللہ عنہ کو کہ فرمایا کون ہے میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور مجھ سے جنت لے لے۔ یہ کام حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا تیری آخرت کا میں ضامن ہوں یعنی میں تجھے جنت دوں گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرے درجے میں ہوگا یعنی میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

خلد تو گھر ہے غلامانِ محمد کے لئے
اور جہنم دشمنان مصطفیٰ کے واسطے

دلیل نمبر۹:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت سے چار لاکھ آدمی بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ذرا ہماری تعداد اور زیادہ کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اتنا اور یہ کہہ کر آپ نے دونوں ہاتھ ملا کر لپ بنائے اور لوگوں کو دکھائے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہماری تعداد میں اور اضافہ فرما دیں۔ آپ ﷺ نے پھر لپ بھر کر فرمایا اتنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر تمہارا کیا نقصان ہے اگر خدا ہم سب کو جنت میں داخل

Marfat.com

کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر خدا تمام مخلوق کو ایک مٹھی بھر کر یا ایک ہی مرتبہ داخل کرنا چاہے تو داخل کر سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچا کہا ہے۔

(مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۸۷)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ جتنے آدمیوں کو چاہیں جنت میں بلا حساب و کتاب داخل کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مالک بنا دیا ہے۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

دلیل نمبر ۱۰:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا تو لب مبارک بھی زخمی ہو گیا جس سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ حضرت مالک بن سنان (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد) رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو آگے بڑھ کر لب مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ وہ جگہ سفید ہو گئی جب وہ چوس رہا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خون زمین پر پھینک دو اس نے عرض کی خدا کی قسم میں آپ کے خون کو زمین پر نہ پھینکوں گا اور وہ نگلتا ہی گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

ترجمہ: جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس کو (مالک بن سنان) کو دیکھ لے۔

(سنن سعید بن منصور، ج ۲، ص ۲۲۱۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۳۴۶۔

Marfat.com

زرقانی، ج۴، ص ۳۳۰۔ جوہر البحار، ج۱، ص ۳۴۸)

مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ سے نکلنے والا خون نہایت ادب کرتے ہوئے نگل لیا زمین پر نہیں پھینکا مالک جنت رسول نے خوش ہو کر اس کو جنت عطا فرما دی۔

دلیل نمبر ۱۱:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا جاؤ اس کو قتل کر دو عرض کی مجھے اس کی کوئی نشانی بتا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عرانہ میں رہتا ہے یہ عرفات کے قریب ایک گاؤں تھا جب تو اس کے پاس پہنچے گا تیرے دل میں ہیبت طاری ہو جائے گی اور تو خوفزدہ ہو جائے گا اور تو دیکھے گا کہ خالد پر کپکپی طاری ہو جائے گی اور تو شیطان کو یاد کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو کبھی کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا فرمایا یہ خوف تیرے اور اس کے درمیان ایک نشانی ہو گی میں نے عرض کی اس کے ساتھ گفتگو میں ہیرا پھیری کی اجازت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجازت ہے میں چلا یہاں تک عرانہ پہنچ گیا۔ میں نے خالد کو دیکھا اس کے پیچھے بہت سے آدمی چل رہے تھے میں اسے دیکھ کر خوفزدہ ہوا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے اتنے میں عصر کا وقت ہوا میں نے اشاروں کے ساتھ نماز عصر ادا کی خالد نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا تم کون ہو آپ نے فرمایا میں بنی خزاعہ کا آدمی ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کے لئے لوگوں کا لشکر جمع کر رہے ہو میں تمہارے لشکر میں شامل ہونے کے لئے آیا ہوں۔ اس

Marfat.com

نے کہا میں لشکر تیار کر رہا ہوں۔ میں خالد کے ساتھ باتیں کرتا جا رہا تھا میں نے کہا محمد ﷺ نے نیا دین نکالا ہے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ خالد ایک عصا ہاتھ میں لئے ہوئے تھا یہاں تک کہ ہم اس کے خیمے تک پہنچ گئے اور اس کے ساتھی آدمی اپنے اپنے مکانوں میں چلے گئے۔ خالد نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے کہا اے خزاعی بھائی میرے قریب آؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں قریب ہوا تھوڑی دیر کے بعد اس کو غافل پا کر اس کو قتل کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ سو گئے میں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور ایک غار میں چھپ گیا لوگ تلاش کرتے کرتے اس غار تک پہنچے۔ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا ان تلاش کرنے والوں کے ساتھ ایک آدمی تھا جس کے ساتھ پانی کا مشکیزہ تھا اور اس کے ہاتھ میں اس کا جوتا بھی تھا اس نے یہ دونوں چیزیں غار کے منہ کے قریب رکھ دیں اور پیشاب کرنے لگا اس آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا غار میں کوئی شخص نہیں لوگ واپس لوٹ گئے وہ شخص اپنا جوتا اور مشکیزہ وہیں چھوڑ گیا میں غار سے نکلا اس مشکیزے سے پانی پیا اور جوتا پہن لیا کیونکہ میں ننگے پاؤں تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو سفر کرتے دن کو چھپ کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔ حضور ﷺ اس وقت مسجد میں تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا تو کامیاب واپس لوٹا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس خالد کا سر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور ایک عصا انعام میں دیا اور آپ ﷺ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

تَخَصَّرْ بِهٰذِهٖ فِی الْجَنَّةِ فَاِنَّ الْمُتَخَصِّرِیْنَ فِی الْجَنَّةِ قَلِیْلٌ۔

اس عصا کو پکڑ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا لے کر چلنے والے بہت

Marfat.com

تھوڑے ہوں گے۔ (زرقانی، ج ۲، ص ۶۳۔ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۵۰)

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا خالد بن سفیان میری برائی کرتا ہے مجھے گالیاں دیتا ہے اور مجھے اذیت دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۶، ص ۲۰۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے گستاخ کے قاتل حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو بطور انعام ایک عصا دیا اور ساتھ ہی جنت بھی عطا فرما دی کہ تم نے مجھے اذیت دینے والے کو واصل جہنم کر دیا ہے اس لئے میں تجھے ایک اعلیٰ نعمت دیتا ہوں اور وہ ہے جنت آپ نے جنت اس لئے عطا کی آپ ﷺ اللہ کی عطا سے جنت کے مالک ہیں۔

مجاہد کے لئے دنیا و دیں کی سرفرازی ہے
کہ مرنے سے شہید اور زندہ رہ جانے سے غازی ہے

دلیل نمبر ۱۲:

حضرت ام انیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ جنت البقیع میں گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام انیس رضی اللہ عنہا میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ ﷺ تو اس قبرستان کو دیکھ رہی ہے اس سے قیامت کے دن ستر ہزار لوگ بلاحساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ آپ کے اس ارشاد پر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر دیں فرمایا جا تو بھی ان میں شامل ہو گیا۔ (طبرانی کبیر، ج ۲۵، ص ۱۸۱۔ مجمع الزوائد، ج ۴، ص ۱۳)

دلیل نمبر ۱۳:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا مجھے امتیں دکھائی گئیں چنانچہ میں نے ایک نبی کو دیکھا کہ ان کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہے اور بعض نبی کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہیں اور بعض نبی ایسے ہیں جن کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اچانک مجھ کو ایک بڑی جماعت دکھائی گئی میں نے یہ گمان کیا کہ یہ میری امت ہے تو مجھ سے کہا گیا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے لیکن آپ آسمان کے کنارہ پر دیکھیں میں نے دیکھا تو وہ ایک بڑی جماعت تھی پھر مجھ سے کہا گیا آپ آسمان کے دوسرے کنارے پر نظر ڈالیں تو اس طرف بھی ایک بہت بڑی جماعت تھی مجھے بتایا گیا کہ یہ تیری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے ہیں جو جنت میں بغیر حساب و عذاب داخل ہوں گے پھر آپ اُٹھ کر اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان حضرات کے بارے میں غور کرنے لگے بعض نے کہا شاید یہ حضرات وہ ہوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل ہوا ہو بعض نے کہا ممکن ہے یہ وہ لوگ ہوں جن کی پیدائش اسلام کی حالت میں ہوئی ہو اور انہوں نے اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو اور مختلف چیزیں ذکر کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے نکل کر ان کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس بات میں غور کر رہے ہو انہوں نے خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں (ناجائز) تعویذ گنڈے نہ کرتے ہوں اور نہ شگون لیتے ہوں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں مجھے اللہ ان میں سے کر دے فرمایا تو ان میں سے ہے ایک دوسرے آدمی نے بھی یہی کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ سبقت لے گیا۔

(بخاری و مسلم شریف)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار سے کام لے کر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو اس خوش قسمت مقدس

Marfat.com

جماعت میں شامل فرما دیا جو بلاحساب و کتاب داخل جنت ہوں گے کیونکہ آپ ﷺ مالک جنت ہیں۔

دلیل نمبر ۱۴:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا اس سورت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ میرا وصال قریب ہے جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○

اور آپ کی آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ مسجد نبوی میں مہاجرین اور انصار جمع ہوئے آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ بلیغہ ارشاد فرمایا جس سے دل خوفزدہ ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر فرمایا میں تم میں نبی ہونے کے اعتبار سے کیسا تھا عرض کی گئی اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ ہم میں ایک مہربان باپ کی طرح ایک شفیق بھائی کی طرح رہے اور آپ نے اپنے رب کی طرف نصیحت اور حکمت سے بلایا اللہ آپ کو امت کی طرف سے بہتر جزا دے میں تمہیں اللہ کی قسم یاد دلاتا ہوں کہ جس پر میری طرف سے کوئی زیادتی ہو گئی ہو تو وہ قیامت آنے سے پہلے مجھ سے اس کا بدلہ لے لے کوئی آدمی کھڑا نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے پھر یہی فرمایا لیکن کوئی بھی کھڑا

Marfat.com

نہ ہوا جب تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تو ایک بوڑھا کھڑا ہوا جس کا نام عکاشہ رضی اللہ عنہ تھا وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اگر آپ بار بار اعلان نہ فرماتے تو میں آپ کے سامنے نہ آتا میں ایک غزوہ میں آپ کے ساتھ تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فتح دی جب واپسی ہوئی تو میں آپ کے قریب پہنچا اور اپنی اونٹنی سے اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اس لئے ہوا تا کہ آپ کی ران کو بوسہ دوں اس وقت اپنی چھڑی آپ نے مجھے ماری اب یہ مجھے پتہ نہیں کہ آپ نے قصداً چھڑی ماری یا اونٹنی کو مارنے لگے اور مجھے لگ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے جلال سے پناہ مانگتا ہوں کہ قصداً کسی کو ماروں پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے چھڑی لے آؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکلے انہوں نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا تھا اور کہہ رہے تھے یہ اللہ کا رسول ہے جو اپنی جان سے بدلہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دروازہ کھٹکھٹایا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی دو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چھڑی کیوں منگوائی ہے نہ تو آپ حج کو جا رہے اور نہ کسی جنگ میں جا رہے ہیں فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تجھے کیا خبر ہے کہ تیرے والد ماجد کس حال میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے کوچ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی جان سے بدلہ دے رہے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ کون ہو سکتا ہے جو آپ سے بدلہ لے۔ اے بلال امامین کریمین سے کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بدلہ دے دیں اور وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلہ نہ دینے دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر چھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس صورت حال

Marfat.com

کو دیکھا تو ان دونوں نے کہا اے عکاشہ رضی اللہ عنہ ہم دونوں بدلہ دینے کے لئے حاضر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ نہ لو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات سے فرمایا بیٹھ جاؤ اللہ تمہارے مقام اور مرتبے کو جانتا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے میں ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا میں گوارا نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات سے بدلہ دے اور تو ان کو چھڑی سے مارے یہ میری پیٹھ اور پیٹ حاضر ہے مجھے سو کوڑے مار لو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ نہ لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ بیٹھ جاؤ اللہ تیرے مقام اور نیت کو جانتا ہے۔ پھر حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور فرمایا اے عکاشہ رضی اللہ عنہ تو جانتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں ہم سے بدلہ لینا ایسا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لینا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ تمہارے اس مقام کو خوب جانتا ہے تم بیٹھ جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم نے بدلہ لینا ہے تو لے لو۔ عرض کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی ماری تھی تو میرے پیٹ سے کپڑا اُٹھا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا لیا۔ اس وقت مسلمان آہ و بکا کرنے لگے اور کہنے لگے ہم عکاشہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر چھڑی مارتا دیکھیں گے۔ جب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کی سفیدی دیکھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ چوم لیا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کس میں طاقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدلہ لے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا بدلہ لے لو یا معاف کر دو۔ عرض کی میں نے معاف کیا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے معاف کر دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا الشَّیْخِ۔

Marfat.com

ترجمہ: جو جنت میں میرے ساتھی کو دیکھنا چاہے وہ اس بوڑھے کو دیکھ لے۔

اس وقت سب مسلمان حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو چومنے لگے اور کہنے لگے تمہیں مبارک ہو جنت میں تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہو گئی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۷۳)

کتنے خوش بخت تھے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائی اس سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی طرف سے جنت کے مالک و مختار تھے۔ صحابہ میں سے جس کو چاہتے تھے جنت عطا فرما دیتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۵:

جنگ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات گئے تک نماز پڑھتے رہے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کوئی ہے جو جا کر لشکر کفار کی خبر لائے اللہ کا نبی اس سے شرط کرتا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو گا کوئی کھڑا نہ ہوا کیونکہ خوف کی بھوک کی اور سردی کی انتہا تھی پھر آپ دیر تک نماز پڑھتے رہے پھر فرمایا کوئی جا کر یہ خبر لائے کہ مخالفین نے کیا کیا۔ اللہ کا رسول اسے مطمئن کرتا ہے کہ وہ ضرور واپس آئے گا، فرمایا:

مَنْ رَجُلٌ يَقُوْمُ فَيَنْظُرُ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ عَلٰى اَنْ يَكُوْنَ رَفِيْقِىْ فِى الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: کون ہے جو قوم کی خبر لائے اس شرط پر کہ وہ جنت میں میرا ساتھی ہو گا۔

کوئی کھڑا نہ ہوا اس لئے خوف بھوک اور سردی کی شدت تھی جب کوئی کھڑا نہ ہوا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا فرمایا

Marfat.com

حذیفہ اب میرے لئے کھڑا ہونے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں سردی سے کانپ رہا تھا حضور ﷺ نے میرے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا فرمایا جاؤ قوم کی خبر لاؤ لیکن وہاں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی پھر آپ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ۔

ترجمہ: اے اللہ اس کی آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے حفاظت فرما۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیر کمان لیا اور چل پڑا مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ میں دشمن قوم کے پاس پہنچ گیا اللہ تعالیٰ نے زبردست آندھی اور اپنا لشکر بھیجا ان کی ہنڈیاں چولھوں پر قائم نہ رہ سکیں۔ آگ ہوا میں اڑنے لگی خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں۔ ابوسفیان بیٹھا آگ تاپ رہا تھا میں نے کمان میں تیر رکھ کر اس کا کام تمام کرنا چاہا لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد یاد آ گیا کہ وہاں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی جب ابوسفیان نے ہوا اور خدا کے لشکر کی تباہ کاری دیکھی تو کہنے لگا ہر شخص اپنے ساتھ کا ہاتھ پکڑ لے اور اچھی طرح اس کو دیکھ لے کہ وہ کون ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے قریب والے کا ہاتھ پکڑ کر اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں قبیلہ ہوازن کا فلاں آدمی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا جو تباہی ہو رہی ہے تم دیکھ رہے ہو پھر بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے چلو کوچ کرو میں تو جا رہا ہوں اس کے اونٹ کا گھٹنہ بندھا ہوا تھا وہ اسی طرح اس پر سوار ہو گیا اور اس کو مارنے لگا وہ اونٹ تین پاؤں سے کھڑا ہو گیا بعد میں اس کا گھٹنہ کھول دیا گیا۔ میں واپس آ گیا آتے ہوئے بھی مجھے یوں معلوم ہوا کہ میں حمام میں چل رہا ہوں

Marfat.com

ایک عجیب بات میں نے یہ دیکھی کہ وہ خطرناک ہوا جو دیگیں الٹ دیتی تھی وہ ان کے لشکر کے احاطے تک ہی محدود تھی میں نے واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کو قوم کی خبر سنائی حضور مسکرائے اور تاریک میں آپ ﷺ کے دانت مبارک چمکے۔ مجھے حضور ﷺ نے اپنے پاؤں کی طرف سلا لیا آپ ﷺ کے قدم میرے پیٹ سے لگے ہوئے تھے مجھے نیند آ گئی جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے سونے والے اٹھ جا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واپسی پر میں نے بیس گھوڑ سوار دیکھے انہوں نے سفید عمامے باندھے ہوئے تھے انہوں نے کہا اے حذیفہ اپنے نبی سے کہنا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو کفایت کی ہے اور آپ کے دشمنوں کا شر آپ سے دور کر دیا ہے یہ فرشتے تھے۔

(تفسیری مظہری، ج ۷، ص ۳۰۴۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱۲، ص ۱۸۱)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ جنت کے مالک ہیں تبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو قوم کی خبر لائے گا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی۔

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

دلیل نمبر ۱۶:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے ایک باغ میں ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا حضور ﷺ نے فرمایا اے انس دیکھو یہ کون ہے، میں نے

Marfat.com

دیکھا تو وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے میں نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا لوٹ جاؤ اور دروازہ کھولدو۔ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ اور ان کو جنت کی بشارت دے اور ان کو خبر کر دو کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے میں نے ان کو خبر دی پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھولنے کو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو یہ کون ہے میں نے باہر نکل کر دیکھا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے میں نے عرض کی کہ عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں فرمایا لوٹ جاؤ اور دروازہ کھول دو وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ اور ان کو جنت کی بشارت دے دو اور خبر کر دو کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے میں نے باہر نکل کر ان کو خبر کر دی پھر ایک اور آدمی آیا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے میں نے عرض کی عثمان رضی اللہ عنہ آئے ہیں فرمایا لوٹ جاؤ دروازہ کھول دو اور وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ان کو جنت کی بشارت دے دو اور ان کو خبر کر دو کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(کنز العمال، ج ۱۳، ص ۶۵)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب ثلاثہ کو جنتی ہونے کی بشارت دی اس لئے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مالک جنت ہیں۔

دلیل نمبر ۱۷:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے پیچھے ہولیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو باغ میں داخل ہو گئے اور میں دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے جی میں کہا آج میں نبی کریم کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے ایسا حکم نہ دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور حاجت پوری فرمائی اور کنوئیں کی منڈھیر پر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا اور

Marfat.com

پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت مانگی میں نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں آپ کے لئے اجازت حاصل کرلوں میں نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے ملنے کی اجازت مانگ رہے ہیں فرمایا ان کو اجازت دے دو اور وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ان کو جنت کی بشارت دے دو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آکر آپ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر پاؤں کنویں میں لٹکا لئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اجازت مانگی میں نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کرلوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ اور ان کو جنت کی بشارت دے دو وہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ اب کنوئیں کی منڈھیر پر مزید کسی کے بیٹھنے کی جگہ باقی نہ بچی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے میں نے ان کے لئے اجازت لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اجازت دے دو اور وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ان کو جنت کی بشارت دے دو اور ان سے کہہ دو کہ تمہیں ایک مصیبت آئے گی وہ آئے اور ان نفوس قدسیہ کے سامنے بیٹھ گئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا کر پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ (الادب المفرد، ص ۱۶۸)

دلیل نمبر ۱۸:

بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو جائے (کہ ان سے

Marfat.com

نافرمانی نہ کرے) میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

جنت کی ضمانت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ جنت کے مالک ہیں کارخانہ الٰہی کے مختار ہیں۔

دلیل نمبر ۱۹:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ جب بھی تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ضرور کرنا اس لئے کہ جب میں پانی اور مٹی کی درمیان منزل میں تھا تو میں نے ان کا نام ساق عرش پر لکھا دیکھا میں نے ہر آسمان پر ان کا نام لکھا دیکھا جنت کے ہر محل پر چوبارے پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا حوروں کے سینوں پر جنت کے درختوں پر اور شجر طوبیٰ کے پتوں پر اور سدرہ کے پتوں اور حجابات کے اطراف میں اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان ان کا نام لکھا دیکھا۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۵۶)

سات صحابہ کرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش پر ہر آسمان پر اور جنت کے دروازے پر اور جنت کے درختوں کے پتوں پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۱۵۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قلم قدرت نے عرش پر حجابات پر جنت کے درختوں پر آسمانوں پر جنت کے چوباروں پر حوروں کے سینوں پر فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان شجر طوبیٰ اور سدرہ کے پتوں پر اور جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے ہم روز مرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی کوٹھی بنگلہ یا مکان بناتا ہے تو اس کے دروازے پر اپنا نام لکھ دیتا ہے ملک بسیرا، رانا

Marfat.com

ہاؤس، جاوید منزل اگر کوئی ان سے پوچھے آپ نے اپنے دروازے پر اپنا نام کیوں لکھا ہے تو وہ یہ کہے گا کہ اگرچہ اس کوٹھی کا معمار کوئی اور ہے لیکن مالک میں ہوں لہٰذا میں نے اس کے دروازے پر اپنا نام لکھ دیا ہے بلا مثال و تمثیل اگر کوٹھی پر کسی کا نام لکھا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اگرچہ اس کوٹھی کا بنانے والا کوئی اور ہے لیکن اب مالک میں ہوں اس لئے میں نے اس کے دروازے پر نام لکھ لیا ہے تو جنت کے دروازے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اگرچہ جنت اور اس کی نعمتوں کا خالق اللہ ہے لیکن اس خالق حقیقی کی عطا سے اب مالک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے جنت کے دروازے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھ دیا گیا۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
جلائے خدا اور بجھائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دلیل نمبر ۲۰:

امام ابن سبع فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَقْطَعَہٗ اَرْضَ الْجَنَّۃِ یُعْطِیْ مِنْھَا مَاشَاءَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔

(مرقات، ج۲، ص۳۲۳)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی زمین پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاگیر بنا دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے جس کو چاہتے ہیں جتنی چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔ علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

Marfat.com

وَكُنْيَتُهٗ اَبُوْ الْقَاسِمِ لِاَنَّهٗ يُقْسِمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا۔

حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے اس لئے کہ آپ جنت کی صلاحیت رکھنے والوں میں جنت تقسیم کرتے ہیں۔ (القول البدیع، ص ۷۷)

تجھ سے بڑھ کر نہیں کونین میں ہمت والے
تو نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ستر سے زیادہ مرتبہ بیداری میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ایک مرتبہ عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا میں جنتی ہوں فرمایا ہاں تو جنتی ہے عرض کی کیا میں بغیر عذاب کے جنتی ہوں فرمایا تیرے لئے یہی ہے یعنی تو بغیر عذاب کے جنتی ہے۔ (الیواقیت والجواہر، ج۱، ص۱۳۳)

مالک جنت اور قاسم جنت نبی پاک ﷺ نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو جنتی بنا دیا اور وہ بھی بغیر عذاب کے۔

دلیل نمبر ۲۱:

حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

اَطْعَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ مِنْ عِنَبِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کا انگور کھلایا۔

(طبرانی اوسط، ج۷، ص ۵۸)

یہ حدیث بھی ثابت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جنت کے مالک ہیں کہ آپ ﷺ نے دنیا میں رہ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کا پھل کھلایا۔

دلیل نمبر ۲۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

جو رمضان کے مہینے میں کسی علمی مجلس میں جائے تو اس کو ہر قدم کے لئے ایک سال کی عبادت کا ثواب ہوگا اور وہ میرے ساتھ عرش کے نیچے ہوگا اور جو رمضان میں باجماعت نماز کی پابندی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر رکعت کے بدلے نعمتوں سے بھرا شہر عطا فرمائے گا اور رمضان میں اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور میں اس کی جنت کا کفیل ہوں۔ (درۃ الناصحین، ص ۷)

دلیل نمبر ۲۳:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کون ہے جو روم کے سرکش کو میرا یہ خط پہنچائے اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ پر تین مرتبہ پیش فرمائی کہ جو جائے گا اس کے لئے جنت ہے عبید اللہ بن عبدالخالق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں جاؤں گا اور کیا میرے لئے جنت ہو گی اگرچہ میں ہلاک ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو وہاں پہنچ کر قتل ہو جائے اور ہلاک ہو جائے تو اللہ تیرے لئے جنت واجب کر دے گا وہ صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو لے کر اس سرکش کے پاس گیا اور اس سے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ اس نے اجازت دی یہ اس کے پاس حاضر ہوا اس کو روم کے سرکش نے پہچان لیا کہ یہ حق لے کر نبی مرسل کی طرف سے آیا ہے اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اس کے سامنے پیش کیا اہل روم جمع ہوئے اس سرکش نے ان کے سامنے خط پیش کیا۔ انہوں نے اس خط کو پسند نہ کیا لیکن ان میں سے ایک آدمی ایمان لے آیا وہ ایمان لاتے ہی قتل کر دیا گیا۔ پھر وہ صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس ہوا اور جو کچھ وہاں ہوا وہ بیان کیا اور اس آدمی کا قتل ہونا بھی بیان

Marfat.com

کیا حضور نبی کریم ﷺ نے اس قتل ہونے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا اللہ قیامت کے روز اس کو امت وحدہ کی حیثیت سے اٹھائے گا۔

(طبرانی کبیر، ج ۱۲، ص ۳۳۸۔ مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۳۰۷)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ جنت کے مالک حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کو حتمی وعدہ دیا کہ اگر تو میرا خط مطلوبہ آدمی تک پہنچا دے اور اس خدمت کے سرانجام دینے میں اگر تجھے موت بھی آجائے تو تیرے لئے جنت ہے اور اس کو یقیناً جنت ملی کیونکہ اس نے آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ خط سرکش روم تک پہنچا دیا۔

دلیل نمبر ۲۴:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا اس نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی مجھے گھوڑے سے بڑی محبت ہے کیا جنت میں گھوڑا ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو جنت میں داخل ہوگا تو تجھے یاقوت کا ایک گھوڑا دیا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے تجھے اس پر سوار کیا جائے گا اور جنت میں جہاں تو چاہے گا وہ تجھے لے کر اڑ جائے گا۔ (طبرانی کبیر، ج ۲، ص ۱۸۰)

رسول اللہ ﷺ نے اس اعرابی کو جنت میں یاقوت کے گھوڑے کا وعدہ فرما کر اس طرف اشارہ فرما دیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنت اور جنت کی نعمتوں کے مالک ہیں جنت کی جو نعمت جس کو چاہیں عطا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختار بنا دیا ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۲۵:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو ایک آدمی قلعہ سے نکلا اور اس نے ایک صحابی رسول کو اٹھالیا تا کہ وہ ان کو قلعہ میں لے جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ یَسْتَنْقِذُہٗ وَلَہُ الْجَنَّۃُ۔

جو اس صحابی کو اس (کافر) سے چھڑائے گا اس کے لئے جنت ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کام کے لئے آگے بڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تمہار ساتھ جبریل اور میکائیل علیہم السلام ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جا کر ان دونوں کو اٹھالیا اور لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ (ابن عساکر، ج ۷، ص ۲۴۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۲۰)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی عطا سے جنت کے مالک ہیں اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس صحابی کو اس کافر کے چنگل سے آزاد کرائے گا اس کو جنت ملے گی چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کارنامہ سرانجام دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت حاصل کر لی۔

دلیل نمبر ۲۶:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیلۃ العقبہ میں بیعت کے وقت کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے لئے اور خود اپنے لئے بھی جو شرط چاہیں ہم سے منوا سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں میں تم پر یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ اس کے سچے بندے بنے رہو اس کی عبادت کیا کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے متعلق یہ شرط قرار

Marfat.com

دیتا ہوں کہ جن باتوں سے تم اپنی جانوں اور مالوں کو بچاتے ہو میرے بھی اسی طرح خیر خواہ بنے رہو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر ہمیں ملے گا کیا فرمایا تمہیں جنت ملے گی انہوں نے کہا یہ سودا بڑے فائدے کا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ○

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا کہ ان کو جنت ملے گی۔ (ابن کثیر، ج ۱۱، ص ۱۷)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے جنت کے مالک ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ کو ایک مانو گے اور صرف اسی کی عبادت کرو گے اور مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول مان کر میری اطاعت اور اتباع کرو گے تو تمہیں جنت ملے گی جو مومن کے لئے دائمی امن و امان اور سکون و اطمینان کا گھر ہے اور جنت وہ دے سکتا ہے جو اس کا مالک ہے۔

دلیل نمبر ۲۷:

غزوہ اُحد میں کافروں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو ان کا مقابلہ کر کے ان کو رفع کرے اس وقت حضرت وہب بن قابوس مزنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اُن پر ایسی تیر اندازی کی کہ ان کافروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد دشمنوں کا ایک گروہ اور نمودار ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شیطانوں کو کون دور کرے گا حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے پھر وہی جواب دیا اور بعض کو واصل جہنم کیا اور بعض کو بھگا دیا۔ اس کے بعد کفار کا ایک ٹولہ اور نمودار ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان

Marfat.com

کے لئے کون ہے، پھر حضرت وهب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قم وابشر بالجنة قائم رہو اور جنت کی بشارت لو۔ حضرت وهب رضی اللہ عنہ جنت کی بشارت لے کر کفار کی صف میں داخل ہو گئے۔ کافروں نے اُن کو تلواروں اور نیزوں سے زخمی کر دیا۔ آپ زمین پر گر پڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شہادت کے بعد ان کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمانے لگے رضی الله عنك فانی عنك راض۔ اللہ تم سے راضی ہو گیا اور میں بھی تم سے راضی ہو گیا۔ اس کے بعد باوجود خود زخمی ہونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قبر میں اتارا۔

(مدارج النبوت، ج۲، ص۱۷۰)

شہادت پا کے ہستی زندہ جاوید ہوتی ہے
یہ رنگین شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے

دلیل نمبر ۲۸:

جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ نے دار پر لٹکا کر شہید کر دیا تو کئی دن تک آپ دار پر لٹکے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے سارا حال معلوم ہو گیا اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کون ہے جو جائے اور خبیب کو دار سے اُتار کر لائے اس کے بدلے اسے جنت ملے گی۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اس خدمت کو قبول کیا اور یہ دونوں روانہ ہو گئے۔ دن کو چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے اس طرح منازل طے کر کے جائے وقوعہ پر پہنچے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ دار پر لٹکے ہوئے تھے اور ان کے گرد چالیس آدمی سوئے ہوئے تھے۔ یہ دونوں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو آہستگی سے اتار لائے چالیس دن گزر جانے کے بعد بھی ہنوز تر و تازہ تھے ان کے زخموں سے خون

Marfat.com

ٹپک رہا تھا اور کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر لاد کر دونوں رفیق واپس ہوئے جب صبح ہوئی تو قریش کو اطلاع ہوئی ستر سوار ان کے تعاقب میں دوڑے جب وہ ان کے قریب پہنچے تو ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جسد اقدس کو زمین پر رکھ دیا۔ زمین نے ان کو اپنی آغوش میں چھپا لیا اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کفار سے کہا میں زبیر ہوں میری والدہ کا نام صفیہ بنت عبدالمطلب ہے یہ میرے ساتھی مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں ہم دو شیر ہیں جو اپنی کچھار میں جا رہے ہیں۔ اس پر کفار واپس لوٹ گئے اور یہ دونوں مدینہ پہنچے۔ حضرت جبریل علیہ السلام بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے ان دونوں صحابہ پر فخر کر رہے ہیں۔

(مدارج النبوت، ج ۲، ص ۱۸۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائے جنت پر یقین کامل کیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار سے اتارنے کے لئے روانہ ہوئے اور ان کو اس حال میں دار سے اتارا کہ ان کا جسم مبارک تروتازہ تھا اور مشک کی طرح خوشبو آ رہی تھی کسی نے کیا خوب کہا ہے:

محمد مصطفٰے کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

ان صحابہ کا عقیدہ تھا کہ خدا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مالک بنا دیا آپ جس کو چاہتے ہیں جنت عطا فرما دیتے ہیں اسی لئے انہوں نے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر یہ کام کیا تاکہ ہمیں جنت مل جائے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فلسفہ معراج

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ آیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ○

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائی بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حیات آخرت:

من وجہ عالم تین ہیں عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت سرکار دو عالم ﷺ میں تینوں عالموں کی زندگی بیک وقت موجود ہے جب دنیا میں جلوہ فرما تھے تو عالم برزخ اور عالم آخرت کی زندلی سے متصف تھے اور اب جبکہ آپ عالم برزخ میں تو تینوں عالموں کے زندگی سے متصف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے باقی مخلوق کو خاص خاص ماحول کے مناسب حیات بخشی ہے چنانچہ پانی کی مخلوق آگ میں اور ہوا کی مخلوق پانی میں زندہ نہیں رہ سکتی حتی کہ جبریل امین علیہ السلام کے لئے بھی ایک مخصوص ماحول سے آگے زندہ رہنا ممکن نہیں اسی لئے انہوں نے معراج کی رات عرض کیا تھا یارسول اللہ ﷺ لَوْ تَجَاوَزْتُ اُنْمِلَۃً لَاحْتَرَقْتُ اگر میں سدرہ سے ذرا بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا آپ سدرۃ پر رُک گئے۔

چلے ملکیوں رَل کے دوراہی جبریل تے رب دا اک ماہی
اک سدرہ تے رہ جانا ایہہ اک کول بلایا جاناں ایہہ

Marfat.com

مگر حضرت محمد ﷺ کو اللہ نے ایسی حیات کاملہ عطا فرمائی جو ہر عالم کے ماحول سے پوری طرح مناسبت رکھتی ہے آپ بلاخوف وخطر سدرہ سے آگے گزر گئے کیونکہ اس وقت آپ حیات آخرت سے موصوف تھے۔

بخاری شریف میں ہے کہ آپ دو قبروں کے پاس سے گزرے ان دونوں اہل قبور کو عذاب ہو رہا تھا آپ ﷺ نے ان کی آوازوں کو سنا جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں رہتے ہوئے عالم برزخ کی حیات سے بھی متصف تھے اور اسی طرح آپ میں آخرت کی حیات بھی موجود تھی اور وہ اس طرح کہ معراج کی رات آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے جنت کی سیر فرمائی، آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات فرمائی جو اس بات کی روشن دلیل ہے کہ دنیاوی حیات کے ساتھ ساتھ آپ حیات آخرت سے بھی متصف تھے۔

رفعت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام مکہ معظمہ میں کوہ صفا پر موجود تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبریل قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے شام کو آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے بس یہ فرمانا تھا کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی فرمایا جبریل یہ کیا عرض کی اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور کہا آپ نے جو کلام کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سنا اور مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت سونے اور چاندی کے بنا دوں

Marfat.com

اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں یہ کام ابھی کر دیتا ہوں آپ کو اختیار ہے کہ آپ چاہیں تو نبی بادشاہ بن جائیں چاہیں تو نبی بندے بن جائیں۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آپ کی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا آپ نے تین مرتبہ فرمایا میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔

(طبرانی اوسط، ج ۷، ص ۴۷۴، طبرانی کبیر، ج ۱۰، ص ۲۸۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے فقر و فاقہ خود اختیار فرمایا تھا اور اس کو غنا پر ترجیح دی تھی ورنہ تو آپ مالک کونین تھے۔

مالک دین و دنیا ہو کر دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
عجز تو دیکھو اللہ اکبر تکئے کے بدلے اینٹ یا پتھر
اور سر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال تواضع کا اظہار کیا اور یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ تواضع اختیار کی اور حدیث میں ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ جس نے اللہ کے لئے عاجزی کی اللہ نے اسے بلند فرما دیا چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ عاجزی کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ رفعت اور بلندی بخشی اور وہ اس طرح کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرش اعظم پر پہنچایا۔

ہیں عرش بریں پر جلوہ فگن محبوب خدا سبحان اللہ
اک بار جسے دیدار ہو سو بار کہا سبحان اللہ
وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِعرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

Marfat.com

بلاواسطہ وحی:

علماء کرام نے وحی کی متعدد اقسام بیان کی ہیں اوران میں سب سے اعلیٰ وحی وہ ہے جس میں نہ تو کوئی حجاب ہے اور نہ درمیان میں کسی فرشتے کا واسطہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کواس وحی سے سرفراز فرمانے کے لئے معراج کرایا چنانچہ مسلم شریف میں حدیث وارد ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کوخواتیم سورہ بقرہ بھی عطا فرمائیں اوراس سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے حاصل کرنے میں حضور ﷺ جبریل امین ﷺ کے واسطے کے بغیر بھی کامیاب وکامران ہیں اللہ تعالیٰ سے کلام لے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ○

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی کی علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس حبیب کی طرف بلاواسطہ وحی فرمائی جو پوشیدہ طور پران کے قلب پر واقع ہوئی اس وحی کے بارے میں بعض حضرات نے لکھا ہے کہ:

اِنَّ رَبِّیْ اَسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِهِمْ۔

میرے رب نے مجھ سے امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ میں تیری امت کے ساتھ کیا سلوک کروں میں نے عرض کی یا اللہ وہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہے جو تو چاہے ان کے ساتھ سلوک کر رب تعالیٰ نے پھر مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر یہی جواب دیا آخرکار اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَنْ اُخْزِیَكَ فِیْ اُمَّتِكَ یَا اَحْمَدُ۔

ترجمہ: اے احمد میں تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا۔

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق سلوک کرے گا۔

تیری مرضی ہے تیرے خدا کی رضا تو نے جو کچھ کہا بس وہی ہو گیا
منتظر رہتی ہے رحمت حق سدا کب اسے آقا تیرا اشارہ ملے

فرشتے اور دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

معراج کی رات جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے تو فرشتوں نے عرض کی یا اللہ تیرے محبوب تشریف لا رہے ہیں ان کے جمال مبارک کی زیارت کی اجازت مرحمت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا سارے فرشتے سدر المنتہیٰ پر جمع ہو جائیں جس کا ذکر اللہ نے اس طرح کیا ہے۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ۝ جب ڈھانپ لیا سدرہ کو اس چیز نے جس نے کہ ڈھانک لیا اور وہ ملائکہ ربانی ہیں جن کے متعلق ارشاد ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ۔ تیرے رب کے لشکر کو اللہ ہی جانتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرہ کو دیکھا تو فرشتوں سے ڈھکا ہوا پایا اور فرشتوں نے اللہ کے محبوب کی زیارت کی۔ (در منثور، ج ۶، ص ۱۲۶)

فرشتے نوری مخلوق ہیں انہوں نے محبوب خدا کی زیارت کی تمنا کی اندازہ کیجئے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے حسین و جمیل اور نورانی ہوں گے۔

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ میری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں
خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہے یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ۔ بے شک ہم نے تجھے شاہد بنا کر بھیجا۔

چونکہ شاہد کے لئے مشاہدہ ضروری ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ساتوں آسمان اور ان کے موجودات اور مخلوق کا مشاہدہ کرایا جنت و دوزخ سب کچھ دکھایا تاکہ دوستوں اور دشمنوں کے لئے اللہ نے جو جزا اور سزا تیار کر رکھی ہے وہ سب اپنے حبیب کو دکھا دیئے جب تمام موجودات کا مشاہدہ کرا دیا تو اپنی بارگاہ میں بلا کر اپنا جمال بھی دکھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمینوں کا مشاہدہ بھی فرمایا حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔

ترجمہ: بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ لیا میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کو ملاحظہ فرما لیا۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَاهُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۲۸۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری دنیا کو اٹھا لیا میں ساری دنیا کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

نوٹ:۔ دنیا ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک کا نام ہے۔

Marfat.com

جبریل علیہ السلام کی حاجت:

عمدۃ المفسرین علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ سدرہ سے آگے بڑھے تو آپ ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا:

یَا جِبْرِیْلُ هَلْ لَکَ مِنْ حَاجَةٍ اِلٰی رَبِّکَ۔

ترجمہ: اے جبریل رب کی طرف کوئی حاجت ہو تو بتلاؤ۔

(روح البیان، ج ۵، ص ۲۲۱)

عرض کی اے آقا اللہ تعالیٰ سے میرے لئے یہ سوال کریں قیامت کے دن جب آپ کی امت پلصراط سے گزرے تو میں ان کے قدموں کے نیچے اپنے پَر بچھا دوں تا کہ وہ آسانی سے گزر جائیں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام کے اس فرمان میں حکمت یہ تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالنا چاہا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے ابراہیم کوئی حاجت ہے تو بتاؤ فرمایا تم سے کوئی حاجت نہیں۔ حضور ﷺ نے شب معراج حضرت جبریل علیہ السلام کی حاجت دریافت فرمائی اور یہ اس لئے کہ اپنے جد کریم سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بدلہ اتار دیا جائے۔

جب حضور ﷺ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے حاجت دریافت فرمائی تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اگر مجھے کوئی حاجت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سے کہہ کر پوری کرا لوں گا آپ تو حاجت روا نہیں حاجت روا تو اللہ تعالیٰ ہے بلکہ حضور ﷺ کے سامنے اپنی حاجت بیان فرمائی معلوم ہوا کہ جبریل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو حاجت روا سمجھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے معلوم ہوا کہ ہمارا عقیدہ نوریوں والا ہے ناریوں والا نہیں۔

Marfat.com

التوسل:

اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اولاً پچاس نمازوں کا تحفہ حضور ﷺ کو عطا فرمایا جب آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش پر ہے جایئے ان میں تخفیف کرایئے۔ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے واپس گئے اور نمازیں کم کرنے کی درخواست کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نمازیں کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہری کے بعد ہم دنیا والوں کے فائدے کا وسیلہ بن گئے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں اہل قبور خواہ انبیاء علیہم السلام ہی کیوں نہ ہوں دنیا والوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ان کے اس قول کا رد فرمایا اور وہ اس طرح کہ پنتالیس نمازیں معاف کرنے والا اللہ ہے اور معاف کرانے والے حضرت محمد ﷺ ہیں اور حضور ﷺ کو معافی حاصل کرنے کے لئے بار بار بھیجنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو صاحب قبر ہیں اور درمیان میں وسیلہ ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ یعنی میں جب مسجد اقصیٰ جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں خاص طور پر قبر کا ذکر فرمایا جس میں یہ حکمت تھی کہ اہل قبور کا دنیا والوں کو فائدہ پہنچانا ثابت ہو جائے اور وہ فائدہ بھی ایسا کہ تمام دنیا والے مل کر وہ فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتے اگر سارا جہاں بھی زور لگا لے تو فرائض کا ایک سجدہ بھی کم نہیں کر سکتے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بالواسطہ ۴۵ نمازیں معاف کرائیں اس کے علاوہ دوسری حکمت یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضور نبی کریم ﷺ کو نمازیں معاف کرانے کے لئے بار

Marfat.com

بار بھیج رہے تھے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار اللہ کا دیدار کریں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کریں۔

چمک کو یہ کہتی ہے طلعت کسی کی
کہ دیدار حق ہے زیارت کسی کی
تیرا وصل جنت تیرا ہجر دوزخ
تیری دید دید خدا ہے محمد

جناں اکھیاں دلبر ڈٹھا اساں اوہ اکھیاں تک لیاں
توں ملیوں تے ساجن ملیا ہُن آساں لگ گئیاں

معراج کے من جملہ فوائد میں سے ایک عظیم الشان فائدہ یہ ثابت ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کا وسیلہ برحق ہے ان کا وسیلہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مستقل معجزہ ہے:

معجزہ کا مفہوم یہ ہے کہ نبی سے ایسا کام یا صفت ظاہر ہو جو خلاف عادت ہو اور مخلوق میں سے کوئی بھی نبی کا مدمقابل ہو کر نہ کر سکے اسے معجزہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صفت مدمقابل کو نبی کے سامنے عاجز کر دیتی ہے جب تک کوئی کام خلاف عادت نہ ہو تو معجزہ نہیں ہو سکتا مثلاً انسان کے لئے اللہ نے یہ عادت جاری فرمائی ہے کہ وہ زمین پر ٹھہرے گا ہوا میں سانس لے کر زندہ رہے گا جسمانی اور مادی غذا کے بغیر زندہ نہ رہے گا وہ زمین پر ہی چلے گا آسمانوں پر اس کے لئے جانا خلاف عادت ہے۔

اسی طرح نورانی مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ عادت مقرر کی ہے کہ وہ چشم زدن میں آسمانوں سے زمین پر آئے آن واحد میں زمین سے آسمان پر

Marfat.com

جائے مادی غذا کھانا اس کی عادت نہیں پانی پینا ہوا میں سانس لینا اس کی عادت میں شامل نہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بشریت بھی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔ اور حدیث میں ہے فَاَنَا بَشَرٌ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی دلیل ہے اور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ اور اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی دلیل ہے جب آپ کی دونوں صفات ثابت ہو گئیں تو یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ جس طرح آسمانوں پر تشریف لے جانا اور غذا کھانے پینے کے بغیر اور ہوا کے بغیر زندہ رہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے لئے خلاف عادت ہونے کے باعث ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور بہت بڑا کمال ہے اسی طرح آپ کا کھانا پینا اور ہوا میں سانس لینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا معجزہ ہے مطلب یہ ہوا کہ نورانی اوصاف بشریت کے اعتبار سے اور بشریت کے اوصاف نورانیت کے اعتبار سے معجزہ ہیں۔ پس ثابت یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اس لئے کرائی گئی تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک مستقل معجزہ ہے۔

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

دور کی آواز سننا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آہٹ سنی اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں نہ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اس وقت جنت میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں رہ کر اتنی دور سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتی کی آہٹ کو سن لیا جو

Marfat.com

نبی اتنی دور سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتی کی آہٹ سن سکتا ہے وہ گنبد خضریٰ میں رہ کر ہم پاکستانیوں کا درود وسلام بھی سن سکتا ہے لہٰذا معراج کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دور کی آواز کا سننا ثابت ہو جائے اور اگر اس آواز کے سننے سے یہ مراد لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی سواری پر سوار ہوں گے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی مہار پکڑی ہو گی اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جوتی سے جو آہٹ پیدا ہو گی اس کو آپ نے معراج کی رات سن لیا تو پہلے سے بھی زیادہ کمال ہے کہ آواز تو پیدا ہونی ہے قیامت کے دن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہلے ہی سن رہے ہیں یا پھر یوں کہیے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ زمین پر بھی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل اس وقت جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بھی چل رہے تھے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا بیک وقت دوجگہ موجود ہونا ثابت ہوا جن کے غلاموں کی یہ شان ہے اس آقا کی اپنی کیا شان ہو گی۔

آن واحد میں دوجگہ موجود ہونا:

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزرا میں نے دیکھا کہ آپ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں موجود تھے اور اسی وقت حضرتِ موسیٰ علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے کیونکہ حدیث میں وارد ہے۔

قَالَ جِبْرِيْلُ صَلّٰى خَلْفَكَ كُلُّ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔

(ابن کثیر، ج ۳، ص ٦)

Marfat.com

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہر مبعوث فرمائے ہوئے نبی نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور جب آپ چھٹے آسمان پر پہنچے تو آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ معراج کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔

شُهُوْدَ الْجِسْمِ الْوَاحِدِ فِيْ مَكَانَيْنِ فِيْ آنٍ وَاحِدٍ۔

(الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۳۶)

آن واحد میں جسم کا دو جگہ موجود ہونا۔

اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور اپنے اس کلام میں اطلاق رکھا اور روح کی قید لگا کر یہ نہیں کہا کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو دیکھا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح کو دیکھا مسجد اقصیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس موسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں دیکھا یہ وہی تھے جو اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے تو اے وہ شخص جو جسم واحد کے دو جگہ پر ہونے کا منکر ہے اس حدیث پر تیرا ایمان کس طرح ہوگا۔ (الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۳۶)

اِنْ كُنْتَ مُؤْمِنًا فَقَلِّدْ وَاِنْ كُنْتَ عَالِمًا فَلَا تَعْتَرِضْ۔

ترجمہ: اگر تو مومن ہے تو اس مسئلے کو مان لے اور تو عالم ہے تو اس مسئلے پر اعتراض نہ کر۔

معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ مان لے کہ جسم واحد آن واحد میں دو مقامات پر موجود ہو سکتا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے لکھا ہے کہ حضرت قرۃ مزنی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا

Marfat.com

بیٹا بھی ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو اس نے کہا اللہ آپ سے اتنی محبت کرے جتنی میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹے کو نہیں دیکھا آپ نے پوچھا فلاں شخص کے بیٹے کو کیا ہوا صحابہ نے عرض کی وہ فوت ہو گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے باپ سے فرمایا:

اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَّا تَاْتِیْ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّہٗ یَنْتَظِرُکَ۔

کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم جنت کے جس دروازے سے داخل ہو تمہارا بیٹا اس دروازے پر تمہارا منتظر ہو۔

ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آیا یہ بشارت اس شخص کے لئے خاص ہے یا ہم سب کے لئے ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم سب کے لئے ہے۔

(مسند امام احمد، ج ۳، ص ۴۳۶)

ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔

اِنَّ الْوَلَدَ مَوْجُوْدٌ فِیْ کُلِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔

(مرقاۃ، ج ۴، ص ۱۰۹)

ترجمہ: بلاشبہ بچہ جنت کے ہر دروازہ پر موجود ہوگا۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے کہ انسانی روحیں جب پاکیزہ ہو جاتی ہیں تو وہ اپنے ابدان سے الگ ہو جاتی ہیں اور اپنے بدن کی صورتوں میں یا کسی اور صورت میں متمثل ہو کر چلی جاتی ہیں جیسے حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت یا کسی اور اعرابی کی صورت میں متمثل ہو کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا تھا جاتے تھے۔ (فتح الملہم، ج ۱، ص ۳۰۵)

ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں کیونکہ

Marfat.com

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں تو پھر حبیب اللہ کی حیات کا کیا کمال ہوگا لہٰذا آپ بھی زندہ ہیں اور کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اپنی امت کے اعمال کو مشاہدہ فرما رہے ہیں اور احوال برزخ میں مشغول ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں حتیٰ کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہو جاتے ہیں اور اپنے عاشقوں کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۵ مرتبہ جاگتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے ایک مرتبہ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں جنتی ہوں فرمایا ہاں تو جنتی ہے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عذاب کے بغیر جنتی ہوں فرمایا تو بغیر عذاب کے جنتی ہے۔ (الیواقیت والجواہر، ج ۱، ص ۱۳۳)

خلد تو گھر ہے غلامان محمدؐ کے لئے
اور جہنم دشمنان مصطفیٰؐ کے واسطے

شہادت:

شہادت کی دو قسمیں ہیں سن کر گواہی دینا اور دیکھ کر گواہی دینا جو شہادت سن کر دی جائے وہ فرع ہے اور جو شہادت دیکھ کر دی جائے وہ اصل ہے جو شہادت سن کر دی جائے وہ تب مقبول ہوتی ہے جب اس کی اشتہا اس شہادت پر ہو جو دیکھ کر دی جائے اگر سب سن کر شہادت دیں اور کوئی دیکھ کر شہادت دینے والا نہ ہو تو سب شہادتیں ناتمام ہوں گی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام نبیوں اور رسولوں نے شہادت دی مگر سن کر شہادت دی کہ اللہ ہے اب آخر میں کوئی ایسا گواہ نہ آتا جو دیکھ کر شہادت دے تو تمام شہادتیں نامکمل اور ناتمام ہوتیں۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور دیکھ

Marfat.com

کر اللہ کی شہادت دی اس پر تمام نبیوں کی شہادت مکمل ہوگئی۔

زیارت عبادت ہے:

زیارت بھی ایک عبادت ہے حدیث میں ہے:

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔ علی کو دیکھنا عبادت ہے۔

(الصواعق المحرقہ، ص ۱۲۱)

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْوَالِدَیْنِ عِبَادَةٌ۔ ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ (مسند الفردوس، ج ۲، ص ۳۷۵)

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ۔ عالم کے چہرے کی زیارت عبادت ہے۔

(مسند الفردوس، ج ۲، ص ۳۷۵)

اَلنَّظْرُ فِی کِتَابِ اللّٰهِ عِبَادَةٌ۔ اللہ کی کتاب کا دیدار کرنا عبادت ہے۔

(مسند الفردوس، ج ۲، ص ۳۷۵)

اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ۔ کعبہ کی زیارت کرنا عبادت ہے۔

(مسند الفردوس، ج ۲، ص ۳۷۵)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، والدین، عالم دین، قرآن مجید اور کعبہ کی زیارت عبادت ہے اور سب سے افضل عبادت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان دیکھنے والا انسان صحابی بن جاتا ہے اور کوئی بڑی سے بڑی عبادت مرتبہ صحابیت کو نہیں پا سکتی جب نبی کی زیارت کا یہ مرتبہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کا کیا مقام ہوگا۔ اس لئے سارے نبیوں نے عبادت کی اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کیا لیکن جیسی عبادت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ایسی عبادت کسی نے نہیں کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی زیارت کی انسان جن اور فرشتے اور سارے نبی عابد لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی عابد نہیں۔

حق نے فرمایا:

جلوے میرے دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے

جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

تین شانوں کی معراج:

مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک عالم شہادت اور دنیائے جسمانیات ہے اور مسجد اقصیٰ سے اوپر آسمانوں اور عرش کا عالم نورانی ہے اور عرش کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے جو زمان و مکان کی حدود سے بالاتر ہے ان تین مرحلوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تعلق یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین شانیں ہیں۔ بشریت جس کا تعلق عالم جسمانیات سے ہے نورانیت جس کا تعلق عالم انوار سے ہے اور محمدیت جس کا تعلق بارگاہ خداوندی کے ساتھ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکرہ شانیں ایسی ہیں کہ تمام کمالات محمدیہ ان ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جتنے کمالات دیئے ہیں ان کا تعلق یا تو بشریت سے ہوگا یا نورانیت اور یا محمدیت سے ہر کمال مصطفوی کا سرچشمہ یہی تین شانیں ہیں لہٰذا ان میں سے ہر ایک کا اپنے عروج پر پہنچنا تکمیل معراج کے لئے ضروری ہوا یعنی آپ کی بشریت نورانیت اور محمدیت کا عروج ضروری ہوا اور بشریت کا عروج اور معراج عالم جسمانیات نورانیت کا معراج عالم انوار میں اور محمدیت کا معراج حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج بالکل اسی شان سے واقع ہوئی آپ مسجد حرام

Marfat.com

سے چل کر مسجد اقصیٰ پہنچے تمام نبیوں نے آپ ﷺ کی اقتدا کی اور آپ ان کے امام بنے۔

مرتبے انبیاء کے بڑے ہیں عظمتوں کے نگینے جڑھے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

اصولِ امامت یہ ہے کہ امامت وہ کرائے جو خوش آواز ہو قرأت اچھی کرے پھر جو عالم ہو پھر جو زیادہ حسین وجمیل ہے۔ معراج کی رات خوش الحان حضرت داؤد علیہ السلام موجود ہیں بہت بڑے عالم حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں بہت زیادہ حسین وجمیل حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہیں لیکن امام سیدنا محمد ﷺ کو بنایا گیا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ خوش الحان سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ حسین تھے۔

مسجد اقصیٰ عالم اجسام میں ہے اس میں حضور ﷺ کی بشریت کو عروج یہ ہوا کہ تمام نبیوں نے حضور ﷺ کی بشریت کے پیچھے اقتدا کی اور بشریت مصطفےٰ کا مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کا امام ہونا حضور ﷺ کی بشریت کا معراج ہے کیونکہ بشریت کا کمال رکھنے والے سب آپ کی بشریت کے پیچھے ہیں اور آپ ﷺ کی بشریت سب کے آگے ہے اس کے بعد حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے یہ وہ مقام ہے کہ نوریوں کا سردار جبریل امین علیہ السلام اس سے آگے نہیں جا سکتا لیکن حضور ﷺ اس سے بھی آگے تشریف لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا سدرہ سے آگے تشریف لے جانا حضور ﷺ کی نورانیت کا چمکتا ہوا معراج ہے پھر رسول اللہ ﷺ عرش سے آگے تشریف لے گئے اور خدا کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے سر اقدس کی آنکھوں سے بلا حجاب خدا کا دیدار کیا۔ رب کا کلام سنا اور یہ حضور ﷺ کی محمدیت

Marfat.com

کا کمال عروج تھا۔

عرش پر جب رکے میرے آقا یوں یکایک ہوا حکم مولیٰ
بے حجاب آیئے یا محمد میرا تجھ سے تو پردہ نہیں ہے

شفاعت:

ابتدائے آفرینش میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن شافع امت ہوں گے اور تاج شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر سجایا جائے گا ادھر قیامت کے ہیبت ناک اور وحشت ناک مناظر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ بے شک قیامت کا زلزلہ اہم ترین شے ہے۔ قیامت کے رعب اور دبدبہ اور جلال و ہیبت کا عالم یہ ہو گا کہ اس دن بڑے بڑے رسول نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے اور کسی کو مجال سخن نہ ہو گی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات بلا کر عجائب و غرائب اور ہولناک مناظر کا مشاہدہ کرایا گیا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیگر انبیاء کی طرح قیامت کے ہولناک مناظر دیکھ کر خائف نہ ہو جائیں اور آپ سے شفاعت کبریٰ جیسے فرض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو جائے لہذا ضروری تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مشاہدہ کرا دیا جائے تاکہ شفاعت کبریٰ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قیامت کی ہولناکی کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

کہا مصطفےٰ نے کہ اے رب العزت گناہوں سے لبریز ہے میری امت
تو غفار ہے بخش دے میرے مولا یہی آپ سے سوال محمد
کہا سن کے حق نے کہ اے کملی والے حقوق شفاعت ہیں تیرے حوالے
جسے تو کہے گا اسے بخش دوں گا خدا ہو گیا ہم خیال محمد

Marfat.com

جنت کا سودا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ○

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید لئے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جانوں اور مال کا خریدار مسلمان فروخت کرنے والے اور یہ سودا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہوا اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس کی معرفت سودا ہوا ہو وہ مال کو بھی دیکھے اور قیمت کو بھی دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے گویا ارشاد فرمایا محبوب تو نے مسلمانوں کی جان و مال کو دیکھ لیا ہے اب آؤ اپنے غلاموں کے جنتی مکانات اور باغات ملاحظہ کر جاؤ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں جنت کے سب مکانات اور حوریں دیکھ چکا تو اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کی نعمتوں کا شکر بجا لایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب اپنی امت کے مکانات دیکھ کر راضی ہو گئے ہو میں نے عرض کی میں تیرا بندہ ہوں ناخوشی کی کیا مجال ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے یہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں کے لئے تیار کی ہیں اور تیرے دشمنوں پر حرام ہیں اب جا کر دوزخ میں اپنے دشمنوں کے ٹھکانے بھی دیکھ لے۔

خلد تو گھر ہے غلامان محمد کے لئے
اور جہنم دشمنان مصطفٰے کے واسطے

بے مثل نبی:

واقعہ معراج سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثل ہونا ثابت ہوا اور وہ اس

Marfat.com

طرح کہ آج کی رات آپ ﷺ سدرہ سے اوپر تشریف لے گئے جبکہ فرشتوں کا سردار سدرہ سے آگے نہ جا سکا اور واپسی پر آپ ﷺ سدرہ سے نیچے بھی تشریف لے آئے اگر آپ ﷺ نیچے والوں کی مثل ہوتے تو سدرہ سے اوپر نہ جا سکتے اور اگر آپ اوپر والوں کی مثل ہوتے تو آپ ﷺ نیچے نہ آ سکتے کیونکہ سدرہ عروج و نزول کی انتہا ہے یعنی نیچے کی مخلوق سدرہ سے اوپر نہیں جا سکتی اور اوپر کی مخلوق سدرہ سے نیچے نہیں آ سکتی۔ معلوم ہوا کائنات میں کوئی بھی آپ کی مثل نہیں۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں خدا کی قسم

نیز سدرہ پر پہنچ کر جبریل امین علیہ السلام نے نہ تو حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی مثل سمجھا اور نہ اپنے آپ کو نبی کی مثل سمجھا اگر نبی کو اپنی مثل تصور کرتے ہیں تو عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ جب میں سدرہ سے آگے نہیں جا سکا تو آپ ﷺ بھی تو میری مثل ہیں آپ بھی سدرہ سے آگے نہیں جا سکتے اور اگر اپنے آپ کو نبی کی مثل تصور کرتے تو کہتے کہ اگر نبی کریم ﷺ سدرہ سے اوپر جا سکتے ہیں تو میں بھی تو نبی کی مثل ہوں میں بھی سدرہ سے اوپر جا سکتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ نوریوں کے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ کو بے مثل سمجھا اور یہی ہمارا عقیدہ ہے پس ثابت ہوا کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو جبریل امین علیہ السلام کا عقیدہ ہے ہمارا عقیدہ نوریوں والا ہے ناریوں والا نہیں۔

تیرا قد تو نادر دھر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

معراج کی رات آپ کا شق صدر ہوا آپ کے سینے سے آپ کا دل باہر نکالا گیا اور آپ کی حیات میں کوئی فرق نہ آیا اور دیکھا جائے تو حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ اپنی حیات میں ہوا یعنی آکسیجن کے بھی محتاج نہیں کیونکہ موجودہ سائنسی تحقیق کے مطابق ہوا صرف دو سو میل تک ہے اسی لئے جو سائنس دان چاند پر سفر کے لئے جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ آکسیجن کی تھیلیاں لے جاتے ہیں اور چاند پونے دو لاکھ میل کی مسافت پر واقع ہے اور نبی کریم ﷺ تو معراج کی رات چاند سورج سدرہ اور عرش سے بھی اوپر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی آکسیجن نہ تھی سو آپ اپنی حیات میں نہ تو دل کے محتاج ہیں اور نہ ہوا کے محتاج ہیں آپ نے وصال کے روزے رکھے جس میں نہ سحری ہے نہ افطار اور کئی کئی دن بغیر کھائے پیئے گزار دیئے اس سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ آپ معراج کی رات لامکان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ مکان کے محتاج نہیں وقت بنتا ہے سورج کی گردش سے اور سورج چوتھے آسمان پر ہے اور آپ چوتھے آسمان سے اوپر گئے۔ معلوم ہوا کہ وقت کی گردش سے باہر نکل گئے تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ وقت کے محتاج نہیں ہر ذی روح اپنی حیات میں زمان مکان ہوا اور کھانے پینے کی محتاج ہے لیکن آپ اپنے ہونے میں ان میں سے کسی چیز کے محتاج نہیں یہ امر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ بے مثل ہیں کوئی بھی آپ کی مثل نہیں ہوسکتا۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا مرسل کوئی آیا نہیں ہے
بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا
وہاں جسم نہیں تو یہاں سایہ نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا جہاں بھی ذکر فرمایا ہے اپنی طرف اضافت کر کے فرمایا ہے مثلاً فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ۔ تمام

Marfat.com

تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی اور جب اللہ اپنا ذکر فرماتا ہے تو اپنی اضافت آپ کی طرف کرتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت آپ کی طرف اور آپ کی نسبت اپنی طرف کر کے ظاہر فرما دیا کہ پیارے تم ہمارے اور ہم تمہارے ہیں۔

محمد برائے جناب الٰہی

جناب الٰہی برائے محمد

علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ ہر ایک کا الگ الگ قبلہ ہے مقربین کا قبلہ عرش ہے روحانیین کا قبلہ کرسی ہے کروبیین کا قبلہ بیت المحمور ہے اور نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاء کا قبلہ بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے اور آپ کی روح کا قبلہ اللہ تعالیٰ فرماتا میری ذات ہے اور میرا قبلہ آپ کی ذات ہے۔ (روح المعانی، ج۲، ص ۱۵)

قبلہ مرکز توجہ اور محور التفات کو کہتے ہیں یعنی آپ کی روح میری ذات کی طرف متوجہ رہتی ہے اور میں آپ کی طرف متوجہ رہتا ہوں اسی لئے جب اللہ تعالیٰ آپ کا ذکر کرتا ہے تو اپنی طرف اضافت کرتا ہے اور جب اپنا ذکر کرتا ہے تو آپ کی طرف اضافت کرتا ہے اور یہ مقام کسی اور انسان کو حاصل نہیں لہٰذا آپ بے مثل ہیں کوئی بھی آپ کی مثل نہیں۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

Marfat.com

امام الکل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور جبریل امین علیہ السلام دونوں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے میں نے وہاں انبیاء کو پہنچانا کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں ہے پھر اذان اور اقامت کہی گئی اس وقت سات صفیں بنائی گئیں پہلی تین رسولوں کی اور آخری چار نبیوں کی صفیں درست کر کے سب اس انتظار میں کھڑے رہے کہ امامت کون کرتا ہے آخرکار جبریل امین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے بڑھا دیا کیونکہ جبریل امین علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا لیکن مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کوئی نظر نہ آیا۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۲۱۷)

اس لئے تمام انبیاء کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں پہلی رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھی اور آپ کی اقتداء میں فرشتوں نے بھی نماز پڑھی اور یہ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام الکل ہونا ثابت ہو جائے نیز آپ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء کو نماز پڑھائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت کرائی اور یہ بات جن و انس اور انبیاء و ملائکہ پر ظاہر ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الکل ہیں۔ (روح المعانی، ج ۱۵، ص ۱۲)

اگر آپ مسجد اقصیٰ نہ جاتے تو انبیاء کو معراج نہ ہوتی کیونکہ آپ کی معراج خدا تک پہنچنا ہے اور کائنات کی معراج آپ تک پہنچنا ہے جب آپ نبیوں کے امام بنے تو نبیوں کی معراج ہوئی آسمانوں پر پہنچے تو آسمانوں کی معراج

Marfat.com

ہوئی سدرہ پر پہنچے تو سدرہ کی معراج ہوئی عرش پر پہنچے تو عرش کی معراج ہوئی اور جب تجلیات الٰہیہ کو دیکھا تو آپ کی معراج ہوئی کیونکہ کائنات کی معراج یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور آپ کی معراج یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کو دیکھیں۔

رکے شاہ تو پردے سے آواز آئی
کہ پردے میں تجھ سے پردہ نہیں ہے

نیز مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء موجود تھے جیسے کہ ایک حدیث آپ پڑھ چکے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مبعوث شدہ انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ان میں حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے اور ان پر ابھی موت طاری نہیں ہوئی یعنی یہ تینوں حضرات دنیاوی زندگی کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں موجود تھے اور باقی انبیاء برزخی زندگی کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں موجود تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں دو طرح کے نبی موجود تھے دنیاوی زندگی سے متصف اور برزخی زندگی سے متصف اور یہ اس لئے یا یوں کہیے کہ اس میں حکمت یہ تھی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تو آپ عصا کا سہارا لئے اپنی حشمت اور شوکت کے ساتھ جنات سے کام لے رہے تھے اسی حال میں آپ کی موت واقع ہوگئی اور موت کے بعد ایک سال تک اسی عصا کے سہارے کھڑے رہے دیمک نے عصا کو کھا لیا اس وقت تک مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی۔ معلوم ہوا کہ مسجد کا کچھ حصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دنیاوی زندگی میں تعمیر ہوا اور کچھ برزخی زندگی میں تعمیر ہوا کیونکہ مسجد کی تعمیر کے دوران حضرت سلیمان علیہ السلام کی دونوں زندگیاں شامل ہیں اس لئے جن نبیوں نے اس میں نماز پڑھی ان میں بعض دنیاوی زندگی میں تھے اور بعض برزخی زندگی میں تھے۔

Marfat.com

اور جو حضرات دنیاوی زندگی سے متصف تھے انہوں نے مسجد اقصیٰ میں
ہمارے آقا و مولیٰ کا دیدار کیا اور شرف صحابیت سے سرفراز ہوئے چنانچہ امام جلال
الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت خضر، حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے امام جلال
الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ نبی بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں اور آپ موت
کے اعتبار سے آخری صحابی ہیں۔ (الحاوی للفتاویٰ، ج ۲، ص ۱۴۱)

تصدیق صدیق:

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے سامنے واقعہ معراج بیان
فرمایا تو انہوں نے خوب تمسخر کیا اور ابو جہل نے قریش مکہ کو جمع کر کے مذاق اڑایا
ہر طرف آدمی دوڑائے اور زیادہ سے زیادہ آدمی جمع کر کے تکذیب کی نیت سے
واقعہ معراج سنایا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف بھی آدمی بھیجے اور ان سے کہا
کہ تمہارے رسول کا کہنا ہے کہ میں راتوں رات مکہ سے بیت المقدس اور وہاں
سے آسمانوں پر پہنچا اور تمام آسمانوں کی سیر کر کے واپس آ گیا کیا ان کی اس بات
کی بھی آپ تصدیق کریں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس سے
بھی زیادہ بعید چیزوں میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اگر انہوں نے فرمایا ہے تو اس
کے برحق ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ تصدیق
ان کے صدیق ہونے کا موجب ہوئی یعنی واقعہ معراج کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدیق ہونا ثابت ہو گیا بعد ازاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بیت المقدس کو دیکھا ہوا
ہے آپ میرے سامنے اس کی صفت بیان فرمائیں بیت المقدس منکشف ہو گیا اور

Marfat.com

آپ نے اس کے درودیوار اور ہیئت اور کیفیت بیان فرمادی۔

بھلا کون رتبے میں ہمسر ہو ان کا
ملا جن کو صدیق نام اللہ اللہ

مشکل کشا نبی:

معراج مصطفےٰ ﷺ میں ایک حکمت یہ ہے کہ چار ہزار سال سے چاروں مقرب فرشتے جبریل، اسرافیل، میکائیل اور عزرائیل علیہم السلام چار مسائل میں بحث کر رہے تھے لیکن ان مسائل کا کوئی حل نہ ملتا تھا جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ ہی سے حل ہوں گے تو ان فرشتوں نے اپنی مشکل کشائی کے لئے نیاز اور زاری کے ساتھ استدعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنی طرف بلایا اور اپنی بارگاہ میں فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے مشرف فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کونسے مسائل ہیں جن میں مقرب فرشتے بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی اے میرے رب تو خوب جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنا یدقدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک کا اثر میں نے اپنے سینے میں پایا اس کے بعد فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بحث میں ہیں میں نے عرض کی ہاں میں جانتا ہوں (وہ چار مسائل ہیں) کفارات منجیات درجات اور مہلکات۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا اس کے بعد فرمایا۔

يَامَلَائِكَتِي وَجَدْتُّمْ حَلَّالَ الْمُشْكِلَاتِ فَاسْئَلُوْا اَشْكَالَكُمْ۔

ترجمہ: اے میرے فرشتوں تم نے مشکلات کا حل پالیا پس چاہیے کہ تم اپنی

Marfat.com

مشکلات حل کرا لو۔

اسرافیل نے عرض کی کفارات کیا ہیں یعنی وہ کون سے کام ہیں جن کے کرنے سے گناہ خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تین کام ہیں ایک سردی میں مکمل وضو کرنا دوسرا نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے پیدل مسجد کی طرف جانا تیسرا نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پھر میکائیل نے عرض کی درجات کیا ہیں فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلانا سلام کو عام کرنا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ محو خواب ہوں۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی منجیات کیا ہیں فرمایا خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا فقر اور غنیٰ میانہ روی اختیار کرنا غصے اور خوشی میں انصاف کرنا پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مہلکات کیا ہیں فرمایا بخل کی اطاعت کی جائے خواہش نفسانی کی پیروی کرنا اور خود پسندی۔

(خرپوتی، ص ۱۷۱۔ بریقہ محمد، ج ۲، ص ۲۳۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کے دربار دُربار میں نوریوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں لہٰذا ہم خاکیوں کی مشکلات بھی اسی بارگاہ میں حل ہو سکتی ہیں۔

یا خدایا مصطفےٰ مشکل میں دونوں نام لو
مشکلیں بر آئیں گی تاثیر ہے دونوں کی ایک
اس نے پھیرا دل تو اس نے دولت ایمان دی
یہ خدا وہ مصطفےٰ تدبیر ہے دونوں ایک

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا:

معراج کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل امین علیہ السلام نے دربان سے فرمایا کہ دروازہ کھولو دربان نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا جبریل علیہ السلام ہوں اس نے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دربان نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں فرمایا ہاں اس نے دروازہ کھول دیا حضور اور جبریل امین علیہ السلام داخل ہوئے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما ہیں ان کے دائیں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی جنتی روحیں اور بائیں جانب ان کی اولاد کی دوزخی روحیں ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ السلام نے نیک بخت جنتی روحوں میں اپنی روح کو بھی دیکھا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ (الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۳۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دائیں طرف والے جن کو اصحاب یمین کہا جاتا ہے جنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ۝

ترجمہ: اے حبیب آپ پر سلام ہو اہل یمین یعنی دائیں طرف والوں کا اور دائیں والے جنتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور پر سلام بھیجنا جنتیوں کا کام ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر سلام بھیجنا خدا کی سنت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ۝ سلام ہو نوح پر عالمین میں۔

سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ۝ سلام ہو ابراہیم پر۔

سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ ۝ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔

سَلٰمٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ ۝ سلام الیاس پر۔

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ تمام رسولوں پر سلام ہو۔

Marfat.com

الحمد للہ ہم اہل سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج کر سنت الٰہیہ پر عمل کرتے ہیں

عطائی علم غیب:

معراج کی ایک غرض و غایت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمائے مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتَ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ۔ (مشکوٰۃ، ج۱، ص ۱۵۷)

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا خدا نے مجھ سے پوچھا ملائکہ مقربین کس معاملہ میں بحث کرتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ تو بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھ کو زمین و آسمانوں کی درمیانی تمام چیزوں کا علم حاصل ہو گیا۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات عرش سے ایک قطرہ میری زبان پر گرا جو نہایت شیریں تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ:

فَاَنْبَانِيَ اللّٰهُ بِهَا نَبَأَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَنَوَّرَ قَلْبِيْ۔

(زرقانی، ج ۶، ص ۹۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین اور آخرین کا علم عطا فرما دیا اور میرا قلب منور

Marfat.com

کر دیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے:

عَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی فَعِلْمٌ اَخَذَ عَلَیَّ کِتْمَانَهٗ اِذْ عِلْمٌ اَنَّهٗ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِهٖ اَحَدٌ غَیْرِیْ وَعِلْمٌ خَیَّرَنِیْ وَعِلْمٌ اَمَرَنِیْ بِتَبْلِیْغِهٖ اِلَی الْعَامِ وَالْخَاصِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (زرقانی، ج۶، ص۹۳)

ترجمہ: مجھے مختلف علوم عطا کیے ایک علم وہ کہ میرے سوا اس کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا اس کو چھپانے کا حکم ہوا دوسرا علم وہ کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ جس کو چاہوں بتا دوں اور تیسرا علم وہ کہ مجھے حکم ہوا کہ اس کو میں اپنی امت کے عام اور خاص لوگوں تک پہنچا دوں۔

وہ علم جس میں آپ کو اختیار دیا گیا اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری وفات سے پہلے ایسے علوم کے بارے میں مجھ سے سوال کر لو جن کا علم نہ جبریل امین علیہ السلام کو ہے نہ ہی میکائیل علیہ السلام کو ہے ان میں سے ایک علم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا میں بہ صورت نور آپ کی پشت میں موجود تھا آپ کو منجنیق میں رکھا جا رہا تھا کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے خلیل کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا تیرے متعلق کوئی کام نہیں پھر جبریل امین علیہ السلام اپنے ساتھ میکائیل علیہ السلام کو لے کر حاضر ہوئے اور دوبارہ پیش کش کی آپ نے وہی جواب دیا تیسری مرتبہ پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ کو رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت تو فرمائیے آپ نے جواب دیا خلیل کے لائق نہیں کہ اپنے خلیل سے جرح کرے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مبعوث فرمائے گا

Marfat.com

تو میں جبریل امین علیہ السلام کو اس کا بدلہ دوں گا۔ پھر جب آپ کی بعثت ہوئی اور معراج کی مبارک رات آئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام رُک گئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل کیا ایسے موقع پر دوست کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی اگر میں آگے بڑھوں تو تجلیات نور کی وجہ سے جل جاؤں گا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا بارگاہ رب العزت میں کوئی حاجت ہو تو بتایئے جبریل علیہ السلام نے عرض کی روز قیامت جب آپ کی امت پلصراط سے گزرے تو مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تاکہ آپ کی امت میرے پروں پر سے گزرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا جلوؤں میں گم ہوئے تو جبریل امین علیہ السلام کی درخواست بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے خود کرم فرمایا اور جبریل امین علیہ السلام کی درخواست کے بارے میں پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی باری تعالیٰ تو بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جبریل علیہ السلام کی درخواست منظور ہے لیکن جبریل علیہ السلام کو صرف ان لوگوں کے لئے پر بچھانے کی اجازت ہو گی جو آپ سے اور آپ کے صحابہ سے محبت رکھنے والوے ہوں گے۔

(زرقانی، ج۶، ص۹۳)

پل سے اتارو کہ راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

بارگاہ اسمائے الٰہیہ:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور اپنے آٹھ رفقاء کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری

Marfat.com

شریف پڑھی ہے۔ (فیض الباری، ج۱،ص۲۰۴) نے لکھا ہے کہ معراج کی رات جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسمائے الٰہیہ کی بارگاہ سے گزرے تو ان اسماء کی صفات سے متصف ہو گئے ان کی عبارت یہ ہے۔

فَإِذَا مَرَّ عَلَى الرَّحِيْمِ كَانَ رَحِيْمًا أَوْ عَلَى الْغَفُوْرِ كَانَ غَفُوْرًا أَوْ عَلَى الْكَرِيْمِ كَانَ كَرِيْمًا أَوْ عَلَى الْحَلِيْمِ كَانَ حَلِيْمًا أَوْ عَلَى الشَّكُوْرِ كَانَ شَكُوْرًا أَوْ عَلَى الْجَوَّادِ كَانَ جَوَّادًا۔

ترجمہ: جب رحیم پر گزرے تو رحیم ہو گئے غفور پر گزرے تو غفور ہو گئے کریم پر گزرے تو کریم ہو گئے حلیم پر گزرے تو حلیم ہو گئے اور شکور پر گزرے تو شکور ہو گئے جب معراج سے واپس آئے تو انتہائے کمال کے حال میں تھے۔

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف رحیم و علیم و علی ہے

قوت رفتار:

چند مقامات ایسے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آئے اور خدا کے ارشاد کی تعمیل کی مثلاً

(۱) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں بٹھا کر نارِ نمرود میں ڈالا جانے لگا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام سدرۃ المنتہٰی پر تھے حکم خداوندی ہوا کہ اے جبریل فوراً جاؤ میرا خلیل آگ کی طرف جا رہا ہے اس سے پہلے کہ میرا خلیل آگ میں جائے آگ کو گلزار بنا دو اور میرے خلیل کو تخت مرصع پر بٹھا دو چنانچہ جبریل امین علیہ السلام نے سدرہ سے پرواز کی اور آن کی آن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پہنچنے سے پہلے آگ کو گلستان بنا دیا اور تخت مزین بچھا دیا اور پیارے

Marfat.com

خلیل کو نہایت آرام اور عزت و عظمت سے اس تخت پر جلوہ گر کر دیا۔

(ب) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہ حق میں قربان کرنے کے لئے لٹایا اور ذبح کرنے کے لئے نہایت تیز چھری کو چلایا اس وقت پروردگار عالم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبریل فوراً جاؤ جنت کے مرغزار سے ایک دُنبے کو لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں قربانی کے لئے پیش کر دو اس سے پہلے کہ چھری اپنا اثر دکھائے جبریل علیہ السلام نے ارشاد خداندی کی تعمیل کی اور جنتی دُنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے حکم خداوندی کے تحت اس کو قربان کر دیا۔

(ج) حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈالنے کا مشورہ کیا قرار پایا کہ ان کو رسی سے باندھ کر کنویں میں پھینک دیا جائے ادھر ان کے بھائیوں نے ان کو کنویں میں ڈالا ادھر جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے جبریل علیہ السلام دیکھو اس سے پہلے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں تک پہنچیں انہیں فوراً جا کر تھام لو چنانچہ جبریل امین علیہ السلام نے حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے پرواز کی اور کنویں میں گرنے سے پہلے آپ کو تزک و احتشام کے ساتھ اپنے پروں پر لے لیا یہ تھی نوریوں کے سردار حضرت جبریل امین علیہ السلام کی قوت رفتار اب سنیے امام الانبیاء کی قوت رفتار۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ سے اللہ کی بارگاہ خاص تک کا فاصلہ تین لاکھ برس کی راہ ہے یعنی اگر کوئی تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بغیر سانس لئے تین لاکھ برس تک چلتا رہے تو تب کہیں جا کر اتنا فاصلہ طے کرے گا جتنا فاصلہ مکہ سے اللہ کی بارگاہ کا ہے اور یہ سارا فاصلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے تھوڑے حصے میں طے کیا نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب میں

Marfat.com

حجاب کبریا کے نزدیک پہنچا تو آواز آئی اے میرے حبیب گزر جایئے اس کے سنتے ہی میں نے خیال کیا تو میں حجاب کبریا سے پار ہو گیا اس کے بعد آواز آئی اُدن منی میرے قریب آ جاؤ میں نے قدم اٹھایا تو ایک قدم میں اتنا فاصلہ طے کر لیا جتنا زمین سے لے کر اب تک طے کیا تھا ایک ہزار بار اُدن منی کا خطاب ہوا اور ہر مرتبہ اتنا ہی فاصلہ طے کیا۔ (معارج النبوت، ج ۳، ص ۱۵۴)

حیران ہوئے برق اور نظر اک آن ہے اور برسوں کا سفر
راکب نے کہا اللہ غنی مرکب نے کہا سبحان اللہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات سینہ اقدس شق کیا گیا قلب مبارک باہر نکالا گیا اس میں شگاف دیا گیا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبض روح کے بعد زندہ ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ عادۃ بغیر روح کے جسم میں حیات نہیں ہوتی لیکن انبیاء کرام کے اجسام قبض روح کے بعد زندہ ہوتے ہیں چونکہ روح حیات کی جائے استقرار قلب انسانی ہے لہٰذا جب کسی کا دل اس کے سینے سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہتا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل باہر نکالا گیا پھر اسے شگاف دیا گیا اور وہ منجمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے صاف کر دیا گیا اس کے باوجود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدستور زندہ رہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ قبض روح کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں کیونکہ جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح قبض ہو کر باہر ہو جائے وہ کب مردہ ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے لئے دل اور روح کے محتاج نہیں بلکہ روح اور دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے محتاج ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

جبریل امین علیہ السلام نے شق صدر کے بعد آپ ﷺ کے قلب انور کو آب زمزم کے ساتھ دھویا تو فرمانے لگے:

قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ۔

قلب مبارک ہر کجی سے پاک ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔ (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۴۱۰)

یہ آنکھیں دور کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے اور کان دور کی آوازوں کو سننے کے لئے ہیں جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے اِنِّىْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے جس طرح ظاہری آنکھوں کا دیکھنا دائمی ہے اسی طرح دل کی آنکھوں کا دیکھنا دائمی ہے اور جس طرح ظاہری کانوں کا سننا دائمی ہے اسی طرح دل کے کانوں کا سننا بھی دائمی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا شق صدر ہونا آپ کی بشریت کی دلیل ہے اور شق صدر کے وقت خون نہ نکلنا اور درد محسوس نہ ہونا نورانیت کی دلیل ہے۔

معراج کی رات شق صدر کے وقت خون کا نہ نکلنا اس بات کی دلیل ہے اس وقت نورانیت کا بشریت پر غلبہ تھا اور غزوہ اُحد میں ہونٹ سے خون نکلنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت نورانیت پر بشریت کا غلبہ تھا۔

❁❁❁

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حاضر و ناظر

خدا تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ○ بیشک ہم نے تجھے حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ شاہد کے معنے ہیں گواہ، محبوب، حسین و جمیل اور حاضر و ناظر۔ اب ان پر ترتیب وار بحث ملاحظہ فرمائیں۔

گواہ:

(ا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے سامنے خدا کے گواہ ہیں۔

شہادت یعنی گواہی کی دو قسمیں ہیں سن کر اور دیکھ کر جو شہادت سن کر دی جائے وہ فرع ہے اور جو شہادت دیکھ کر دی جائے وہ اصل ہے جو شہادت سن کر دی جائے وہ تب قبول ہوتی ہے جب اس کی انتہا اس شہادت پر جو دیکھ کر شہادت دے اور اگر سب سن کر شہادت دیں اور کوئی دیکھ کر شہادت دینے والا آخر میں نہ ہو تو سب شہادتیں ناتمام ہوں گی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء نے اللہ کی ہستی کی شہادت دی اور سن کر شہادت دی اگر آخر میں کوئی ایسا گواہ نہ ہوتا جو دیکھ کر شہادت دیتا تو یہ تمام شہادتیں نامکمل اور ناتمام ہوتیں۔ سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کو دیکھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَ مَرَّةً بِفُؤَادِهٖ۔

ترجمہ: بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ رب کو دیکھا ایک مرتبہ ظاہری آنکھ اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے۔ (طبرانی کبیر)

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر شہادت دی اگر آپ اللہ کا دیدار نہ

Marfat.com

کرتے تو تمام نبیوں اور رسولوں کی شہادت ناتمام رہتی پس ثابت ہوا کہ آپ ﷺ مخلوق کے سامنے خدا کے گواہ ہیں۔ آپ ﷺ نے بے حجاب دیدار کیا۔

رکے شاہ تو پردے سے آواز آئی
کہ پردے میں آ تجھ سے پردہ نہیں ہے

(ب) خدا کے سامنے مخلوق کے گواہ:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا ان سے فرمائے گا میرے احکام کا تو نے کیا کیا، کیا تو نے ان کی تبلیغ کر دی وہ کہیں گے الٰہی میں نے ان کو جبریل علیہ السلام تک پہنچا دیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا اسرافیل علیہ السلام نے میرے احکام تم تک پہنچا دیئے وہ کہیں گے ہاں۔ پس حضرت اسرافیل علیہ السلام بری الذمہ ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمائے گا کیا تو نے میرے احکام کی تبلیغ فرما دی وہ کہیں گے ہاں میں نے تیرے رسولوں تک تیرے پیغام پہنچا دیئے پھر رسولوں کو بلا کر پوچھا جائے گا کیا حضرت جبریل علیہ السلام نے تم تک میرے احکام پہنچا دیئے وہ کہیں گے ہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے تیرے احکام ہم تک پہنچا دیئے اور ہم نے وہ احکام اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیئے پھر امتوں کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا کیا رسولوں نے میرے احکام تم تک پہنچائے ان میں سے بعض جھٹلائیں اور بعض تصدیق کریں گے۔ رسول کہیں گے ہمارے پاس گواہ موجود ہیں پوچھا جائے گا وہ کون ہیں رسول کہیں گے امت محمدیہ۔ پھر حضور ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسولوں نے خدا کے احکامات اپنی

Marfat.com

امتوں تک، پہنچا دیئے وہ کہیں گے ہاں ہم گواہی دیتے ہیں امتیں کہیں گی الٰہی یہ گواہی کیسے دے رہے ہیں انہوں نے تو ہمارا زمانہ پایا ہی نہیں۔ امت حضور ﷺ سے کہے گی یا اللہ تو نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا اور ہم پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں ان قوموں کے قصے بیان فرمائے پھر رسول کریم ﷺ کو بلایا جائے گا اور آپ دو گواہیاں دیں گے ایک یہ کہ مولا تیرے انبیاء نے تیرے احکام اپنی امتوں تک پہنچا دیئے اور دوسری گواہی یہ کہ میری امت کی گواہی برحق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ○

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں تمام امتوں سے افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے گواہ ہیں۔ (تفسیر عزیزی، ج۱، ص ۵۱۹)

(ج) آپ ﷺ جس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں وہ جنتی ہے مثلاً:

(۱) خیبر میں ایک آدمی تھا جس کا نام اسلم اسود حبشی تھا یہ ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا جب نبی کریم ﷺ نے خیبر کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا تو یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں میں ان کو ان کے مالک تک کیسے پہنچاؤں فرمایا مٹی کی مٹھی بھر کر ان کے چہروں پر مارو اور کہو اپنے مالک کے ہاں پہنچ جاؤ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ اس نے ایسا ہی کیا وہ بکریاں اپنے مالک کے گھر اس طرح پہنچ گئیں جیسے ان کو کوئی ہانک رہا ہے پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر اس نے یہودیوں سے جنگ کی اس کو ایک پتھر لگا اور وہ شہید ہو گیا اس نے کوئی نماز نہ پڑھی اس کو اٹھا کر رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا اور اس پر اس کی چادر

Marfat.com

ڈالدی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور ایک دم ادھر سے اپنا رُخ پھیر لیا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے اس کی طرف سے رُخ پھیر لیا کیا وجہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کے پاس اس کی بیوی حور عین آئی ہوئی تھی۔ (اسد الغابہ، ج۱،ص ۷۵)

مجاہد کے لئے دنیا و دیں کی سرفرازی ہے
کہ مرنے سے شہید اور زندہ رہ جانے سے غازی ہے

(۲) ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آکر مسلمان ہو گیا اور آپکی اتباع کی اور آپ کے ساتھ ہجرت کی جب غزوہ خیبر یا غزوہ حنین ہوا تو مال غنیمت میں اس کا بھی حصہ نکالا گیا وہ اس وقت لشکر کے جانور چرا رہا تھا اس کو اس کا حصہ پہنچا دیا گیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے کہا گیا یہ مال غنیمت میں سے تیرا حصہ ہے وہ اسے لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں اس کے لئے تو مسلمان نہیں ہوا تھا اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا میں تو اس لئے مسلمان ہوا تھا کہ مجھے یہاں تیر لگے اور میں شہید ہو کر داخل جنت ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو سچ کہتا ہے تو یہ بھی ہو جائے گا۔ کچھ دن کے بعد وہ کافروں کا تیر حلق پر لگنے سے شہید ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہی ہے کہا گیا ہاں آپ نے اپنے جبے کا اس کو کفن دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھا کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُکَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِکَ فَقُتِلَ شَھِیْدًا اَنَا عَلَیْہِ شَھِیْدٌ۔

ترجمہ: الٰہی یہ تیرا بندہ ہے تیرے راستے میں اس نے ہجرت کی شہید ہوا اور اس میں اس پر گواہ ہوں۔ (طبرانی کبیر، ج۷، ص ۲۷۱)

Marfat.com

حرام اس پہ ہو جائے نار جہنم
پڑھے صدقِ دل سے جو کلمہ تمہارا
قیامت میں چھوٹیں گے سستے وہ تاجر
جنہوں نے خریدا ہے سودا تمہارا

اور جس کے دوزخی ہونے کی گواہی دیں وہ یقیناً دوزخی ہے مثلاً:

حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا اور دونوں فریقین نے باہم جنگ کی پھر رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر میں اور وہ اپنے لشکر میں لوٹ کر گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں ایک شخص تھا جو کافروں کا کوئی بھاگتا ہوا آدمی نہ چھوڑتا تھا اس کے تعاقب میں جاتا اور اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا۔ سہل نے کہا آج ہماری طرف سے کوئی بھی ایسا نہیں لڑا جیسا فلاں شخص لڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا چنانچہ وہ اس کے ساتھ رہا جہاں کہیں وہ کھڑا ہوتا یہ بھی کھڑا ہوتا جب وہ دوڑتا یہ بھی دوڑتا۔ سہل کہتے ہیں پھر وہ آدمی سخت زخمی ہو گیا اور اس نے مرنے میں جلدی کی اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی پھر تلوار پر جھک پڑا اور اپنے آپ کو قتل کر دیا۔ پس وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا اس نے کہا جس کے بارے میں آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں نے اسے سخت مجاہد سمجھا میں نے کہا تھا میں تمہیں اطمینان کرائے دیتا ہوں چنانچہ میں اس کی نگرانی میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا پھر اس نے مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا

Marfat.com

نوک دونوں پستانوں کے درمیان رکھ لی اپنی تلوار پر جھک پڑا اور اپنے آپ کو قتل کرلیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور ایک اہل دوزخ کے سے کام کرتا تھا حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ (بخاری، ج ۲، ص ۱۵۲۔ ابن حبان، ج ۷، ص ۲۵۔ الترغیب والترہیب، ج ۳، ص ۳۰۲)

(د) حضور صلی اللہ علیہ وسلم "گواہ" اور گواہ کے لئے زندہ ہونا ضروری ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ دلیل یہ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○

ترجمہ: اے محبوب آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے لئے کوئی ایسا وقت نہ آئے گا جس میں آپ کی کوئی فضیلت پہلے سے کم ہو بلکہ ہر آنے والی گھڑی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتیں پہلے سے زیادہ ہوں گی۔

آپ کی روح اقدس کا استقرار اگر جسم کے علاوہ کسی اور مقام میں ہو تو آیت مذکورہ کے خلاف لازم آئے گا اس لئے کہ جسم اقدس سے روح مبارک کے فیض ہونے کے بعد اسے کوئی ایسی جگہ نہیں مل سکتی جو جسم مبارک سے زیادہ فضیلت والی ہو زیادہ تو درکنار تمام کائنات میں کوئی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے برابر فضیلت والی نہیں ہے کیونکہ علمائے محققین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ قبر انور اور زمین کا وہ حصہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگا ہوا ہے۔ وہ تمام زمینوں آسمانوں کعبہ مکرمہ اور عرش و کرسی سے افضل ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے لگنے والی زمین اللہ کے عرش سے افضل ہے تو آپ کے جسد اقدس کا کیا کہنا۔

اگر روح مبارک جسم اقدس کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہو تو اس سے آپ

Marfat.com

کی فضیلت کم ہو جائے گی لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ روح اقدس آپ کے جسم سے باہر نکلنے کے بعد پھر جسم میں واپس آ گئی اور باہر نکلنا صرف قانون خداوندی کو پورا کرنے کے لئے تھا روح مبارک کا جسم میں واپس آ جانا حضور اکرم ﷺ کی حسی حقیقی اور جسمانی حیات کی بین دلیل ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(ن) گواہ پر اعتراض درحقیقت مدعی پر اعتراض ہوتا ہے۔ حضور ﷺ خدا کے گواہ ہیں۔ آپ ﷺ پر اعتراض خدا پر اعتراض ہے۔ یہی وجہ ہے جب مشرکین نے آپ ﷺ پر اعتراض کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کا جواب خود دیا مثلاً

کفار نے کہا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝

اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو۔

حق تعالیٰ نے فرمایا:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

قسم ہے قلم اور فرشتوں کے لکھنے کی تو اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں۔

وحی اترنے میں کچھ دیر لگی کافر بولے:

اِنَّ مُحَمَّدًا وَدَّعَهُ رَبُّهٗ وَقَلَاهُ ۝

ترجمہ: بے شک محمد ﷺ کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن پکڑا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝

Marfat.com

ترجمہ: قسم اے محبوب تیرے روئے روشن کی اور قسم ہے تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر کر آئے نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

کفار نے کہا لَسْتَ مُرْسَلًا تم رسول نہیں حق تعالیٰ نے فرمایا۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

ترجمہ: اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی تو بے شک مرسل ہے۔

رئیس المنافقین نے جب یہ کلمہ ملعونہ کہا:

لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۝

جب ہم مدینہ پھر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ: عزت تو ساری خدا اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق جانتے نہیں۔

دشمن نے ترے جو کچھ بھی کہا اللہ نے اس کا جواب دیا
پر تو نے پلٹ کر کچھ نہ کہا تری شرم و حیا کا کیا کہنا

محبوب:

حضور نبی کریم ﷺ خالق کے محبوب ہیں مثلاً:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کے صحابہ بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے تھے آپ تشریف لائے اور ان کے قریب ہو کر ان کی باتیں سننے لگے ان میں سے بعض نے تعجب سے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے ایک خلیل بنایا دوسرے نے کہا اس سے تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہے ایک اور نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ بنایا ہے آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہارا کلام اور اس پر تعجب سنا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں وہ ایسے ہی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلیم ہیں وہ ایسے ہی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے صفی بنایا وہ ایسے ہی ہیں سنو میں اللہ کا محبوب ہوں۔

(ترمذی شریف، ص ۵۲۰)

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

مخلوق کے بھی محبوب ہیں مثلاً جب حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ کو قتل کے لئے سامنے لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا اے زید میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم کو چھوڑ دیں اور محمد ﷺ کو تمہارے بدلے میں قتل کر دیں اور تم اپنے گھر آرام سے رہو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے پیر میں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں۔

Marfat.com

ارے او بیوقوف اور لذت ایماں سے بیگانے
محمد اور محمد کی محبت کو تو کیا جانے
کہاں برداشت دیکھی تو نے شہدائے محمد کی
خلش برداشت کر سکتا نہیں پائے محمد کی

اس پر ابوسفیان نے مَارَأَیْتُ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ یُحِبُّ اَحَدًا کَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا ۝ (زرقانی، ج۶، ص۲۹۱)

میں نے کسی کو کسی سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی محبت حضرت محمد ﷺ کے صحابی آپ سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ نبی کریم ﷺ سے کیسے محبت کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبَّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَآبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَحَبَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَاءِ۔ (زرقانی، ج۶، ص۲۹۰)

کہ رسول خدا ﷺ ہمارے نزدیک ہمارے مالوں ہماری اولاد ہمارے ماں باپ سے زیادہ محبوب تھے اور جتنی محبت ایک پیاسے کو گرمی میں سرد پانی سے ہو سکتی ہے اس سے بھی آپ ہمارے لئے زیادہ محبوب تھے۔

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا

نماز میں اصل یہ ہے کہ قیام کے وقت سجدہ گاہ پر نظر ہو رکوع میں پیروں پر اور قعدہ میں گود میں لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے تو ان کی نگاہ ہر حال میں صرف رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوتی تھی کیونکہ نماز کے آداب اپنی جگہ پر لیکن سرکار دو عالم ﷺ کے رخ زیبا کو دیکھنا وہ

Marfat.com

عبادت ہے کہ کائنات میں کسی عبادت کا یہ مرتبہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلام پھیرتے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی سفیدی دیکھتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے ایک مرتبہ ایام علالت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی جب صحابہ صف باندھے کھڑے تھے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر نکلے آپ نے پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھنے لگے اس وقت آپ کا چہرہ قرآن کا ورق معلوم ہوتا تھا۔ آپ مسکرائے آپ کے چہرے کو دیکھ کر صحابہ اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے نماز توڑ دینے کا ارادہ کرلیا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو۔ (بخاری، ج۱، ص۹۳)

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے ترے فکر سے تری یاد سے تیرے نام سے

علامہ عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ وفات کے قریب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ کے بدن مبارک پر دو سفید کپڑے ہیں جو تھوڑی دیر کے بعد سبز ہو گئے وہ اس قدر چمکنے لگے کہ ان پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا اور اپنا ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے پر رکھ دیا جس کے سبب قلب اور سینے کی تکلیف دور ہو گئی۔ پھر فرمایا اے صدیق کیا ابھی ہم سے ملنے کا وقت نہیں آیا جواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ اہل خانہ کو خبر ہو گئی۔ عرض کی دیکھئے آپ سے کب ملاقات ہوتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فراق محبوب میں روتا دیکھا تو فرمایا گھبراؤ نہیں اب تمہاری اور ہماری ملاقات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ (شواہد النبوت، ص۲۶۲)

Marfat.com

یہ ممکن ہے یکایک چھوڑ دے گردش زمیں اپنی
یہ ممکن ہے زمیں پر ٹیک دے سورج جبیں اپنی
یہ ممکن ہے جلانا آپ کا دستور ہو جائے
مگر ممکن نہیں اس دل سے الفت دور ہو جائے

مرزا مظہر جان جاناں نے اپنے کلمات طیبات میں لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے آپ نے مکان کی چھت کو دیکھا کہ وہ جل کر سیاہ ہو چکی ہے۔ گھر والوں سے چھت کے جلنے کا سبب پوچھا محرمان راز نے عرض کی کبھی کبھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دردِ دل سے ایک جلی ہوئی آہ نکالتے تھے جس کی حرارت سے چھت جل گئی ہے۔ اللہ اکبر کیا عشق کی آگ تھی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھے۔

عشق ایہا وچہ لکھاں آتش بھکھ بھکھ لاٹاں مارے
عشق لکایاں لکدا ناہیں آخر جوش کھلارے

حسین وجمیل:

حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء و مرسلین سے زیادہ حسین و جمال دیئے گئے بلکہ ساری مخلوق سے زیادہ صاحب جمال تھے اس کے باوجود ان کا حسن و جمال امام الانبیاء کے حسن و جمال کے سامنے ایک جزو کی حیثیت رکھتا تھا اور آپ کا حسن و جمال کل کی حیثیت رکھتا تھا اور اتنا حسن کسی اور کو نہیں دیا گیا۔ (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۸۲)

علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

لَمْ یَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (زرقانی، ج۴، ص ۷۱)

حضور ﷺ کا سارا حسن ظاہر نہ کیا گیا اگر آپ کا پورا حسن ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چاندنی رات تھی اور حضور ﷺ سرخ حلہ پہن کر لیٹے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو اور کبھی آپ ﷺ کے چہرہ کو دیکھتا تھا۔ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِىْ مِنَ الْقَمَرِ۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۱۸)

میرا فیصلہ یہی ہوا کہ حضور ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

یار میرا ایہہ چن تو سوہناں جھلے کون تجلیاں
مکھڑا چن بدر نورانی دند چنبھے دیاں کلیاں
خوش گفتار کرے او مٹھی جیویں جیویں مصری دیاں ڈلیاں
یار فریدا جنت کیہڑی جنت اوہدیاں گلیاں

حاضر و ناظر:

امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرَةِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ۔

ترجمہ: شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔ (مفردات، ص ۲۶۹)

ثابت ہوا کہ شاہداً کا معنی حاضر و ناظر ہے دو دلائل قرآن سے ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

دلیل اول:

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط بلقیس کو پہنچا تو اس نے اپنے درباریوں سے کہا:

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝

ترجمہ: بولی اے سردارو میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔

دلیل دوم:

خدا تعالیٰ نے فرمایا جب کنوارہ جوڑا آپس میں زنا کر بیٹھیں تو ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں اور جب ان کو یہ سزا ہو رہی ہو تو۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ: اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر۔

جب ثابت ہوا کہ شاہداً کا معنی حاضر و ناظر ہے تو اب یہ دیکھنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کس پر حاضر و ناظر ہیں تو بعض مفسرین نے لکھا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا عَلَىٰ مَنْ بُعِثْتَ إِلَيْهِمْ ۝

(روح المعانی، ص ۴۲)

ہم نے آپ کو اس پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا جس کی طرف آپ رسول بن کر آئے۔

اب دیکھنا ہے کہ آپ کس کی طرف رسول بن کر آئے ہیں تو مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً ○

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ آپ تمام مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں جسمانیت اور بشریت کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور اس دعویٰ کے لئے ہم آپ کے متعلق تین چیزیں مانتے ہیں۔

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔

(۲) آپ تمام دنیا کو اپنی نظر مبارک سے دیکھ رہے ہیں۔

(۳) مقامات کثیرہ اور متعدد جگہوں پر آپ کا تشریف فرما ہونا نہ صرف ممکن بلکہ امر واقع ہے۔

اب ان پر تفصیلی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(ا) قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ○

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آئی۔

(ب) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ○

اللہ نور ہے زمین و آسمانوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک طاق میں چراغ۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت میں دوسرے نور سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (شفا شریف، ج ۱، ص ۱۰)

Marfat.com

(ج) يُرِيدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ○

ترجمہ: (کفار) تو چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کا نور بجھا دیں مگر اللہ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْ نُوْرَاللّٰهِ ...... يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّهْلِكُوْا مُحَمَّدًا○

ترجمہ: نور بجھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا چاہتے ہیں۔

(درمنشور، ج ۳، ص ۲۳۱)

احادیث:

(۱) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَنَبِيِّكَ۔

ترجمہ: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ (زرقانی، ج ۱، ص ۴۶)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میرے لئے میرے دل میں نور کر دے میری قبر میں میرے آگے نور میرے پیچھے نور میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے نیچے نور میرے کانوں میں نور میری آنکھوں میں نور میرے بالوں میں نور میری جلد میں نور میرے گوشت میں نور میرے خون میں نور میری ہڈیوں میں نور اے اللہ میرے لئے بہت زیادہ نور کر دے اور مجھے نور عطا فرما اور مجھ کو نور کر دے۔

(ترمذی شریف، ج ۲، ص ۵۱۸)

Marfat.com

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ:

(ا) حضور ﷺ نے تمام اعضاء مبارکہ نور ہونے کی دعا فرمائی اور اس امر کا اظہار فرما دیا کہ ہم جسمانی طور پر بھی نور ہیں۔

(ب) چونکہ آپ ﷺ ہر جہت سے نور ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے جسد اقدس کا سایہ نہ تھا۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

(ج) مولوی احمد اللہ آف ڈاگئی نے اپنی کتاب البصائر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی جب دل میں نور آ گیا تو دل علم کا خزینہ بن گیا جب آنکھ میں نور آ گیا تو آپ دور کی چیزوں کو بھی اسی طرح دیکھنے لگے جیسے قریب کی چیزوں کو جب کانوں میں نور آ گیا تو آپ دور کی آوازوں کو بھی اسی طرح سننے لگے جس طرح قریب کی آوازوں کو سنتے۔ معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا درود و سلام سنتے ہیں۔ ملا علی قاری نے اس حدیث کی یہی تشریح کی ہے:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ واقعی جسمانی اور حقیقی نور ہیں تو بخاری شریف کی اس حدیث کا کیا جواب ہوگا جس میں صاف وارد ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رات کی تاریکی میں حجرے میں سوئی ہوئی تھیں اور نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور تاریکی کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی نقل و حرکت کا پتہ نہ چلتا تھا اور اس وجہ سے جب حضور ﷺ سجدہ میں جاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں کو دبا دیتے جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں سمیٹ لیتیں پھر حضور ﷺ سجدہ فرماتے اگر حضور ﷺ نور تھے تو حضور ﷺ کے گھر میں اندھیرا کیوں تھا۔

Marfat.com

اس کا الزامی جواب یہ ہے کہ کراما کاتبین فرشتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں دن کو بھی اور رات کو بھی لیکن اس کے باوجود انسان کے گھر میں رات کو تاریکی رہتی ہے۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ نور کے ادراک کے لئے اس کے شایان شان نور کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں۔

كَانَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ مِنْ فُضَلَاءِ الصَّحَابَةِ وَفُقَهَائِهِمْ يَقُوْلُ عَنْهُ اَهْلُ الْبَصْرَةِ اِنَّهُ كَانَ يَرَى الْحَفَظَةَ وَكَانَتْ تُكَلِّمُهُ○

(کتاب الاصابہ، ج۳، ص۲۶)

عمران بن حصین بڑے جلیل القدر تھے اور فقہاء صحابہ میں سے تھے اہل بصرہ خود حضرت عمران سے ناقل ہیں کہ وہ کراماً کاتبین کو دیکھا کرتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے۔

شیخ ابو العباس طنجی فرماتے ہیں کہ میں بیعت کی غرض سے سید احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے فرمایا تیرا شیخ میں نہیں تیرا شیخ عبدالرحیم ہے جو قنا میں رہتا ہے وہ کہتے ہیں میں قنا حاضر ہوا اور شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضری دی۔ انہوں نے مجھے کہا کیا تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا بیت المقدس کی طرف چلا جا تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہو جائے گی میں گیا جونہی میں بیت المقدس کی حدود میں قدم رکھا میں نے دیکھا کہ:

وَاِذَا بِالسَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ مَمْلُوْءَةٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

Marfat.com

کہ زمین و آسمان عرش و کرسی سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہیں۔

یہ کیفیت بھی بارہا مجھ پر گزر گئی
تھا جلوۂ حضور جہاں تک نظر گئی

فرماتے ہیں میں واپس شیخ عبدالرحیم کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پوچھا کیا تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہوگئی ہے میں نے عرض کی ہاں آپ نے فرمایا اب تیری طریقت مکمل ہوگئی اور:

لَمْ تَكُنِ الْاَقْطَابُ اَقْطَابًا وَالْاَوْتَادُ اَوْتَادًا وَالْاَوْلِيَاءُ اَوْلِيَاءً اِلَّا بِمَعْرِفَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: اقطاب اوتاد اور اولیاء نہیں بن سکتے جب تک ان کو اس طرح نبی کی معرفت حاصل نہ ہو۔ (الحاوی، ج ۲، ص ۲۶۰)

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور ہونے کی دعا کی اور نور ہونے کی دعا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ کم از کم دعا کرتے وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور نہ تھے اگر نور ہوتے تو دعا کی کیا حاجت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اور اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقعی آپ کا تمام جسم نور ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدایت پر ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

ترجمہ: بے شک تو رسولوں میں سے اور صراط مستقیم پر ہے۔

بلکہ ایک جگہ یوں فرمایا کہ:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

ترجمہ: تو سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

Marfat.com

لیکن اس کے باوجود آپ ہر نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○

کیا آپ کا دعا مانگنا اس لئے تھا کہ آپ ہدایت پر نہ تھے نہیں بلکہ جس طرح آپ اس دعا سے پہلے بھی ہدایت پر تھے بلکہ ہادی تھے مگر پھر بھی دعا فرماتے تھے اسی طرح آپ اس نورانی دعا سے پہلے بھی نور تھے بلکہ منیر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا مگر پھر بھی دعا اس لئے فرمائی کہ اے اللہ مجھے نور علی نور کر دے۔

نیز اللہ کا نبی صالحین کا سردار ہوتا ہے اس کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی یا اللہ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ○ اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں شامل کر دے کیا اس دعا کا یہ مطلب ہے کہ اس دعا کے مانگنے سے پہلے آپ خدا کے صالح بندے نہ تھے ہرگز نہیں بلکہ آپ کی دعا کا منشاء یہ ہے کہ الٰہی تو نے مجھے اپنا صالح بندہ بنایا اب میں دعا کرتا ہوں کہ تادم آخر مجھے اپنے صالح بندوں کی صف میں ہی رکھنا اس طرح نور کی دعا کا مقصد یہ ہے کہ الٰہی تو نے مجھے نور پیدا کیا ہے اب میں دعا کرتا ہوں کہ میری نورانیت میں ترقی فرما دے تو نے نور پیدا کیا تو اب نور علی نور کر دے۔

آپ دنیا کو دیکھ رہے ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ○

اور تم فرشتوں کو دیکھ رہے ہو عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے عرش زمین سے کتنی دور ہے زمین سے پہلے

Marfat.com

آسمان کا فاصلہ پانچ برس کی راہ کے برابر ایک آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ بھی اتنا ہی اوپر جنت اس کے سو درجات ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے پھر اوپر سدرۃ المنتہیٰ اس کے اورعرش کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں اور ایک پردے سے دوسرے پردے کا فاصلہ بھی پانچ سو سال کی راہ کے برابر اندازہ کرلو کہ عرش کتنی دور ہے۔ قربان جائیں نگاہ مصطفےٰ ﷺ جو اتنی دور سے عرش کو اور اس کے گھیرے اور وہاں جمع ہونے والے فرشتوں کو دیکھ رہی ہے جب آپ ﷺ اتنی دور سے عرش کو دیکھ سکتے ہیں تو ساری دنیا کو دیکھنا کونسی مشکل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَالدَّ وَآبُّ وَ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ○

نوٹ:۔ یہ آیت سجدہ ہے یہاں پر سجدہ کیا جائے کیا۔

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے آدمی۔

یہ استفہام انکاری ہے مطلب یہ کہ اے محبوب زمین و آسمان کی مخلوق شمس و قمر ستاروں پہاڑوں درختوں چوپایوں اور بہت سے انسانوں کو سجدہ ریز دیکھتا ہے۔

احادیث:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۲۸۷)

ترجمہ: بے شک اللہ نے میرے لئے دنیا کو اٹھا لیا میں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا۔

ترجمہ: بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ لیا یہاں تک کہ میں نے ساری زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔ (مسلم کتاب الفضل)

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ شَیْئٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ۔

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھ کو نہ دکھلائی گئی ہو مگر میں نے اس کو اس مقام پر دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔ (بخاری کتاب العلم)

جنت ساتویں آسمان کے اوپر اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ معلوم ہوا کہ تحت الثریٰ سے لے کر جنت بلکہ عرش تک آپ کی نگاہ دیکھتی ہے۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تم پر عیاں نہیں

(ب) ایک عقلی دلیل ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ○

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھا دی۔

اس آیت کے تحت علامہ علاؤ الدین نے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ:

Marfat.com

اُقِیْمَ عَلٰی صَخْرَۃٍ وَکُشِفَ لَہٗ عَنِ السَّمٰوَاتِ حَتّٰی رَاَی الْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ وَمَا فِی السَّمٰوَاتِ وَکُشِفَ لَہٗ عَنِ الْاَرْضِ حَتّٰی نَظَرَ اِلٰی اَسْفَلِ الْاَرْضِیْنَ وَرَاٰی مَا فِیْهَا مِنَ الْعَجَائِبِ۔

ترجمہ: حضرت ابراہیم کو ایک پتھر پر کھڑا کیا گیا اور آپ کی نگاہوں سے پردے اٹھا دیئے گئے اور عرش و کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں تھا سب کو دیکھ لیا اسی طرح ساتویں زمین تک اور جو کچھ اس میں عجائب و غرائب تھے سب کو دیکھ لیا۔

قابل غور یہ بات ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ فرش پر کھڑے ہو کر عرش کو دیکھ رہے ہیں تحت الثریٰ کی مخلوق کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ آپ نے زیر زمین تمام عجیب و غریب مخلوق کو دیکھا اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ معراج کی رات عرش پر کھڑے ہیں آپ کی نگاہ کہاں تک پہنچ گئی ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی مخلوق آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ دکھا دیا۔

سرگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

آن واحد میں کئی مقامات پر موجود ہونا:

مقامات کثیرہ پر آن واحد میں موجود ہونا حضور نبی کریم ﷺ کے لئے نہ صرف ممکن ہے بلکہ امر واقعہ ہے۔ بخاری میں حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دلیل اول:

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔

(ابو داؤد، ج ۲، ص ۳۲۹)

Marfat.com

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا شیطان میری مثل نہیں ہوسکتا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اور وہ حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہو گیا اور اس کا یہ شوق حد سے بڑھ گیا تو وہ حضور ﷺ کو بیداری میں بھی دیکھ لے گا جیسا کہ اکثر اولیاء کرام کے لئے واقع ہوا ہے۔ ان میں سے حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں انہوں نے فرمایا:

لَواحْتَجَبْتُ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَاعَدَدْتُ نَفْسِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ: اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار میں بھی حضور ﷺ سے اوجھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپ مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔ (الحاوی، ج ۲، ص ۲۶۰)

دلیل دوم:

کسی شخص نے حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے میرے سردار آپ اس ہتھیلی کے ساتھ مجھے سے مصافحہ فرمائیں اس لئے کہ آپ بڑے بڑے شہروں میں گھومے ہیں اور بڑے مردانِ خدا سے ملاقات کی ہے۔ حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس ہتھیلی سے سوائے رسول خدا ﷺ کے کسی کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔ (روح المعانی، پارہ ۲۲، ص ۳۴-۳۳)

دلیل سوم:

جب حضرت شیخ خلیفہ بن موسی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قریب ہوئی تو ان کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اور فرمایا:

هٰذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ يُبَشِّرُوْنِيْ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ۔

Marfat.com

ترجمہ: یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ ہیں جو خدا کی رضا کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۰۳)

دلیل چہارم:

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یک مرتبہ میں نے قبل نماز ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ يَا اَبَتَاهُ اَنَا رَجُلٌ اَعْجَمِيٌّ كَيْفَ اَتَكَلَّمُ عَلٰى فُصَحَاءِ الْعَرَبِ۔

اے بیٹا وعظ کیوں نہیں کرتے عرض کی اے نانا جان میں عجمی ہوں فصحائے عرب کے سامنے کیسے وعظ کروں۔

آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات مرتبہ اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۵)

لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم کا

دلیل پنجم:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے تو میں آپ کو سلام کرنے کے لئے ان کے گھر گیا۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور فرمایا میں نے آج رات یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کھڑکی سے تشریف لائے اور فرمایا اے عثمان کیا تجھے محصور کر دیا گیا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں پھر فرمایا تجھے پیاسا رکھا گیا میں نے عرض کی ہاں۔ اس پر حضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول دیا میں نے سیر ہو کر وہ پانی پیا یہاں تک کہ

Marfat.com

اس کی ٹھنڈک میں نے کندھوں اور سینے کے درمیان محسوس کی پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو آج کا روزہ ہمارے ہاں افطار کرے اور اگر تو چاہے تو تجھے باغیوں پر غالب کر دیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں آپ کے ہاں روزہ افطار کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اسی روز آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

(سنن سعید بن منصور ج ۲، ص ۳۳۶۔ الحاوی، ج ۳، ص ۲۶۴)

اگر ہو جذبہ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود نزدیک آجاتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

ان احادیث سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی موجود تھے ان کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا بلکہ ان کے ساتھ مصافحہ فرمایا۔ حضرت خلیفہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی زیارت کرائی۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت کرائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ان تمام مواقع میں اپنی قبرانور کے اندر بھی موجود ہیں اور جہاں شیخ ابوالعباس مرسی، حضرت خلیفہ بن موسیٰ، حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود ہیں وہاں بھی تشریف فرما ہیں۔

بحکم خدا تم ہو موجود ہر جا
بظاہر ہے طیبہ ٹھکانہ تمہارا

اب کچھ عقلی دلائل سن لیجئے۔

دلیل اول:

حضرت یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواہر البحار میں لکھا ہے کہ:

اِنَّمَا جِبْرِیْلُ خُلِقَ لِخِدْمَةِ النَّبِیِّ۔

Marfat.com

ترجمہ: جبریل تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

اور علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

اِنَّ جِبْرِیْلَ علیہ السلام مَعَ ظُهُوْرِهٖ بَیْنَ یَدِیْ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامِ فِیْ صُوْرَةِ دَحْیَةَ الْکَلْبِیْ اَوْ غَیْرِهٖ لَمْ یُفَارِقْ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی۔

(روح المعانی، پارہ ۲۲، ص ۳۵)

ترجمہ: بے شک جبریل علیہ السلام جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی صورت میں حاضر ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہٰی سے جدا نہ ہوتے تھے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام آن واحد میں سدرۃ المنتہٰی میں بھی موجود ہیں اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضور ﷺ کے سامنے بھی موجود ہیں جب خادم اور غلام جبریل علیہ السلام کا یہ کمال ہے تو آقا محمد مصطفٰے ﷺ کا کیا کمال ہے۔

محمد کا اعلٰی مقام اللہ اللہ
ہے جبریل ان کا غلام اللہ اللہ

دلیل دوم:

حضرت قرہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا کیا تم اس سے محبت کرتے ہو اس نے کہا اللہ آپ سے اتنی محبت کرے جتنی میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹے کو نہیں دیکھا آپ نے پوچھا فلاں شخص کے بیٹے کو کیا ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ فوت ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے باپ سے فرمایا۔

Marfat.com

اَمَا تُحِبُّ اَنْ لَّا تَاْتِیَ بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلَّا وَجَدْتَّهٗ يَنْتَظِرُكَ۔

ترجمہ: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس دروازے سے بھی داخل ہو تمہارا بیٹا اس دروازے پر موجود تمہارا انتظار کر رہا ہو۔

(مسند امام احمد، ج ۳، ص ۴۳۶)

اس کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری نے لکھا ہے۔

اِنَّ الْوَلَدَ مَوْجُوْدٌ فِیْ كُلِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ○

(مرقاۃ، ج ۴، ص ۱۰۹)

وہ بچہ جنت کے ہر دروازے پر موجود ہوگا۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کی امت کا ایک بچہ جنت کے آٹھوں دروازوں پر بیک وقت موجود ہو سکتا ہے تو آپ بھی آن واحد میں متعدد مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔

دلیل سوم:

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ معراج کی رات جب نبی کریم ﷺ مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے ایک سرخ ٹیلے سے گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا۔

مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوْسٰی فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں پھر جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں بھی موجود ہیں اور جب آپ چھٹے آسمان پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں بھی موجود تھے پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آن واحد میں عالم دنیا مسجد اقصیٰ

Marfat.com

میں بھی موجود ہیں عالم برزخ قبر میں بھی موجود ہیں اور عالم آخرت چھٹے آسمان پر موجود ہیں جب حضرت کلیم اللہ آن واحد میں تین مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں تو پھر حبیب اللہ بھی آن واحد میں متعدد مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔

دلیل چہارم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس اثناء میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ناگہاں ہم نے ایک چادر اور ایک ہاتھ دیکھا ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے جو ہم نے دیکھا اور یہ کیسا ہاتھ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاں آپ نے فرمایا یہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں جنہوں نے مجھ پر سلام عرض کیا۔

اور ابن عساکر کی ایک روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا میں نے اسے نہیں دیکھا ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا آپ نے کسی سے مصافحہ کیا مگر ہم نے اسے دیکھا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ میں ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے طواف سے فارغ ہو گئے پھر میں نے ان پر سلام پیش کیا۔ (ص ۴۰، پارہ نمبر ۲۲، روح المعانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آن واحد میں چوتھے آسمان پر بھی موجود ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی موجود ہیں جب روح اللہ کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ کا کیا کمال ہوگا۔

Marfat.com

دلیل پنجم:

حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے تین نابالغ لڑکے فوت ہو جائیں تو وہ شخص جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو وہ لڑکے اس سے ملاقات کریں گے۔ (طبرانی کبیر، ج ۱۷، ص ۱۱۹۔ مسند امام احمد، ج ۴، ص ۱۸۳)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے روز وہ تینوں لڑکے جنت کے آٹھوں دروازوں پر بیک وقت موجود ہوں گے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بچوں کو یہ کمال حاصل ہوگا تو پھر آپ کو بھی یہ کمال ضرور حاصل ہے۔

دلیل ششم:

علماء نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ کعبہ شریف اولیاء کرام کا طواف کرتا ہے مثلاً:

اِنَّ الْکَعْبَۃَ شُوْھِدَتْ تَطُوْفُ بِجَمَاعَۃٍ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ اَوْقَاتٍ غَیْرِ مَکَانِھَا۔

کعبہ معظّمہ کو مختلف مقامات میں اپنے مکان سے ہٹ کر بارہا اولیاء کرام کا طواف کرتے دیکھا گیا۔

وَمَعْلُوْمٌ اَنَّھَا فِیْ مَکَانِہٖ لَمْ تُغَارِقْہُ فِیْ تِلْکَ الْاَوْقَاتِ۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں اوقات میں وہ کعبہ اپنے اصلی مقام سے جدا نہ ہوتا تھا۔ (الانجلاء فی تطور الاولیاء، ص ۵۶)

چنانچہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْکَعْبَۃَ یَطُوْفُ حَوْلَ خِیَامِیْ۔

Marfat.com

کعبہ میرے حجرے کا طواف کرتا ہے۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار

شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

جب کبھی حضرت مودود چشتی پر کعبہ کے طواف کا شوق غالب آتا تو آپ آن کی آن میں مکہ تشریف لے جاتے اور حج ادا فرماتے اور بعض اوقات ملال خاطر غالب آتا تو فرشتوں کو خدا کا حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو مودود چشتی کے پاس لے جاؤ اور ارشاد کی تعمیل کرتے اور آپ کعبہ کا طواف کر لیتے۔

(سیر الاقطاب، ص ۸۱)

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ کعبہ اولیاء کرام کی زیارت کے لئے جاتا اور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ جس ولی کی زیارت کے لئے کعبہ جائے گا وہ اس ولی کی کرامت ہوگی مثلاً شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے طواف و زیارت کے لئے کعبہ دہلی آیا۔ (سبع سنابل، ص ۱۶۴)

حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت و طواف کے لئے کعبہ سرہند آیا۔

(حضرات القدس)

جب کعبہ آنِ واحد میں کئی مقامات پر موجود ہو سکتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کعبے کا بھی کعبہ ہیں وہ بھی یقیناً متعدد مکانات میں موجود ہو سکتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

Marfat.com

دلیل ہفتم:

حضرت ابوسفیان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَخَلَ الْمَیِّتَ الْقَبْرَ مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَیَجْلِسُ یَمْسَحُ عَیْنَیْهِ وَیَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ (ابن ماجہ، ص ۳۱۶)

جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو میت کو دکھایا جاتا ہے کہ سورج غروب ہونے والا ہے وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو۔

دن رات کی کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں متعدد مرنے والے اپنی اپنی قبریں نہ جاتے ہوں اور ہر قبر میں ہر میت کو سورج دکھایا جاتا ہے اسی وقت سورج عالم دنیا میں بھی نظر آرہا ہوتا ہے تو سورج بیک وقت کئی مقامات پر موجود ہوتا ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ بھی ہر قبر میں موجود ہوتے ہیں اور آپ کے بارے میں فرشتے میت سے سوال کرتے ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج غروب ہوتے وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر:

اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ ○

کیا تم جانتے ہو کہ سورج اب کہاں جائے گا میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا اب یہ عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرے گا۔

ظاہر ہے جب مخبر صادق نے خبر دی ہے تو یہ حقیقت اٹل ہے کہ سورج غروب ہو کر عرش کے نیچے سجدہ ریز ہوتا ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج کسی نہ

Marfat.com

کسی ملک میں ضرور نظر آتا ہے اگر انڈونیشیا میں سورج نظر آ رہا ہے تو پاکستان میں رات ہے اور اگر پاکستان میں سورج نظر آ رہا ہے تو انگلستان میں رات اور جب انگلستان میں سورج نظر آ رہا ہے تو امریکہ میں رات اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج بیک وقت نظر بھی آ رہا ہے اور عرش کے نیچے سجدے میں بھی ہے۔

ناروے میں ایک علاقہ ہے جہاں ۲۴ اور ۲۵ جون کی درمیانی رات نہیں ہوتی اس دن وہاں دو سورج نظر آتے ہیں ایک غروب ہو رہا ہوتا ہے اور دوسرا طلوع ہو رہا ہوتا ہے اگر ایک ۴/۱ حصہ غروب ہو گیا تو دوسرا ۴/۱ حصہ طلوع ہو جاتا ہے اگر ایک ۲/۱ حصہ غروب ہو گیا ہے تو دوسرا ۲/۱ حصہ طلوع ہو گیا ہے اگر ایک ۴/۳ حصہ غروب ہو جاتا ہے تو دوسرا ۴/۳ حصہ طلوع ہو جاتا ہے اگر ایک مکمل غروب ہو جاتا ہے تو دوسرا مکمل طلوع ہو جاتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اس دن وہاں دوسرا سورج نظر آتے ہیں۔

سورج کے بارے میں خدا نے فرمایا۔ وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۔ خدا نے سورج کو سراج بنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۔ خدا نے آپ کو نور دینے والا سراج بنایا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سورج ہیں کیونکہ ان کا لقب ایک ہے اگر آفتاب آسمان بیک وقت کئی مقامات پر موجود ہو سکتا ہے تو آسمان نبوت کا سورج بھی کئی مقامات پر موجود ہو سکتا ہے۔

دلیل ہشتم:

(۱) علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو آٹھویں ذی الحجہ کو بصرہ اور مکہ میں دیکھا گیا آن واحد میں دونوں شہروں میں موجود ہیں۔ (روح المعانی، ج ۲۳، ص ۱۴)

Marfat.com

(ب) محمد الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں جمعہ پڑھایا۔

(جمال الاولیاء، ص ۱۸۸)

(ج) حضرت محمد الشرینی رحمۃ اللہ علیہ نے چار ملکوں میں شادی کی مراکش، بلادعجم، ہندوستان اور بلاتکرور اور بیک وقت چاروں اہل وعیال کے پاس موجود ہوتے تھے۔ (جمال الاولیاء، ص ۲۰۲)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام آن واحد میں کئی مقامات پر حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جتنے مقامات پر چاہیں حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کے سب کے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقام مومن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: اور عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے لیکن منافق نہیں جانتے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مومن کی عزت اس کے ایمان اور عمل کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

آیات:

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

ترجمہ: جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

(۱) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ: ایمان والے نیکو کاروں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے۔

Marfat.com

(۳) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ۝

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم ضرور ان کی برائیاں اتار دیں گے۔

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

(۵) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

(۶) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم انہیں نیکوں میں شامل کریں گے۔

یہاں صالحین سے مراد انبیاء صدیقین اور شہداء اور اولیاء ہیں اب آیت کا مطلب یہ ہو گیا کہ جو عام لوگ ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کریں گے ان کا حشر انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین یعنی اولیاء کرام کے ساتھ ہو گا اور اس دعوے کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ۝

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا اچھے ساتھی ہیں۔

(۷) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا۔

مومن کی عزت خدا اور اس کے رسول کے ہاں ایمان اور نیک اعمال کی

Marfat.com

وجہ سے ہے اس لئے احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں جنت کے چوبارے کے بارے میں بتاؤں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا جنت میں ایک چوبارہ ہے جو مختلف قسم کے ہیروں سے بنا ہوا ہے اس کا ظاہر اندر سے اور باطن باہر سے دیکھا جائے گا اور اس میں ایسی نعمتیں ہوں گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ صحابہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یہ چوبارہ کن کے لئے ہوگا فرمایا:

لِمَنْ اَفْشَی السَّلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَدَامَ الصِّيَامَ وَصَلّٰى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔

ترجمہ: جو سلام پھیلائے کھانا کھلائے ہمیشہ روزہ رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ نیند میں ہوں۔

صحابہ نے عرض کی ہم میں سے ہر آدمی ان باتوں کی طاقت نہیں رکھتا آپ نے فرمایا جو کسی مسلمان کو سلام کرے اور وہ سلام کا جواب دے تو یہ سلام پھیلانا ہو گیا اور جو اپنے اہل و عیال کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو یہ کھانا کھلانا ہو گیا اور جو رمضان اور ہر مہینے کے تین روزے رکھے تو یہ ہمیشہ روزہ رکھنا ہو گیا اور جو نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت پڑھے جبکہ یہود و نصاریٰ اور مجوسی نیند میں ہوتے ہیں تو یہ رات کی نماز ہو گئی۔ (النھایہ، ج ۲، ص ۲۸۴)

Marfat.com

حدیث نمبر۲:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے بلال (رضی اللہ عنہ) کے پاؤں کی آہٹ سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کون سا عمل کرتے ہو عرض کی جب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے میں وضو کر لیتا ہوں اور جب وضو کرتا ہوں تو دو رکعتیں پڑھ لیتا ہوں۔ (طبرانی کبیر، ج ۱، ۳۳۷)

معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد عمل بھی ضروری ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

عالم ارواح میں مومن کا مقام:

حدیث نمبر ۱:

علامہ قاضی ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ مجھے امت محمدیہ کی آواز سنوا دے خدا نے فرمایا۔

يَا اُمَّةَ اَحْمَدَ فَاَجَابُوْا مِنْ اَصْلَابِ الْاٰبَاءِ وَاَرْحَامِ الْاُمَّهَاتِ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔

ترجمہ: اے امت احمد انہوں نے اپنے آباء کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں سے جواب دیا اے اللہ ہم حاضر ہیں۔

خدا نے فرمایا اے امت احمد میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میری معافی میرے عذاب پر میں نے تمہیں مانگنے سے پہلے عطا کر دیا دعا مانگنے سے پہلے میں نے تمہاری دعا قبول کر لی اور میری نافرمانی سے پہلے تمہاری

Marfat.com

مغفرت کر دی اور

عَنْ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ کَانَ ذُنُوْبُهٗ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

(تفسیر مظہری، ج ۷، ص ۱۶۸)

جو قیامت کے دن میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد میرے بندے اور میرے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

حدیث نمبر ۲:

چار ہستیوں نے مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا مانگی:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ○

ترجمہ: اے میرے رب میری اور میرے والدین اور جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہو جائے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی مغفرت فرما دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین اور مومنوں کی مغفرت فرما دے جس دن حساب قائم ہو۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ○

ترجمہ: اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت کی دعا مانگو۔

فرشتوں نے دعا مانگی:

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا ○

ترجمہ: عرش اٹھانے والے اور جو اس کے اردگرد فرشتے ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور اس خدا پر ایمان لاتے ہیں اور مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

اب سنیئے عرش کے گرداگرد کتنے فرشتے ہیں تفسیر روح البیان میں ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جن وانس خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور وہ سب مل کر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ساتویں آسمان تک یہی ترتیب ہے پھر یہ تمام مخلوق کرسی کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں اور یہ سب مل کر عرش اعظم کے ایک پردے کے فرشتوں کے مقابلے میں بہت اور عرش کے چھ لاکھ پردے ہیں اور ہر پردے پر اسی قدر فرشتے ہیں پھر یہ تمام مخلوق ان فرشتوں کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے دریا کے سامنے قطرہ جو فرشتے عرش کے اردگرد ہیں خدا فرماتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ تیرے رب کے لشکر کو وہی جانتا ہے اب اندازہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے عرش عظیم کے آس پاس کتنے فرشتے ہیں جو مومنوں کی مغفرت کے لئے دعا مانگ رہے ہیں کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے سینے

Marfat.com

ایمان کے نور سے منور ہیں کتنے بے شمار فرشتے ان کی بخشش کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔

نوح کو بھی موج طوفاں سے کنارہ مل گیا
حضرت موسیٰ کو بھی لطفِ نظارہ مل گیا
الغرض ہر ایک بیچارے کو چارہ مل گیا
مومنوں کو رب کی رحمت کا سہارا مل گیا

حدیث نمبر ۳:

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس روز الست بربکم کی ندا کی گئی تھی تو اس وقت تمام مومنوں اور کافروں کی روحیں ایک جگہ جمع تھیں جب پردہ غیب سے یہ ندا آئی تو تمام روحوں کے چار گروہ ہو گئے۔ پہلے گروہ نے آواز سنتے ہی سجدہ کیا اور زبان اور دل سے بلیٰ کہا یہ انبیاء اور مومنوں کا گروہ تھا دوسرا گروہ بھی فوراً سجدے میں جھکا اور زبان سے بلیٰ کہا مگر دل سے نہیں یہ لوگ تھے جو دنیا میں مسلمان تھے لیکن مرتے وقت بے ایمان ہو کر مرے معاذ اللہ تیرے گروہ نے بھی فوراً سجدہ کیا دل سے بلیٰ کہا مگر زبان سے نہیں یہ وہ لوگ تھے جو کافروں کے گھروں میں پیدا ہوئے ساری عمر کافر رہے لیکن مرتے وقت کلمہ نصیب ہوا اور دنیا سے مسلمان ہو کر گئے۔ چوتھے گروہ نے بھی سجدہ کیا لیکن نہ زبان سے بلیٰ کہا اور نہ دل سے یہ لوگ وہ تھے جو ساری عمر کفر میں گزار گئے ان کا خاتمہ بھی کفر پر ہوا۔ (انیس الارواح، ص ۱۱۹)

عالم دنیا میں مقام مومن:

خدا تعالیٰ نے قرآن میں چند مقامات پر مومنوں کا ذکر اپنے ساتھ کیا

Marfat.com

ہے مثلاً:

مراقبہ کے لحاظ سے: خدا فرماتا ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ○

اے محبوب آپ فرمادیں اے لوگو تم عمل کرو تمہارے عمل کو اللہ اور اس کا رسول اور مومن دیکھیں گے۔

ولایت کے لحاظ سے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا○

بے شک تمہارا ولی اللہ اس کا رسول اور مومن ہیں۔

موالات کے لحاظ سے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ جِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ○

بے شک اللہ جبریل اور مومن بھی مولا ہیں۔

صلوات کے لحاظ سے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔

عزت کے لحاظ سے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ○

اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔

(۲) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب میں تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو بہترین امت ہوگی اچھی باتوں کا حکم دے گی اور بُری باتوں سے روکے گی اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے پھر عرض کی تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر ہے جو سب سے آخر میں ہوگی لیکن جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگی۔

Marfat.com

نہ پہنچیں گے جب تک گنہگار ان کے
نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی

یا اللہ اس کو میری امت بنا دے خدا نے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے پھر کہا یارب وہ امت حافظ قرآن ہو گی حالانکہ اس سے پہلے لوگ کتاب اللہ کو دیکھ کر پڑھتے تھے اللہ نے ان کو حفظ کی ایسی قوت دی ہے کہ کسی اور کو ایسی قوت نہیں ملی یارب وہ امت میری بنا دے خدا نے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے پھر کہا یا رب وہ امت ہر کتاب اللہ پر ایمان لائے گی اور گمراہوں اور کافروں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ کانے دجال سے بھی لڑے گی الٰہی وہ میری امت کر دے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے پھر عرض کی وہ امت اپنے صدقات خود کھا لے گی حالانکہ پہلی امتوں کے صدقات کو آسمانی آگ کھا جایا کرتی تھی اور اگر صدقہ قبول نہ ہونا ہوتا تو آگ نہ کھاتی رد کر دیتی لیکن اس امت کے امیروں کے صدقات غریب کھا جائیں گے اے رب اس امت کو میری امت بنا دے فرمایا یہ تو احمد کی امت ہے پھر عرض کی وہ امت نیکی کا ارادہ کرے گی تو ایک نیکی کا ثواب مل جائے گا اور جب نیکی کرے گی تو اس کے برابر ثواب ملے رب فرماتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ○

بلکہ سات سو حصے تک ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

مثال ان کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بالی میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

Marfat.com

اے خداوہ میری امۃ کردے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے پھر کہا وہ امت دوسروں کی شفاعت بھی کرے گی اے خداوہ میری امت کردے فرمایا وہ تو احمد کی امت ہے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات رکھ دی اور کہا مجھے احمد کی امت میں سے بنادے۔ (ابن کثیر، ج ۹، ص ۲۵)

(۳) ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل شاہ روم کی طرف تبلیغ اسلام کے لئے میں اور ایک آدمی بھیجے گئے ہم دمشق پہنچے جبلہ ابن الہم الغسانی رحمۃ اللہ علیہ کے محل کی طرف گئے وہ صاحب تخت تھا ہمارے پاس ایک سفیر کو بھیجا کہ بات کرے کیا کہنا ہے ہم نے کہا ہم تم سے بات نہیں کرنا چاہتے ہم بادشاہ سے بات کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں اس نے بادشاہ سے جا کر کہا اس نے ہمیں بلا لیا اور کہنے لگا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہشام نے اس سے گفتگو کی اور اسلام کی دعوت دی وہ سیاہ کپڑے پہنے تھا ہشام نے کہا یہ سیاہ کپڑے کیوں ہیں جبلہ نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ یہ سیاہ لباس نہ اتاروں گا جب تم لوگوں کو شام سے نہ نکالدوں ہم نے کہا خدا کی قسم ہم یہ تخت تم سے لینے والے ہیں اور یہ ملک ہمارے قبضہ میں آ جائے گا ہمارے نبی نے اس کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ اس نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو وہ ایسے لوگ ہوں گے جو دن کو روزہ رکھیں گے اور راتوں کو نماز پڑھیں گے اس نے کہا تم بتاؤ تمہارا روزہ کیسا ہے ہم نے سب کچھ بتا دیا اس کے چہرے پر سیاہی سی دوڑ گئی اس نے کہا اچھا جاؤ بادشاہ سے جا کر ملو اور ہمارے ساتھ ایک رہبر کر دیا ہم اس کی رہنمائی میں چلے اور جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو رہبر نے کہا کہ تم ان اونٹوں کے ساتھ شہر میں داخل نہیں ہو سکتے تم چاہو تو تمہارے لئے گھوڑے اور خچر مہیا کر دیئے جائیں ہم نے کہا خدا کی قسم ہم تو ان سواریوں پر ہی سوار رہیں گے اس نے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ ان کو دوسری

Marfat.com

سواریوں پر بیٹھنے سے انکار ہے بادشاہ نے اجازت دے دی کہ اونٹوں پر سوار ہو کر آجائیں ہم اپنی تلواریں لٹکائے بادشاہ کے محل تک پہنچے اپنی سواریاں وہاں بٹھا دیں بادشاہ نے اپنے بالاخانہ سے ہمیں دیکھ لیا ہم نے اترتے ہی کہالا الہ الا اللہ واللہ اکبر خدا جانتا ہے کہ ہماری تکبیر کی آواز سے سارا محل لرز اُٹھا گویا آندھیوں نے ان کو ہلا دیا ہے بادشاہ نے کہا تمہیں اپنے دین کا مظاہرہ اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔

زلزلے جن کے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے

اس نے تین دن تک ہماری ضیافت کی اور پھر انعام واکرام کے ساتھ ہمیں واپس کر دیا۔ (ابن کثیر، ج ۹، ص ۲۹)

(۴) ایک مرتبہ حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی کہ ایک بوڑھا ضعیف آدمی جس کی بھویں آنکھوں پر آ گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسا آدمی ہوں جس نے کوئی غداری کوئی گناہ اور کوئی بدکاری نہیں چھوڑی کیا میری بخشش کی بھی کوئی صورت ہے۔ میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر تمام انسانوں پر تقسیم کر دیئے ہیں تو سب کے سب غضب خدا میں گرفتار ہو جائیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری تمام برائیاں بدکاریاں معاف فرما دیں ہیں بلکہ جب تک تو اس کلمہ شہادت پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ تیری برائیاں بھلائیوں میں تبدیل کر دے گا وہ شخص خوش ہو کر واپس چلا گیا۔ (ابن کثیر، ج ۱۹، ص ۲۱)

خدا فرماتا ہے۔

Marfat.com

اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ○

ترجمہ: سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دو آدمیوں سے بہت خوش ہوتا ہے ایک وہ جو رات کو میٹھی نیند سویا ہوا ہے لیکن دفعۃً اپنے رب کی نعمت اور اس کی سزا کو یاد کر کے اُٹھ بیٹھتا ہے اپنے نرم اور گرم بستر کو چھوڑ کر میرے سامنے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دیتا ہے۔

رات پوے تے بیدرداں نوں مٹھی نیندر آوے
دردِ منداں نوں یاد سجن دی سُتیاں آن جگاوے

دوسرا وہ جو ایک جنگ میں ہے لڑتے لڑتے مسلمانوں کا پانسہ کمزور پڑ جاتا ہے لیکن یہ شخص سمجھتا ہے کہ بھاگنے میں خدا کی ناراضگی ہے اور آگے بڑھنے میں خدا کی رضا ہے اس لئے میدان کی طرف لوٹتا ہے اور کافروں سے جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اپنا سر اس کے نام پر تصدق کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ فخر سے اپنے فرشتوں کو اسے دکھاتا ہے اور ان کے سامنے اس کے عمل کی تعریف کرتا ہے۔

(ابن کثیر، ج ۲۱، ص ۶۴)

اللہ تعالیٰ تہجد گزاروں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○

ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے رہتے ہیں

Marfat.com

کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں یہ اس کا بدلہ ہے۔

(٦) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا دیکھو ابھی ایک جنتی آدمی آنے والا ہے تھوڑی دیر میں ایک ایک انصاری آئے جو اپنے ہاتھ میں جوتے لئے ہوئے تازہ وضو کر کے آ رہے تھے داڑھی پر سے پانی ٹپک رہا تھا دوسرے دن بھی اسی طرح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے یہی فرمایا اور وہ شخص اسی طرح آیا تیسرے دن بھی یہی ہوا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ آج دیکھتے بھالتے رہے جب مجلس نبوی ختم ہوئی اور یہ بزرگ یہاں سے اٹھ کر چلے تو یہ ان کے پیچھے ہو لئے اور انصاری سے کہنے لگے کہ حضرت مجھ میں اور میرے والدین میں کچھ تکرار ہوگئی ہے جس پر میں قسم کھا بیٹھا ہوں کہ تین دن تک اپنے گھر نہ جاؤں گا پس اگر مہربانی فرما کر مجھے اجازت دیں تو میں یہ تین دن آپ کے ہاں گزاروں انہوں نے کہا بہت اچھا چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تین راتیں ان کے گھر ان کے ساتھ گزاریں دیکھا کہ وہ رات کو تہجد نماز بھی ادا نہیں کرتے صرف اتنا کرتے ہیں کہ جب آنکھ کھلتی ہے تو بستر پر لیٹے لیٹے اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لئے اُٹھ بیٹھتے ہاں یہ بات ضروری ہے کہ میں نے ان کے منہ سے کلمہ خیر کے سوا اور کچھ نہ سنا جب تین راتیں گزر گئیں تو مجھے ان کا عمل بہت ہلکا سا معلوم ہوا۔ اب میں نے ان سے کہا حضرت میرے والدین کے ساتھ میری کوئی ناراضگی نہیں ہوئی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تین دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جنتی شخص آ رہا ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں رہ کر دیکھوں کہ آپ کونسی ایسی عبادت کرتے ہیں جس کی وجہ سے زندگی میں آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ یہ بہانہ کیا اور تین

Marfat.com

دن آپ کے ہاں گزارے تاکہ آپ کے عمل دیکھ کر میں بھی ایسے ہی عمل کروں لیکن میں نے آپ کو کوئی اہم عمل کرتے نہیں دیکھا جو اوروں سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اب جا رہا ہوں لیکن زبانی ایک سوال ہے کہ آپ بتائیں کہ وہ کونسا ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو جنتی فرمایا۔ آپ نے فرمایا تم میرے اعمال دیکھ چکے ہو ان کے سوا کوئی پوشیدہ عمل نہیں چنانچہ ان سے رخصت ہو کر چلا تھوڑی دور نکلا تھا کہ انصاری نے مجھے آواز دی اور فرمایا میرا ایک عمل سنتے جاؤ اور وہ یہ ہے کہ میرے دل میں مسلمان کے لئے کبھی دھوکہ بازی بغض وحسد پیدا نہیں ہوا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا بس اسی عمل نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے۔

(ابن کثیر، ج ۲۸، ص ۲۷)

(۷) ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰہِ حُرْمَةً مِّنْكَ۔

ترجمہ: اے کعبہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے تجھ سے بندہ مومن زیادہ عزت والا ہے اللہ کے نزدیک۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کی دو صفیں بنائیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑا پھر ان کے ساتھ دونوں صفوں کے درمیان سے گزرے اور نبی کریم ﷺ مسکرائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَاھِیَ بِالْمُھَاجِرِیْنَ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَبَاھِیَ بِكَ یَا عَلِیُّ وَبِكَ یَا عَبَّاسُ حَمْلَةَ الْعَرْشِ۔

(ابن عساکر، ج ۷، ص ۲۴۰)

Marfat.com

بے شک جبریل نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کی مخلوق کے سامنے مہاجرین پر فخر کر رہا ہے اور اے علی اور اے عباس جن فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے ان کے سامنے تم پر خدا فخر فرما رہا ہے۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح آپ کبھی نہیں مسکرائے فرمایا میں کیوں نہ مسکراؤں یہ جبریل خدا تعالیٰ سے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میرے چچا عباس پر میرے بھائی علی پر تمام ہوا میں رہنے والے فرشتوں عرش اٹھانے والے فرشتوں نبیوں کی روحوں اور ساتوں آسمان کے فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے اور تمام آسمان والوں کے سامنے میری امت پر فخر فرما رہا ہے۔

(ابن عساکر، ج ۷، ص ۲۴۰)

موت کے وقت مقام مومن:

حدیث نمبر ۱:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان آخرت میں داخل ہونے والا ہوتا ہے اور دنیا میں اس کی سانسیں ہوتی ہیں تو اس کے پاس خورشید جیسے چمکیلے چہروں والے فرشتے آ کر بیٹھ جاتے ہیں جو اس کی حد نگاہ تک ہوتے ہیں پھر ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں اے پاکیزہ روح اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف نکل چنانچہ وہ اس طرح آسانی سے نکل آتی ہے جیسے مشک کے منہ سے پانی کا قطرہ نکل آتا ہے ملک الموت اسے لے لیتے ہیں فرشتے ان سے لے کر جنتی کفن میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس روح سے مشک سے زیادہ پیاری خوشبو آنے لگتی ہے پھر فرشتے اس کو لے کر آسمان

Marfat.com

کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہی پوچھتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے فرشتے اس کا نام بتاتے ہیں یہاں تک کہ روح پہلے آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اس روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اب آسمان کے تمام فرشتے دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ میں اس روح کو حاضر کیا جاتا ہے۔ خدا فرماتا ہے میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو پھر اس کی روح قبر میں اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔

(کتاب الروح، ص ۶۴)

حدیث نمبر ۲:

جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کے سر کو اپنے زانوں پر رکھا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی خدایا سعد نے تیرے راستے میں بڑی تکالیف برداشت کی ہیں تیرے رسول مقبول کی تصدیق کی ہے الٰہی اس کی روح کو اپنے دوستوں کی روحوں کی طرح قبض کرنا جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کی آواز کو سنا تو اپنی آنکھیں کھولیں اور عرض کی السلام علیک یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا بعد ازاں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

لے او سجناں اساں توڑ نبھائی جان دتی راہ تیرے
حشر دیہاڑے شرماں تینوں پردے کج لئیں میرے

پھر جبریل امین، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کس صحابی نے وفات پائی ہے کہ اس کی روح

Marfat.com

کے استقبال کے لئے تمام آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ طویل القامت اور قوی الجثہ تھے لیکن جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو وہ بہت ہلکا تھا۔ دریافت کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا ہے ایک حدیث میں ہے آپ کی وفات سے عرش جھومنے لگا قبر کی مٹی سے کستوری کی خوشبو آئی ۔ (مدارج ، ج ۲، ص ۲۴۴)

حدیث نمبر۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میدان تبوک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے کہ آفتاب بڑی تیز شعاعوں نور اور چمک کے ساتھ طلوع ہوا اس سے پہلے کبھی اتنی تیز روشنی کے ساتھ طلوع نہ ہوا تھا ۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اس سے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے کہ سورج اتنی تیز روشنی سے طلوع ہوا ہے کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ عرض کی آج مدینہ میں معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ کے لئے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ پوچھی تو عرض کی یہ کثرت سے سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام نے پر مارا تو درخت اور ٹیلے جھک گئے اور

فَصَلّٰی عَلَیْهِ وَخَلْفَهٗ صَفَّانِ مِنَ الْمَلٰئِکَةِ کُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ۔

آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے پیچھے دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

(کنز العمال، ج ۱، ص ۴۰۱ ۔ دلائل النبوت ، ج ۵، ص ۲۴۶)

Marfat.com

حدیث نمبر۴:

حضرت جبیر بن مطعم رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے شہید کر دیا تو انہوں نے اتنی مہلت نہ دی کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے جب باغی رات کو سو گئے تو ہم نے آدھی رات کے وقت چوری چھپے آپ کا جنازہ اٹھایا اچانک ایک جماعت نے ہمیں پیچھے سے آ گھیرا ہم سمجھے شاید باغی تعاقب کر رہے ہیں ہم نے جنازہ کی چارپائی رکھ کر دوڑنے کا ارادہ کر لیا اتنے میں آواز آئی دوڑو نہیں ہم جنازے میں شریک ہونے کے لئے آئے ہیں۔ ابن حتیس کہتے ہیں کہ وہ فرشتے تھے۔ ایک روایت میں آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن عثمان غنی شہید ہوگا ان کی نماز جنازہ پڑھنے آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ گھوڑے پر سوار ہیں نور کا عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور جنت کی ایک چھڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں اور آپ کہیں جانے میں جلدی فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ فرمائی اور مسکرائے اور فرمایا ابھی عثمان ہمارے ہاں جنت میں آئے ہیں جیسے کوئی بادشاہ آتا ہے اور جنت میں ان کی شادی ہے اور مجھے اس کی دعوت ولیمہ میں شامل ہونا ہے اسی لئے جلدی میں ہوں۔ (تحفہ اثنا عشریہ، ص ۵۱۳)

تیری عظمتوں کی ہو تعریف مجھ سے
میں لاؤں کہاں سے زباں اللہ اللہ

Marfat.com

حدیث نمبر۵:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک نوجوان جس کا نام ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کسی کام بھیجا وہ ایک انصاری کے دروازے سے گزرا اچانک دیکھا کہ اس انصاری کی عورت غسل کر رہی ہے اس نے دوسری نظر قصداً ڈالی پھر خوفزدہ ہوا کہ کہیں اس بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہ ہو وہ بھاگا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں چھپ گیا چالیس دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ دیکھا پھر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کی امت سے بھاگے ان پہاڑوں میں پوشیدہ ہے اور جہنم سے پناہ مانگ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو لے آؤ یہ دونوں مدینہ کی گلیوں میں نکلے ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی جس کا نام رفاقہ تھا۔ اس سے پوچھا ان پہاڑوں میں کسی نوجوان کو دیکھا ہے رفاقہ نے کہا شاید تمہارا مطلب جہنم سے بھاگنے والے سے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تجھے کیسے پتہ چلا کہ وہ جہنم سے بھاگنے والا ہے اس نے کہا جب آدھی رات کا وقت ہوتا ہے تو وہ ان پہاڑوں سے نکلتا ہے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہتا ہے کاش مجھے موت آ گئی ہوتی اور میں فیصلہ کے لئے حاضر نہ کیا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اسی کی تلاش میں ہیں۔ رفاقہ ان کے ساتھ ہو لیا جب رات ہوئی تو وہ پہاڑوں سے نکلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور فرمایا تو نے دوزخ سے آزادی حاصل کر لی میں عمر ہوں میرے ساتھ سلمان ہے اس نے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے گناہ کا علم ہو گیا ہے انہوں نے کہا ہمیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری تلاش میں بھیجا ہے اس نے کہا مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس وقت لے جانا جب آپ نماز ادا

Marfat.com

فرما رہے ہوں۔ یہ دونوں ان کو لے کر حاضر خدمت ہوئے اس وقت حضور ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ اختتام نماز پر حضور ﷺ نے پوچھا اے عمر ثعلبہ کہاں ہے۔ عرض کی حضور یہ حاضر ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو کہاں غائب تھا عرض کی مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایک آیت بتاتا ہوں جو تیرے گناہ کو ختم کر دے گی اور وہ آیت یہ ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اس نے کہا میرا گناہ بڑا ہے فرمایا نہیں خدا کا کلام بڑا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے گھر کو واپس کر دیا وہ چلا گیا اور آٹھ دن تک بیمار رہا۔ حضور ﷺ اور سلمان رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا سر اپنی آغوش میں رکھا اس نے اپنا سر حضور ﷺ کی گود سے اٹھا لیا۔ حضور ﷺ نے وجہ پوچھی عرض کی یہ گناہ سے لبریز ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا اس وقت کیفیت کیا ہے خدا سے مغفرت کی امید ہے۔ جبریل امین علیہ السلام نے آ کر عرض کی خدا فرماتا ہے اگر میرے بندے کے گناہ سے زمین بھر جائے میں بخش دوں گا۔ حضور ﷺ نے ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی انہوں نے چیخ ماری اور وفات پا گئے۔ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اس کو غسل دے کر کفن دیا گیا۔ جب جنازہ لے کر چلے تو حضور ﷺ پنجوں کے بل چلے وجہ پوچھی گئی فرمایا اس قدر کثیر تعداد میں فرشتے آئے ہوئے ہیں کہ پورا پاؤں رکھنے کو جگہ نہیں ملتی۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۹، ص ۳۲۹)

حدیث نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ملک الموت سے دریافت فرمایا کہ مجھے دکھاؤ کہ تم مومن کی روح کس طرح قبض کرتے ہو انہوں نے کہا آپ اپنا منہ دوسری طرف کر لیں حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا پھر جو ملک الموت کو دیکھا تو وہ ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں تھے ان سے نہایت عمدہ خوشبو آ رہی ہے اور چہرے کی رنگت بڑی پیاری ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر وفات یافتہ مومن کو کوئی اور خوشی نہ بھی میسر آئے تو تیرے چہرے کا دیکھ لینا ہی اس کے لئے کافی ہے پھر آپ نے فرمایا مجھے دکھا دو کہ تم کافروں کی روح کس طرح قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا آپ اس شکل کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا تم دکھاؤ تو سہی اس نے کہا اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیں انہوں نے ایسا ہی کر لیا۔ پھر جو دیکھا تو ایک آدمی ہے جس کے قدم زمین پر ہیں اور سر آسمان میں ہے اور بڑی قبیح شکل میں ہے اور جسم کے ہر بال سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر کافر کو کوئی اور عذاب نہ بھی دیا جائے تو تیری اس شکل کا دیکھ لینا اس کے لئے کافی عذاب ہے۔ (التذکرہ، ص ٦٥)

عالم برزخ میں مقام مومن:

حدیث نمبر ١:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس لشکر میں شامل تھے جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ آپ بیمار ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ آپ رات کے وقت قلعہ کے دامن میں دفن کئے گئے۔ امام محمد بن احمد السرخسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔

انہیں ساتھیوں نے رات کے وقت قبر میں اتارا اور آپ کی قبر سے نور کا ایک شعلہ آسمان کی طرف بلند ہوا اور اس منظر کو دوسری طرف کفار نے بھی جو سرحد کے قریب تھے دیکھ لیا۔ صبح ہوئی تو ان کا ایک قاصد آیا اور اس نے پوچھا یہ

Marfat.com

وفات پانے والا کون تھا جسے رات تم نے دفن کیا ہے انہوں نے کہا یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ جنہوں نے اس نورانی منظر کو دیکھا وہ سب ایمان لے آئے۔ انہوں نے سوچا جس نبی کے صحابی کی یہ شان ہے کہ ان کی قبر سے روشنی اٹھتی ہے اس نبی کی اپنی کیا شان ہوگی کس طرح آسمان آپ کے لئے رحمتیں برساتا ہوگا اور زمین بھی اپنی برکتیں اگلتی ہوگی اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کی قبر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر سے کئی گنا زیادہ منبع نور ہوگی۔

(مقامات حیات، ص ۵۳۱)

حدیث نمبر۲:

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب بندہ مومن کی وفات ہو جاتی ہے تو اس کے کراماً کاتبین آسمان پر چلے جاتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے اللہ تو نے ہمیں اپنے بندے پر مقرر فرمایا تھا ہم اسے اعمال لکھتے رہے اب تو نے اس بندے کو وفات دے دی ہے اب ہمیں آسمان پر رہنے کی اجازت دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے آسمان فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں جو میری تسبیح بیان کر رہے ہیں وہ عرض کرتے ہیں ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت دے خدا فرماتا ہے زمین بھی میری تسبیح کرنے والی مخلوق سے بھری ہوئی ہے تم یوں کرو اس بندے کی قبر پر کھڑے ہو کر تسبیح وتہلیل اور تکبیر بیان کرو اور قیامت تک اسی میں مصروف رہو اور اس کا ثواب اس بندۂ مومن کے نامہ اعمال میں لکھتے رہو۔

(شعب الایمان، ج ۷، ص ۱۸۴۔ شرح الصدور، ۱۴۶)

سمجھ اری نادان بچاری وقت گزرتا جائے
دنیا چار دنوں کا میلہ جائے پھر نہ آئے

Marfat.com

مات پتا بھائی اور جورو کوئی ساتھ نہ جائے
کہے حسین فقیر بیچارا باقی نام خدائے

حدیث نمبر ۳:

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے دن رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ صائم الدھر تھے پچاس سال تک رات کو سوئے نہیں جب انتقال ہوا تو ان کو لحد میں اتارا گیا جب اینٹیں برابر کر چکے تو ایک اینٹ گر گئی اس کو درست کرنے کے لئے ایک آدمی نیچے اترا دیکھا کہ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے ہیں وہ ہر نماز کے بعد دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ اگر تو نے مخلوق کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے تو مجھے بھی اجازت دے اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا۔ (کشف النور، ص ۹)

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کیا اوراس کا امیر علاء بن حضرمی کو بنایا میں بھی اس لشکر میں شامل تھا جب ہم لڑائی کے لئے آگے بڑھے تو دشمن کو ہمارا پتہ چل گیا وہ خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے پانی کے آثار مٹا دیئے گرمی بہت سخت تھی ہماری سواریوں کو پیاس نے نڈھال کر دیا جب سورج ڈھلا تو علاء نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آسمان پر بادل کا نام ونشان نہ تھا بخدا ابھی انہوں نے ہاتھ ہٹائے بھی نہ تھے کہ اللہ کریم سہانی ہوا چلائی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی تالاب جوہڑ اور وادیاں چھلکنے لگیں ہم نے خود پانی پیا ساتھیوں اور جانوروں کو پلایا پھر ہم دشمن سے مقابلے کے لئے آگے بڑھے اور ہمارا دشمن ایک جزیرہ کی طرف جا چکا تھا۔ حضرت علاء ایک خلیج پر آ کر رُکے اور پڑھا یا علی یا عظیم یا کریم

Marfat.com

پھر فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ اترو حضرت انس فرماتے ہیں پانی نے صرف ہمارے جانوروں کے کھر تر کئے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

پھر حضرت علاء کا وصال ہو گیا ہم نے انہیں دفن کر دیا ہم دفن سے فارغ ہوئے تو ایک آدمی آیا اور پوچھا یہ دفن ہونے والا کون ہے ہم نے بتایا یہ بہترین انسان علاء بن حضرمی ہے وہ کہنے لگا یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اگر تم انہیں ایک دو میل دور لے جاؤ تو بہتر ہے تا کہ وہ زمین انہیں قبول کر لے ہم سوچنے لگے کہ ہم اپنے دوست کو کیسے چھوڑ جائیں کہ ان کو درندے کھاتے رہیں ہم انہیں قبر سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا جب ہم قبر کھودتے ہوئے لحد تک پہنچے تو وہ اپنی لحد میں موجود نہ تھے اور لحد حد نگاہ تک نور سے چمک رہی تھی ہم نے قبر پر مٹی ڈال دی اور وہاں سے کوچ کر گئے۔ (جامع کرامات اولیاء، ص ۴۳۶)

حکایت:

ابو غالب فرماتے ہیں میں شام میں ایک نیک آدمی کے ہاں قیام پذیر ہوا اس کا ایک بھتیجا تھا جو اس کا نافرمان تھا وہ اسے بُرے کاموں سے روکتا اور نیک کاموں کا حکم دیتا لیکن یہ نہ مانتا وہ اسے مارتا لیکن پھر بھی نافرمانی کرتا وہ جوان بھتیجا بیمار ہو گیا اس نے اپنے چچا کو بلا بھیجا لیکن اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ ابو غالب نے مجبور کیا اور اس کو لے کر بیمار کے پاس پہنچے چچا بھتیجے کو گالیاں دینے لگا اور کہنے لگا اے خدا کے دشمن تو نے فلاں وقت ایسا ایسا کام نہیں کیا اس بھتیجے نے کہا اے چچا اگر میرا خدا مجھے میری ماں کے سپرد کر دے تو وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی اس نے کہا تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ تجھے جنت میں

Marfat.com

داخل کر دے گی بھتیجے نے کہا خدا کی قسم میرا اللہ میری ماں سے زیادہ رحیم و کریم ہے بعد ازاں وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کے چچا نے اسے دفن کیا جب قبر برابر کرنے لگے تو لحد کی ایک اینٹ گر گئی چچا نے اینٹ درست کرتے وقت لحد کو دیکھا کہ وہ نور سے معمور ہے اور حد نگاہ تک وسیع ہے۔ (شرح الصدور، ص ۱۰)

حدیث نمبرا:

قیامت کے دن پہاڑ کی مثل آگ جہنم سے نکلے گی اور امت محمدیہ کا ارادہ کرے گی حضور ﷺ اس کو رفع کرنے کی کوشش کریں گے لیکن وہ رفع نہ ہو گی حضور ﷺ جبریل امین علیہ السلام سے کہیں گے وہ ایک پیالہ پانی کا لائیں گے اور کہیں گے اس پانی سے اس آگ کو بجھا دیں حضور ﷺ اس آگ کو اس پانی سے بجھا دیں گے اور جبریل امین علیہ السلام سے پوچھیں گے یہ کیسا پانی ہے وہ عرض کریں گے یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کے آنسو ہیں جو تنہائی میں خوف خدا سے روتے تھے خدا نے مجھے اس وقت کے لئے سنبھال کر رکھنے کا حکم دیا تھا اسی لئے حدیث میں آیا ہے۔

لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَلِجَ اللَّبَنُ الضَّرْعَ۔

ترجمہ: خوف الٰہی سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہو گا یہاں تک کہ دودھ تھن میں جائے۔ (خرپوتی، ص ۵۳)

آخرت میں مومن کا مقام:

حدیث نمبرا:

مشکوٰۃ میں یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے ان پچاس ہزار سال کا دن ہم کیسے گزاریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ لَیُخَفَّفُ عَلَی الْمُؤْمِنِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَھْوَنَ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ یُصَلِّیْھَا فِی الدُّنْیَا۔ (مسند ابی لیلیٰ، ج ۲، ص ۵۲۷)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ دن مومن کے لئے دنیا میں نماز فرض کی ادائیگی سے بھی آسان ہو جائے گا۔

حدیث نمبر ۲:

ایک حدیث میں ہے کہ مہاجرین قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آ کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے خازن ان سے کہے گا تم کون ہو وہ کہیں گے ہم مہاجرین ہیں ان سے کہا جائے گا کیا تمہارا حساب ہو گیا ہے وہ اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر خدا کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے خدا ہمارا یہ حساب ہو گا کہ ہم نے مال اور اہل وعیال چھوڑے خدا ان کو سونے کے پَر عطا فرمائے گا جن پر زبرجد اور یاقوت جڑے ہوں گے اور وہ ان سے اڑ کر اپنے جنتی مکانوں میں پہنچ جائیں گے اور وہ اپنے مکانات کو دنیا کی نسبت زیادہ پہچانیں گے۔

(کنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۱)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو افق کو بھرنے والا لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو گا اور ان کا نور سورج کی طرح چمک رہا ہو گا کہا جائے گا نبی امی ہر نبی سمجھے گا شاید یہ خطاب اسے ہوا ہے کہا جائے گا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت پھر ایک دوسرا گروہ کھڑا ہو گا جو آسمان کے کناروں کو بھر دے گا ان کا نور چودھویں کے چاند کی طرح ہو گا کہا جائے گا نبی امی ہر نبی سمجھے گا شاید یہ خطاب اسے ہوا ہے کہا جائے گا حضرت

Marfat.com

محمد ﷺ اور اس کی امت پھر تیسرا گروہ کھڑا ہو گا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہو گا ان کا نور آسمان کے ستاروں کی طرح ہو گا کہا جائے گا نبی امی ہر نبی کو احساس ہو گا کہ شاید یہ اسے خطاب ہوا ہے کہا جائے گا حضرت محمد ﷺ اور اس کی امت پھر اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق دو لپ بھرے گا اور فرمائے گا ایک لپ تیرے لئے اور ایک لپ میری طرف پھر میزان پر حساب شروع ہو گا۔

(طبرانی کبیر، ج ۸، ص ۱۸۹)

حدیث نمبر۴:

حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ اَقْوَامًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءِ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءَ وَالشُّهَدَاءَ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ۔

ترجمہ: بے شک قیامت کے روز کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو نہ تو نبی ہوں گے اور شہید بلکہ نبی اور شہید اللہ کے ہاں ان کے مرتبے کو دیکھ کر رشک کر رہے ہوں گے۔

ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ لوگ مختلف قبیلوں سے ہوں گے اور اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے جب لوگوں پر خوف وحزن طاری ہو گا تو ان کو نہ کوئی خوف ہو گا نہ غم۔ (مسند ابی یعلیٰ، ج ۱۲، ص ۲۳۴۔ مسند امام احمد، ج ۵، ص ۳۴۳)

حدیث نمبر۵:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں خبر دوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے اول مومنوں سے کیا فرمائے گا اور سب سے پہلے مومن اللہ کی بارگاہ میں کیا عرض کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیں فرمایا اللہ تعالیٰ مومنوں سے فرمائے گا کیا تم میری ملاقات پسند کرتے ہو وہ عرض کریں گے ہاں اے ہمارے رب اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں اس بات پر کس چیز نے ابھارا وہ عرض کریں گے تیری طرف سے معافی اور رحمت اور رضا نے خدا فرمائے گا میں نے اپنی رحمت تم پر واجب کر دی۔ (النھایہ، ج ۲، ص ۱۴۔ التذکرہ، ج ۲، ص ۴۳۱)

حدیث نمبر ۶:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب کے سامنے ایک شخص لایا جائے گا اس کے گناہوں کے ۹۹ دفتر ہوں گے اور ایک دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہو گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تمہیں ان گناہوں سے انکار ہے وہ عرض کرے گا نہیں یارب پھر کہا جائے گا تجھے کوئی عذر ہے وہ کہے گا نہیں اے رب اللہ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے پاس موجود ہے آج تجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو گی ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر لکھا ہو گا۔

اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

وہ عرض کرے گا یا اللہ یہ ایک نیکی اتنے دفتروں کے سامنے کیا کام دے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو گی پس ۹۹ دفتر میزان کے ایک پلڑے میں اور کلمہ شہادت دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا وزن کیا جائے گا تو کلمہ شہادت کا وزن دفتروں سے بھاری ہو جائے گا اور کسی چیز کا وزن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی، ج ۲، ص ۸۸۔ ابن ماجہ)

Marfat.com

حدیث نمبر ۷:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے دو آدمی خدا کی بارگاہ میں پیش ہوں ان میں ایک کہے گا اے میرے رب میرے اس بھائی نے مجھ پر ظلم کیا ہے مجھے اس سے بدلہ لے کر دے خدا فرمائے گا اپنے بھائی کو بدلہ دو وہ کہے گا یا اللہ میرے پاس تو کوئی نیکی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ اس طالب سے فرمائے گا اب تو اپنے بھائی سے کیا سلوک کرے گا اس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں رہی وہ کہے گا تو پھر میرے گناہ اس کو دے دے یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روئے کہ وہ دن ایسا سخت ہو گا کہ آدمی کہے گا میرے گناہ کوئی اور لے لے اللہ طالب سے فرمائے گا اوپر نگاہ اٹھا کر جنت کو دیکھو وہ اپنا سر اٹھا کر اوپر دیکھے گا اسے چاندی کے شہر اور سونے کے محل نظر آئیں گے جو موتیوں سے مرصع ہوں گے وہ عرض کرے گا یہ کس نبی کس صدیق اور کس شہید کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ اس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کر سکے وہ عرض کرے گا ان کی قیمت کون دے سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے پاس اس کی قیمت موجود ہے وہ عرض کرے گا وہ کیا خدا فرمائے گا اپنے بھائی کو معاف کر دو وہ عرض کرے گا یا اللہ میں نے اسے معاف کر دیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر داخل جنت ہو جاؤ۔ (النھایہ، ج ۲، ص ۶۹)

حدیث نمبر ۸:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لئے جمع کئے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے ہر نبی کے ساتھ ان کی امت آئی ہر نبی کے لئے دو نور ہیں اور اس کے

Marfat.com

امتی کے لئے ایک نور ہے جس کی روشنی میں وہ چلتا ہے پھر حضرت محمد ﷺ بلائے گئے ان کے سرانور اور روئے مبارک کے ہر بال سے جدا جدا نور کے مینار بلند ہو رہے ہیں جنہیں دیکھنے والا تمیز کر سکتا ہے اور ان کے ہر امتی کے لئے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں وہ چلتا ہے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا تجھے خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا واقعی تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا ہے کہا ہاں کہا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہی واقعہ اللہ کی کتاب تورات میں لکھا ہے گویا تو نے توریت پڑھ کر بیان کیا ہے۔

(دلائل النبوت، ج ۷، ص ۳۹۔ ابن عساکر، ج ۱، ص ۳۴۲)

سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تفسیر ہے

سوچتی ہے دل میں دنیا مصطفٰے کو دیکھ کر
وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

حدیث نمبر ۹:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی اپنے ایک بندے کو بلائے گا اور ایک پکارنے والا تمام اہل محشر کو سنا کر با آواز بلند کہے گا یہ فلاں کا بیٹا ہے اس کا نام فلاں ہے جس کسی کا کوئی حق اس کے ذمے باقی ہو وہ آئے اور اپنا حق لے جائے اس وقت حالت یہ ہوگی کہ عورت چاہے گی کہ اس کا کوئی حق اس کے باپ پر یا ماں پر یا شوہر یا بھائی پر ہو تو وہ دوڑ کر آئے اور اپنا حق ان سے وصول کر لے رشتے ناطے کٹ جائیں گے کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنا جو حق چاہے گا معاف کر دے گا لیکن لوگوں کے حقوق میں سے کوئی حق معاف نہ فرمائے گا جب حقدار آ جائیں گے تو اسے کہا جائے گا ان کے حقوق ادا کر یہ کہے گا دنیا تو ختم ہو چکی آج میرے ہاتھ میں کیا ہے جو میں دوں پس اس کے نیک اعمال لئے جائیں گے اور حقداروں کو دے دیئے جائیں گے اور ہر ایک کا حق اس طرح ادا کیا جائے گا اب اس شخص کے پاس رائی کے دانے کے برابر ایک نیکی بچ جائے گی جسے اللہ بڑھا چڑھا کر صرف اسی کی بنا پر اس کو جنت میں داخل فرما دے گا خدا فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا○

بے شک اللہ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۵، ص ۲۹)

حدیث نمبر ۱۰:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس ہاتھ میں میری جان ہے جب متقی لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے ان کا استقبال کیا جائے گا اور ان کے لئے پروں والی اونٹنیاں لائی جائیں گی جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے ان کی جوتیوں کے تسمے نور سے چمک رہے ہوں گے ان اونٹنیوں کا قدم حد نگاہ تک پڑے گا یہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گی جس کے نیچے سے دو نہریں نکلتی ہوں گی ایک کا پانی یہ پئیں گے تو اندرونی میل کچیل سے پاک ہو جائیں گے۔ دوسری نہر سے یہ غسل کریں گے جس سے ان کے بدن کبھی میلے نہ ہوں گے ان کے جسم اور چہرے بارونق رہیں گے اب یہ جنت کے دروازے پر آئیں گے اور

Marfat.com

اس کی کنڈی ہلائیں گے جس سے ایک عجیب سریلی اور موسیقی کی آواز پیدا ہو گی اسے سنتے ہی ہر حور جان لے گی کہ اس کا خاوند آ گیا ہے۔

(ابن کثیر، ج ۲۴، ص ۲۴)

حدیث نمبر ۱۱:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت میں چار قسم کے لوگ جائیں گے متقین شاکرین خائفین اور اصحاب یمین پوچھا گیا ان کو اصحاب یمین کیوں کہا گیا جواب دیا اس لئے کہ انہوں نے نیکیاں بدیاں سب کچھ کی تھیں ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا اپنی بدیوں کو پڑھ کر کہنے لگے خدایا ہماری نیکیاں کہاں ہیں یہاں تو سب بدیاں ہی بدیاں ہیں اس وقت ان کی بدیوں کو مٹا دے گا اور ان کے بدلے نیکیاں لکھدے گا ان کو پڑھ کر یہ لوگ خوش ہو کر دوسروں سے کہیں گے آؤ ہمارے نامہ اعمال دیکھو اہل جنت کی اکثریت انہی لوگوں کی ہو گی۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔ (ابن کثیر، ج ۱۹، ص ۲۰)

ترجمہ: ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۲:

حضرت ابو العلاء سے روایت ہے کہ یہودیوں کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور ان سے سوال ہو گا کہ تم دنیا میں کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے اللہ کی اور عزیز کی ان سے کہا جائے گا اچھا بائیں طرف سے آؤ پھر نصرانیوں سے پوچھا جائے گا تم دنیا میں کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے اللہ کی اور مسیح کی تو ان سے بھی یہی کہا جائے گا پھر مشرکین کو لایا جائے گا اور ان سے لا الہ الا

Marfat.com

اللہ کہا جائے گا تو وہ تکبر کریں گے تین مرتبہ ایسا ہی ہو گا پھر حکم ہو گا انہیں بھی بائیں طرف لے چلو فرشتے ان کو پرندوں سے بھی پہلے پہنچا دیں گے پھر مسلمانوں کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ یہ کہیں گے صرف اللہ کی ان سے کہا جائے گا کیا اس کو دیکھ کر پہچان سکتے ہو یہ کہیں گے ہاں پوچھا جائے گا کیسے پہچان سکتے ہو حالانکہ تم نے کبھی اسے دیکھا نہیں یہ کہیں گے ہم جانتے ہیں کہ اس کے برابر کوئی نہیں پس اللہ تعالیٰ اپنی پہچان کرا دے گا اور ان کی نجات ہو جائے گی اور وہ داخل جنت ہوں گے۔

(ابن کثیر، ج ۲۳، ص ۲۷)

جنت میں مومن کا مقام:

حدیث نمبر ا:

حضرت عباس بن عبدالواحد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے ایک جنتی اپنی حور کے ساتھ محبت اور پیار میں ستر سال تک مشغول رہے گا کسی دوسری طرف توجہ نہ کرے گا پھر جو دوسری طرف توجہ ہو گی تو دیکھے گا پہلے سے بہت زیادہ خوبصورت اور نورانی شکل کی ایک اور حور ہے وہ اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر خوش ہو کر کہے گی کہ اب میری مراد بھی پوری ہو گی یہ کہے گا تو کون ہے وہ جواب دے گی میں مزید میں سے ہوں اب یہ سراپا اسکی طرف متوجہ ہو جائے گا پھر ستر سال تک دوسری طرف دیکھے گا بھی نہیں اتنی مدت کے بعد اس کی توجہ اور طرف ہو گی تو دیکھے گا کہ اس سے بھی اچھی ایک اور حور ہے وہ کہے گی اب وقت آ گیا ہے کہ آپ میں میرا حصہ بھی ہو یہ پوچھے گا تو کون ہے وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ

Marfat.com

ان کے لئے خدا نے ان کی آنکھوں کی کیا کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ○

ترجمہ: کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں یہ اس کا بدلہ ہے۔

حدیث نمبر ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو گا تو اعمال کے مطابق ان کو مکانات اور منازل ملیں گے پھر ان کو جمعہ کے دن اجازت دی جائے گی اور وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے اس روز خدا تعالیٰ اپنے عرش کو نمایا کرے گا اور اہل جنت کو اپنا دیدار کرانے کے لئے جنت کے ایک بڑے باغ میں ظاہر ہو گا دیدار کرنے والوں کے لئے نور کے منبر موتیوں کے منبر یاقوت کے منبر زبرجد کے منبر سونے کے منبر اور چاندی کے منبر بچھائے جائیں گے اور ان پر لوگ حسب مراتب بیٹھیں گے اور ادنیٰ درجے کے جنتی مشک و کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور یہ ٹیلوں پر بیٹھنے والے کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے بہتر خیال نہ کریں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے خدا کو دیکھیں گے فرمایا ہاں کیا تم سورج اور چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں شبہ رکھتے ہو ہم نے عرض کی نہیں فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھنے میں شبہ نہ رکھو گے دیدار الٰہی کی اس مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے گا جس سے گفتگو نہ فرمائے گا یہاں تک کہ

Marfat.com

حاضرین میں سے ایک سے خدا فرمائے گا اے فلاں کے بیٹے تجھ کو وہ دن یاد ہے جب تو نے ایسا ایسا کیا تھا یہ کہے گا اے خدا تو نے میرے گناہوں کو بخش نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری بخشش ہی سے آج تو اس مرتبے کو پہنچا ہے سب لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک بادل آئے گا اور ان پر چھا جائے گا پھر یہ ابران پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ ایسی خوشبو انہوں نے کبھی نہ پائی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اٹھو اور اس چیز کی طرف چلو جو میں نے تمہاری عظمت بڑھانے کے لئے تیار کی ہے اور جو چیز تم کو پسند آئے لے لو پھر ہم ایک بازار میں آئیں گے جس کو فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا اس بازار میں وہ چیزیں نظر آئیں گی جن کی مانند نہ کبھی آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ کبھی ایسی چیزوں کا دل میں خیال پیدا ہوا ہمیں وہ چیزیں دی جائیں گی جن کی ہم خواہش کریں گے حالانکہ اس بازار میں خرید وفروخت کا معاملہ نہ ہوگا اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے پھر ہم اپنے مکان کی طرف واپس ہوں گے اور ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کریں گی اور خوش آمدید کہیں گی وہ کہیں گی تم اس حال میں آئے ہو کہ تمہارا حسن و جمال اس سے زیادہ ہے جبکہ تم ہم سے جدا ہوئے تھے ہم ان کے جواب میں کہیں گے آج ہم نے اپنے پروردگار کے ساتھ ہم نشینی کی عزت حاصل کی ہے۔ (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۷)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی اپنے اوپر کے بالاخانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم اس روشن ستارہ کو دیکھتے ہو جو طلوع اور غروب کے وقت آسمان کے افق میں ہوتا ہے

Marfat.com

اور یہ بالاخانے بزرگی اور فرق مراتب کے سبب سے ہوں گے جو جنتیوں میں پایا جائے گا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بالاخانے انبیاء کے مکانات ہوں گے اور انبیاء کے سوا ان میں کوئی نہ جا سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان میں وہ لوگ جائیں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۳)

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا اے اہل جنت وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اور بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم راضی اور خوش ہو وہ کہیں اے پروردگار ہم کیونکہ خوش نہ ہوں تو نے ہمیں اس قدر دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں سب چیزوں سے بہتر ایک اور چیز عطا نہ کردوں وہ کہیں گے اے پروردگار ان چیزوں سے بہتر اور کونسی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اپنی خوشنودی عطا کرتا ہوں اور اس کے بعد تم سے کبھی ناخوش نہ ہوں گا۔ (مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۹۳)

Marfat.com

Marfat.com

شمشیرِ بے نیام قادر الکلام مقررِ اسلام خطیبِ پاکستان

علامہ مولانا محمد صدیق ملتانی صاحب مدظلہ العالی

کی دیگر بہترین کتب

باطل اپنے آئینے میں

اس کتاب کا دوسرا نام ایٹم بم ہے یہ وہ کتاب ہے جس نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر کئی بد مذہب راہ راست پر آگئے ہیں اس کتاب میں گستاخان رسول و گستاخان صحابہ و گستاخانِ اہلِ بیت پر کاری ضرب لگائی ہے ان پر ایسے سوالات کیے گئے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں دیا گیا یہ باطل فرقوں کے رد میں لاجواب کتاب ہے۔

بدر الکبریٰ

اس کتاب میں غزوۂ بدر بیان کیا گیا ہے نئی نسل کے ذہنوں میں جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ کتاب ایک عظیم سرمایہ ہے مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرانے کے لئے ایک عجیب کوشش ہے جہاد کی فضیلت اور ضرورت کو ذہن نشین کرانے کی سعی بلیغ ہے۔

خدا کی ہستی کے دلائل

یہ کتاب بین الاقوامی حالات کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی گئی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جو سرے سے خدا کی ہستی کے منکر ہیں اور اس جہاں کی نمود و نمائش کو زمانے کی پیداوار سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب مشعل راہ بلکہ روشنی کا مینار ہے اس کتاب میں توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے آفاقی، نفسی اور عقلی دلائل قابلِ ستائش ہیں

کتاب التنویر

خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین فضائل اور خصائل عطا کئے ان کے علاوہ کچھ آپ کی خصوصیات ہیں آپ کے خصائص کو آٹھ اقسام پر منقسم کر کے اُن پر بحث کی گی ہے مختلف ابحاث میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے جن سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے سینے میں الفت رسول کا دریا موجزن ہوتا ہے

دینِ فطرت

یہ کتاب اصلاح معاشرہ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس کتاب میں پردے کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے کیونکہ بے پردگی اور عریانی دعوت گناہ کا موجب ہے اس کتاب میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے معاشرہ میں جو برائیاں پیدا ہوچکی ہیں ان کو دور کرنے کے طریقوں پر بحث کی گئی ہے

مقام سجدہ

ارکان نماز میں سے اہم رکن سجدہ ہے اکثر نمازی سجدہ خلاف سنت کرتے ہیں اس کتاب میں سجدہ کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدے کے فوائد اور حکمتوں پر حسین تبصرہ ہے حضور ﷺ لمبے لمبے سجدے کیوں کرتے تھے اس میں کیا راز تھا مکمل بحث کی گئی ہے سجدہ کی ابتداء اور انتہا بیان کی گئی ہے ایک سجدہ ہی ایسا رکن نماز ہے جو بندہ کو خدا کے قریب کردیتا ہے پاکستان میں اپنے موضوع کی یہ پہلی کتاب ہے

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

Marfat.com